Ahmad Hossain
Matowalli
Mirzabazar, Midnapore

إِنَّ وَلِيِّيَ اللَّهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ

الحمد للہ والمنہ کہ مجموعہ منتخبات احمدیہ موسومہ باسم تاریخی

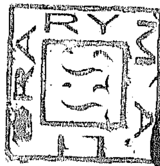
گرانمایہ مثنویات تصوف

سنہ ۱۹۱۰ع

یعنی

لب لباب مثنوی مولانا روم ص ۹ و مثنوی شریف خواجہ باقی باللہ ص ۲۷۵
مثنوی شریف معدن فیض ص ۲۶۹ و مثنوی شریف غریب نامہ ص ۳۹۱

معہ



تذکرات مصنفین

مولفہ

پیشوای عارفان مجمع لاثانی مرشدی حضرت مولوی احمد حسین خان صاحب قادری نقشبندی چشتی مدظلہم العالی
مصنف عوائل احمدیہ وسفر احمدیہ معروف بہ فتاوی محبوبیہ ومعارف احمدیہ

کمترین قادری خواجہ نصیر الدین ومیر سردار علی خان وصوفی غلام محمد احمدی حیدرآبادی نے

مطبع شمسی حیدرآباد دکن میں طبع کرایا

فہرست مضامین مجموعۂ ہذا

قصیدہ در منقبت جنید وقت و بایزید دوران قطب زمان مولای و مرشدی حضرت والدی حاجی حافظ محمد عباس علیخان صاحب قبلہ قادری نقشبندی مجددی امروہی قدس اللہ سرہ العزیز

مصنفہ فاضل اجل عالم باعمل مولانا نذیر احمد خاں الصفا رامپوری ۱۳۲۸ ہجریہ

تمنا ہی ہوں یہ آج اک عمدہ قوم دنیا کا — نکالوں جو ہلا کچھ میں بھی اس قلب ارما کا
خبیر سر عرفانی عریف راز پنہانی — سراپا شان سبحانی نہیں کچھ خیال امکا کا
لطائف لطف سے ہر ایک خفی اخفی و سر روح — چمکتا قلب ہی تھا انکی ہمیشہ نور عرفا کا
وہ ذاکر تھے ہو متحکم کی تحت الفوق کے بھی جا — مکمل تھا ظلال اوصاف کا اسمار پیدا انکا
کمالات رسالت اور الوہیت میں ذاکر تھے — بڑا اچھا خوب تو اونہیں مرزا جان جاناں کا
غرض تھے عارف کامل وہ تھے واصل بذات حق — یہی انجام ہونا چاہئے عارف کے عرفان کا
ہوا ہی ہاتھ میں جب سے اونکے دست اقدس میں — ہوا ہی جیسے سایہ بوبکر کا شاہ مردان کا
چلی جب باد صرصر ہوگیا برباد گلدستہ — جدا اس ہوگیا او سے دم ہر جنبہ گلستاں کا

بیان ہو وصف کیونکر مجھ سے عباس علی شہ کا — بظاہر شکل انسانی بباطن نور یزداں کا
خدا واصل بحق عارف تعالی اللہ تعالی اللہ — کرے توصیف کچھ انکی نہیں مقدور انساں کا
مراقب تھے وہ ہر دم [illegible] — خدا کے ذکر سے معمور تھا دائرہ انکا
مراقب ظاہر و باطن [illegible] — ولایت تھی اونہیں حاصل ہوا تھا فقر [illegible]
حقیقت جانتے تھے معرفت پہنچاتے تھے وہ — سلوک الاقصین مرتبہ تھا اونکے عرفاں کا
حیات و موت یکساں ہوتی ہے [illegible] — پتہ دریافت کرنا کون ہے گو [illegible] بیان کا
تماشا ہم نے دیکھا ہے کسی شیر مبارک کا — رہا ہرگز نہ ارمان انکو کچھ بھی سنبھلنا انکا
کہیں پایا [illegible] — عجب تھی [illegible] حال [illegible]

اگر زیاد کی ہے تم نے کبھی ایام مستی مین
بحمد اللہ کہ صاحبزادہ عالی نسب ہے
طریقہ کو بزرگون نے دعا کر بیٹا نذیر احمد

تو از کر عرش پہ پہنچیگا ہر پارہ گریبان کا
بڑا ہے پرتو انوار احمد کے راز پنہان کا

مشاغل مین اگر مقتول ہے نفس امارہ
اگر ارمان جب نکلین مرادین ہون سبھی حاصل

تو ہر گز غم نہوگا پھر کبھی شہر نیستان کا
کبھی اس سمت آ برسے اگر وہ ابر نیسان کا
طفیل انکے بھرے پلہ الٰہی میزان کا

صحت نامہ سوانح عمری حضرت مولانا روم رح

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹	۲۳	مشتغلہ	مشتغلہ	۱۷	۱۱	ازو	ترو	۲۴	۴	خلعفہ	خلیفہ	۲۵	۷	جزان	بزان
						صحت نامہ مجموعہ صفحہ ۱									
۴	۱۲	دہوی	دہلوی	۶	۱۰	ونقاد	منقاد	۷	۳	آوردم	آوردم	۷	۱۹	کوز	کوزہ
۹	۵	نگروہ	نگرود	۹	۱۰	در	ور	۱۰	۵	خضرت	حضرت	۱۰	۱۶	دفن	دفن
۱۳	۱۳	وجوہ	وجود	۱۴	۱۷	شکست	شکستہ	۱۶	۶	پیاین	بااین	۲۲	۱۴	ست	ہست
۲۳	۹	گل	گُل	۳۱	۱۱	سُر	وسر	۳۵	۴	دریبایہ	درنیابد	۳۵	۱۶	اقھپای	اقھپائی
۴۱	۸	وگروونہا	وگردونہا	۴۳	۱۷	حاضر	ظاہر	۴۶	۶	بریق	ابریق	۴۷	۴	عاشق	آتش
۴۷	۷	اضطراب	اصطرلاب	۴۹	۱۲	شود	شوہ	۵۵	۸	بارشان	یارشان	۷۳	۲	ودو	ددو
۸۰	۴	ابصر	الصبر	۹۰	۱۵	دوام	دام	۹۰	۱۶	وراز	دراز	۹۱	۱	دہر	بدہ
۱۰۱	۱۶	رہ	دہ	۱۲۷	۱۳	بای	بابای	۱۳۴	۱۳	میز شند	میز نشند	۱۴۵	۱۶	ہیچو	ہیچون
۱۴۶	۱۱	بدان	بدران	۱۵۰	حاشیہ	باب ۵ در ص	باب ۵ در صد	۱۵۱	حاشیہ	بابی در ص	باب ۵ در صد	۱۶۰	۴	ومیت	اومیت
۱۶۵	حاشیہ	ب ۴۵	ب ۴۴	۱۸۰	۱۱	دیدد	دیدہ	۲۰۵	۱۳	صدر	صد	۲۰۸	۱۴	رانا	راند
۲۱۰	۱۴	سنگین	سنگین	۲۱۸	۱۲	بالفین	بالفتن	۲۲۱	حاشیہ ۹	گزد	سترد	۲۲۸	۲	نعایت	نغات
۲۵۴	حاشیہ ۲۱	پند نشت	بندست	۲۶۹	۷	احسن	حسن	۲۷۲	۱۴	جلال فر	جلال و فر	۲۷۷	۶	سنزفرار	سرفراز
۲۸۰	۱۷	مین	سے	۲۸۵	حاشیہ ۱۳	صائقہ	صاعقہ	۲۸۷	۱۲	سربے	سبے	۲۹۶	۱	لمحد	لحد
۳۰۰	۶	رجیہ	وجیہ	۳۰۷	حاشیہ ۲۳	درآمد	درآید	۳۱۳	جدول	عذاب	عذابی	۳۱۹	حاشیہ ۵	روے	بروے
۳۲۱	حاشیہ	جبرسل	جبرئیل	۳۲۴	۲۶	مخوار	مخور	۳۲۸	۶	پیچ	پیچ پیچ	۳۳۰	حاشیہ ۲	کرود	گردو
۳۳۰	حاشیہ ۱۲	کمان	گمان	۳۳۳	۱۵	بیاید	بیابد	۳۳۵	حاشیہ	انخلا	انجلا	۳۳۷	۱۱	بہل	بجل
۳۴۳	۲/۵	تلاسید	تلاسیہ	۳۴۴	حاشیہ ۸	سمع بصر	سمع و بصر	۳۵۸	۲۶	گوشدہ	گوشیدہ	۳۵۹	حاشیہ ۲/۵	حق ہو	حق
۳۶۲	۱	برجو	برج و	۳۸۱	۳	کرم	کریم	۳۸۲	حاشیہ ۴۲	سپے	سیے	۳۸۹	۴	نیست	نیست
۳۸۹	۶	حفا	خفا	۳۹۰	۱۷	زملک	از ملک	۳۹۰	حاشیہ	بیکارے	بیہ کارے				

صحت نامہ تمام شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وجہ تالیف - یہہ امر ظاہر ہے کہ صوفیائے عارفین اولیائے کاملین کا فیضانِ صحبت ایک گرانمایہ دولت اور عزیز الوجود نعمت ہے ؎

ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا | گو نشیند در حضورِ اولیاء
یک زمانے صحبتے با اولیاء | بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

انہیں کی ذاتِ بابرکات عالم کا مدار ہے انہی سے قلوبِ عاشقین کو احیا اور دیدۂ مشتاقین کو انجلا نصیب ہوتی ہے ؎

ہین کہ اسرافیلِ وقتند اولیاء | مردہ را زایشان حیات است و نما
نشنوی آن نغمہا را گوشِ حس | کز ستمہا گوشِ حس باشد نجس
اولیاء را در درون ہم نغمہاست | طالبان را زان حیاتِ بے بہاست
جانہائے مردہ اندر گورِ تن | بر جہد ز آوازشان اندر کفن

فی زمانہ چونکہ طلبِ دنیا نے صحبت سمع اور حق و باطل ملتبس ہے آمِلو ایسے بزرگوں کا وجود باوجود عنقا اور اونکی شناخت مشکل ہوگئی ہے لہٰذا فحوائے ؎

فیضِ صحبت نیست جز فیضِ کلام | مبدء فیاض کرد این رسم عام

اولیاء اللہ کے ملفوظات اور اونکی تصانیف کو جو درحقیقت آیاتِ بینات و کلماتِ طیبات ہیں مؤلف عفی عنہ نے اونکی صحبت کا قائم مقام جانکر چار باب مثنویات قدسیہ بہم کیں اور حالاتِ مصنفین بطور تذکرہ فراہم کر کے اس مجموعہ میں شریک کر دئے ہیں۔ واللہ ولی التوفیق۔ مؤلف عفی عنہ۔

حالات حضرت مؤلف مدظلہ العالی عرف فدوی میر لیاقت علیخان حیدرآبادی منصبدار سرکار عالی

آپکی تاریخ ولادت ۴ شعبان ۱۲۸۹ھ شب دوشنبہ وقتِ تہجد اور مولد مقام امروہہ ضلع مرادآباد شمالی ہند ہے۔ وہیں آپنے علومِ ظاہری معقول و منقول حدیث و تفسیر فقہ و اصول۔ ادب و معانی حکمت و فلسفہ منطق و ریاضی فلاحت و خطاطی کی تحصیل فرمائی۔ اکثر کتب درسیہ آپکو ازبر و مستحضر ہیں۔ دینیات اور ادب سے آپکو خاص دلچسپی ہے۔ عربی فارسی نظم و نثر مسجع و مقفیٰ نہایت ہی فصیح و بلیغ فی البدیہہ آپ تحریر فرماتے ہیں۔ کئی کتابیں مختلف علوم میں آپنے تصنیف فرمائی ہیں۔ آپکے اخلاق سبحان اللہ اخلاق محمدی صلعم۔ خدا تعالیٰ نے انسانی ہمدردی کوٹ کوٹ کر آپ میں بھر دی ہے اور دنیا کی یگانہ بیگانہ سب سے عاجزانہ آپ ملتے ہیں ؎

فروتنی ست دلیلِ رسیدگانِ کمال | کہ چون سوار بمنزل رسد پیادہ شود

آپنے علمِ باطنی متعدد شیوخ سے حاصل فرمایا اولاً بتاریخ ۲۵ رجب ۱۳۰۵ھ روز سہ شنبہ بعد ظہر اپنے والد ماجد حضرت حافظ محمد عباس علیخان صاحب قدس سرہ العزیز قادری نقشبندی امروہی سے بیعت توبہ فرمائی اور ۱۴ سال کے بعد بتاریخ ۳ شعبان ۱۳۱۹ھ شب جمعہ بعد مغرب بعد تکمیل سلوک سلسلوں طریقوں میں خلافت تامہ پائی اور اب آپکا فیضان جاری ہے۔ آپکی قلیل صحبت میں سلطان الذکر تک نوبت پہونچ جاتی ہے آپکی نسبت عالی اور الطف ہے ؎

نسبتش ارفع و قوی اثرش | اہلِ دل میکند بیک نظرش

مختلف الاستعداد لوگونکو ایک وقت میں علیحدہ علیحدہ مقام کی توجہ آپ پہونچاتے ہیں سلوک و جذب صحو و سکر اسکے اہل کو پہونچاتا ہے۔ اتباعِ شرع شریف پیروی سنت سنیہ اجتناب بدعات ناصرضیہ آپکے شعار میں داخل ہے **قطعہ**

مرد درویش بے شریعت اگر | بپر د برہوا مگس باشد
یا چو کشتی رواں شود بر آب | تو یقینش بکن کہ خس باشد

اسی لطف یہہ ہے کہ اوروں پر آپ معترض نہیں ہیں ؎

جنگِ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ | چون ندیدند حقیقت رہِ افسانہ زدند

اکثر دیکھا گیا ہے کہ آپکی پاس بیٹھنے ہی یا سبب کے لوگونکی مرض دفع ہوجاتے ہیں نادر بات یہہ ہے کہ سب سے پہلے آپکے مریدین کا لطیفہ اخفیٰ جاری ہوتا ہے اوسکے بعد دوسرے لطائف اور کاہے گاہے آپکی خدمتمیں دیکھا گیا ہے کہ ذکر بلا نسبت لوگونکی گم ہوجاتی ہے جو خصائص محمدی صلعم سے ہے جسکا باعث خاص اتباعِ سنت سنیہ ہے۔ اکثر آپ نام و نشان

مصر تھی ظاہری لباس مین بھی عوام سی کچھ امتیاز نہین تھی کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ انسان کی برائی کیلئے یہ کافی ہے کہ اوسکے دین یا دنیا کے اعزاز کی شہرت ہو اور لوگ اسپر انگلیان اوٹھائین۔ بعدہ آپ اجمیر شریف حاضر ہوئے تو وہان بارشاد حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ ایک چشتی بزرگ نے اور جب آپ سرہند شریف حاضر ہوئے تو بحکم حضرت امام ربانی رضی اللہ عنہ ایک نقشبندی بزرگ نے خلافت دی اور انکے علاوہ ایک سالک مجذوب درویش نے بھی کچھ نعمت عطا کی۔ بعدہ آپ حیدرآباد تشریف لائے بہت لوگ آپکے حلقۂ ارادت مین داخل ہوکر مستفید ہوئے۔ اسکے بعد بارشاد روحی حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ مرشدی حضرت محمد معروف علیشاہ صاحب قبلہ قادری ابو العلائی نے آپکو طلب فرماکر خلافت سے سرفراز کیا اور آپکی پیشکردہ نذر کو واپس کرکر ارشاد فرمایا کہ کچھ دوئی باقی نہین رہی اور جس شب مین وصال فرمایا آپکو نہایت اصرار کیا تھا خاص طور پر اپنے پاس کھانا کھلایا چونکہ پہلا حضرت کا مرید اور زوجہ بھی آئندہ آپکی خدمت کیلئے ارشاد ہوا۔

رہبر توئی رفیق توئی رہنما توئی — رویم بہشت قبلۂ دلہائے ما توئی

نظم مؤلف در توصیف حضرت مولانا روم رح

عارف کامل جناب مولوی — واقف سرّ و رموز معنوی
از سر الہام بنوشتہ کتاب — گوہر معنی نمودہ انتخاب
حرف حرفش نکتۂ اسرار ہست — نقطہ نقطہ میدہد پیغام دوست
مرہم زخم دل بریان ماست — کحل مازاغ دیدۂ گریان ماست
قرۃ العین ست و تسکین قلوب — شربت وصل است و تمکین قلوب
از کلامش آید ہم بوئے کلیم — کان شدہ رہبر مرا سوئے کلیم
نیست غیر حق درون نغمہا — زوست اظہار و بطون نغمہا
کیست گویا غیر ذات کبریا — بشنو از گوش حقیقت رمزہا
متجلی و مختفی سرّ و نہان — مظہرست و شان و ذیشان بے نشان
گر ترا بینا شود چشم یقین — خود ببینی جلوہ اش از آن و این
ور شود در صبر ترا بخت سعید — بگذری از جلوہ گر دی زال بعید
در گذر از دید و گردان بے نشان — باز بشنو اسم و صفت جلوہ کنان
اسمہا و وصفہا و کل شی — از وجود مطلقت گشتہ است حی
پادشاہ عارفان خیر الوری — دیدہ آنچہ دید و گفت لا و لا
ہمچنین گفتست دانا رسول — رب منزّہ باشد از درک عقول
منتہائے فہم انسان تا ظلال — وان ہم از فضل و عطائے ذو الجلال
در خطا و سہو آدم زیب نیست — ربنا انا ظلمنا عیب نیست
عاجزی آمد اساس بندگی — بندگی آمد لباس زندگی
حضرت سجاد زین العابدین[1] — رہنمائے عارفین و ساجدین
کامل العرفان ہمت محو بندگی — قول مولانا نگر در مثنوی
بادشاہان جہان از بندگی — بو نبرند از شراب بندگی
ورنہ او ہم دار سرگردان و دنگ — ملک ابر ہم زوندے بے درنگ
بندگی آخر بعرفان رو کند — از فیوض نور اللہ الصمد
یا رب از الطاف خود را ہم نما — سیر ہم اہدنا الصراط الاستوا
بہر ما ہم مرید این طریق — زانکہ ما ہستیم در عصیان غریق
تا کہ در حفظ حق باشیم ما — از خیال فاسد و باطل رہا
در طریق بدعتیین و ملحدین — در عقائدہائے باطل اجمعین
ربنا از جود و فضلت رہنما — ہمچو را و راست اخوان صفا
تا شود راضی ز ما مسجود ما — در کفت آید گوہر مقصود ما
تا نماید در بطون و در ظہور — در دل و جان ہم روان لمعات نور
مشتعل انوار حق گردد عیان — در دل و در جان و در روح روان
صل یا رب الی یوم القیام — بر نبی و آل و اصحاب کرام
تابعین و تبع تابعین — جملہ صدیقین و شہداء صالحین
اولیا را قطاب و غوث زمان — چہل تن ابدال و یک فرد جہان
بہر ایشان عفو کن رب کریم — جرم ہائے ماکہ بسیار و عظیم
کن عطا در باغ خلد ہم مقام — تا با اصل خویش یابیم انضمام

لہ آپکے اور آپکے صاحبزادگان اور خلفا کے مفصل حالات مین عنقریب ایک مستقل رسالہ شائع کیا جائیگا۔

[1] حضرت سجاد شمس العارفین مشہور بودند زین العابدین

نعمت

إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ

مثنوی معنوی حضرت مولانا رومیؒ کا عمدہ اور نایاب انتخاب

موسومہ

لبّ لباب

و

رسالہ انتخاب

مصنفہ

حضرت مولانا خواجہ درویش محمد بخاری نقشبندی احراری

مع

تذکرات مولانا روم و خواجہ صاحب مرحوم

مؤلفہ

علامہ فاضل درویش کامل مولائی و مرشدی حضرت مولوی احمد حسین خان صاحب قادری نقشبندی چشتی ابو العلائی امروہی ثم الحسینی آبادی

ہیچمدان میر سردار علیخان وغیرہ نے حسب فرمائش مولوی محمد مراد خان صاحب کتب فروش

بماہ دسمبر ۱۹۱۰ء

مطبع قادری جبلپور باہتمام چھپا



خدا در انتظار حمد ما نیست	محمد چشم بر راہ ثنا نیست
محمد از تو میخواہم خدا را	خدایا از تو حب مصطفیٰ را

بندۂ شرمسار امیدوار رحمت غفار فقیر احمد حسین خان قادری نقشبندی امروہی ثم الحیدرآبادی غفر اللہ ذنوبہ و ستر عیوبہ برادران اسلام کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ عام و خاص میں یہ امر ضرب المثل اور مشہور آفاق ہے کہ حضرت مولینا کی مثنوی شریف کے فیضان مطالعہ کی برکت سے صدہا بلکہ ہزارہا آدمی اولیاء کاملین اور عرفاء واصلین سے ہو گئے اور اسکا ہر شعر بلکہ ہر ایک لفظ منزل من السماء یا ارشاد حضرت خیر الوریٰ ہے۔ شعر

مثنوی یارہ ہست قرآن سربسر	یارہ ہو تو گفتۂ خیر البشر

اگرچہ مصنف علیہ الرحمہ کے حالات مشہور و آشکار کالشمس فی نصف النہار ہیں ع چہ حاجت است کہ خورشید را بیار
پس اس کتاب کے شروع میں تبرکاً آپکے مختصر حالات شریک کر دیے جاتے ہیں۔ و باللہ التوفیق۔

مولانا کا نام و نسب | آپ کا نام محمد اور لقب جلال الدین۔ نسب صدیقی۔ بموجب روایت سپہ سالار تلمیذ الرشید جناب مولانا آپکا شجرۂ نسب یہ ہے محمد (جلال الدین) بن محمد (بہاء الدین) بن حسین بن احمد (الخطیب) بن قاسم بن مسیب بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ اور بموجب روایت مقالات مصنفۂ یک سپہ سالار بہاء الدین ولد فرزند جناب مولانا یہ ہے محمد بن محمد بن حسین بن احمد بن ثابت بن مسیب بن مطہر بن حماد بن عبد الرحمن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ۔ مگر پہلی روایت صحیح تر ہے۔

ف سپہ سالار ۴۰ سال کامل سفر و حضر میں مولانا کے ہمراہ رکاب رہے ہیں ۱۲

مولانا کا خاندان

آپکے سب بزرگ علماٗ و فضلاٗ و اولیارِ کاملین سے گذرے ہین چنانچہ آپکے پردادا شیخ احمد الخطیب البلخی خلفائے نامی حضرت شیخ احمد الغزالی رہے تھے اور آپکے دادا شیخ حسین بلخی درویش کامل ہونیکے علاوہ عالم متبحر بھی تھے ایک شب محمد خوارزم شاہ والی خراسان نے عالم رویا مین دیکھا کہ آنحضرت صلعم ارشاد فرماتے ہین کہ اے محمد تم اپنی دختر کا شیخ حسین بلخی کے ساتھ عقد کر دیا، صبح ہوتے ہی اوس نے آپکے ساتھ اپنی صاحبزادی کی شادی کردی جسکے بطن سے مولانا کے والد شیخ بہارالدین تولد ہوئے۔

مولانا کے والد ماجد

آپکا نام محمد اور لقب بہارالدین اور عرف سلطان العلمار ہے۔ تہوڑی ہی عمر مین آپ فارغ التحصیل عالم کامل اور جمیع علوم و فنون مین فاضل ہو کر مسند تعلیم و تدریس اور سجادۂ ہدایت و ارشاد پر متمکن اور فیضرسان خلائق تھے۔ آپنے علم باطنی کی تحصیل اپنے والد بزرگوار سے فرمائی اوسکے بعد شیخ وقت نجم الدین کبریٰ خوارزمی سے بعد بیعت خلافت پائی صدہا ہزارہا طالبانِ علوم ظاہری و باطنی مقامات دور و دراز سے آپ کی خدمت مین استفادہ کی غرض سے حاضر ہوکے کامیاب ہوتے رہتے تھے۔ تاہم بعض حاسد ظاہر بین کٹھلا آپکے کمالات کی تردید کرتے اور معترض رہتے تھے کہ بالاتفاق ایک ہی شب مین ۳۰۰ ہزار معززین بلخ نے آنحضرت صلعم کو عالم رویا مین دیکھا کہ ان جناب پر کمال شفقت فرمائی اور خطاب سلطان العلمائی سے سرفرازی بخشی۔ علی الصباح یہ سب صاحب آپکی خدمت فیضدرجت مین قدمبوسی کی غرض سے حاضر ہوے تو آپنے ارشاد فرمایا کہ "جب تک آنحضرت صلعم نے آپکو تنبیہ نہ کیا انکار سے باز نہ آئے" بالآخر سبنے توبہ کی اور آپکے مرید ہوئے۔ اسکے بعد آپ کے کمالات کا عالمگیر شہرہ ہوگیا ہر طرف سے جوق جوق طالبانِ خدا کی آمد ہوئی ممالک عرب و عجم سے علما و فضلا آپکی خدمت مین فتوے بھیجنے لگے۔ ہزارہا آدمی آپکے دربار مین ہر وقت حاضر رہنے لگے۔ اسقدر آپکی خدمت مین خلق اللہ کو ارادت بڑھی کہ آپکے حلقۂ درس و تدریس اور ذکر و مراقبہ اور مجالس وعظ و تذکیر کے مقابلہ مین دربار شاہی کی رونق گھٹ گئی۔ چونکہ اکثر آپ اپنے وعظون مین الحاد اور فلسفہ اور بددینی کے خلاف مین بیانات فرمایا کرتے تھے یعنے جو لوگ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ چھوڑ کر فلسفہ کی پرانی تقویمون کے پابند ہوگئے ہین اپنی نجات کی کیا امید رکھتے ہین" اوسی زمانہ مین امام فخرالدین رازی فلسفی بادشاہِ وقت کا اوستاد اور مشیر خاص تھا۔ لہذا وہ آپسے حسد اور بغض رکھنے لگا لیکن بادشاہ آپکا بھی بڑا معتقد تھا گاہے گاہے آپکے سلام کے واسطے حاضر خدمت بھی ہوا کرتا تھا اسلئے اگرچہ وہ آپکی بدخواہی کیلئے تیار بیٹھا جو تھا مگر کوئی موقع ہاتھ نہ آتا تھا۔ اتفاقاً ایک روز بادشاہ معہ حکیم مذکور حاضر خدمت ہوا اوسوقت آپکے دربار مین ہزارہا بلکہ لاکھون آدمیون کا ہجوم تھا بادشاہ یہ دیکھکر حیران و دنگ رہ گیا حکیم کو موقع ملگیا اور اوس نے بادشاہ سے اس کثرت رجوعات کے نتائج بیان کئے اور کہا کہ اگر اسکا فی الوقت کچھ انسداد نکیا گیا تو امور سلطنت مین رخنۂ عظیم پڑجائیگا[1]

[1] جیسا کہ بسبب کثرت رجوعات خلفاء عباسیہ نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو محبوس کر دیا تھا اور محبس بغداد ہی مین آپ شہید ہوئے۔ اور جہانگیر بادشاہ نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو بسبب رجوعات خاص و عام بخوف نزع سلطنت قید کر دیا تھا بعدہ آپکے کمالات کا معتقد ہوکر رہا کر دیا

الحاصل بادشاہ پر اوس کے سمجھانے کا اثر ہوگیا ؎

دوستی جاہلِ شیرین سخن ۔ کم شنو کان ہست چون سم کہن

بالآخر نتیجہ یہ تھا کہ بادشاہ نے بمشورہ حکیم مذکور خزانہ شاہی کی کنجیان آپکی خدمت مین بھیجکر عرض کرایا کہ اسکو بھی آپ قبول فرمالین کہ اسکے سوا اور جملہ لوازماتِ شاہی آپکے یہان موجود ہین اور اگر آپکو بادشاہی کی ضرورت نہین ہے تو آپ کسی دوسرے مقام کو تشریف لیجائین آپنے اس پیغام کو سنکر بادشاہ کی سمجھہ پر بہت افسوس کیا کہ لو ہمکو طالبِ دنیا سے دلی خیال کیا حالانکہ بس باعجی۔

آنکس ترا شناخت جانرا چہ کند ؛ فرزند و عیال و خانمان را چہ کند ؛ دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی ؛ دیوانہ تو ہر دو جہان را چہ کند

اور ارشاد فرمایا کہ انشاء اللہ کل یہان سے فقیر چلا جائیگا معتقدین مین سے جس کا جی چاہے فقیر کے ساتھ چلے اور جب تک محمد خوارزم شاہ یہان کا بادشاہ رہیگا بندہ واپس نہ آئیگا" مورخین کا بیان ہے کہ آپکی دل آزاری اور آپکے پیر بھائی مجدالدین بغدادی کا قتلِ ناحق خوارزم شاہ کی زوالِ سلطنت کا باعث ہوا ؎

ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد ۔ تا قلوبِ اولیا نامد بدرد

الغرض دوسرے روز آپ بلخ سے روانہ ہوے اور آپکے ہمراہی مین تین سو آدمی آپکے مریدین خاص نے بھی ترکِ وطن کر دیا اور سراسیمہ آپکے ہمراہ چلدئے آپکے چلے جانیکے بعد جب بادشاہ کو خبر ہوی تو اوسکو بھی بہت رنج اور افسوس ہوا اور آپکو واپس بلانا چاہا مگر آپ واپس نہ ہوے اور اسکے کچھ عرصہ بعد اوسکی سلطنت تباہ و تاراج ہوگئی

بنگر کہ خونِ ناحقِ پروانہ شمع را ۔ چندان امان نداد کہ شب را سحر کند

آپ منزل بمنزل مقام بمقام کوچ کرتے ہوے نیشاپور پہونچے وہان چند روز آپکا قیام رہا حضرت فریدالدین عطار رح نے آپکا کمال احترام کیا وہان سے سفر کرکے بغداد شریف پہونچے یہان حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوی وہان مدتون قیام رہا روزانہ شہر کے تمام علما اور مشائخ اور امرا اور رؤسا آپکی ملاقات کیلئے آتے تھے اور آپسے معارف اور حقائق کی تعلیم پاتے تھے آپنے بسم اللہ شریف کا وعظ بیان فرمایا جو ایک مہینے مین ختم ہوا اتفاقاً اوس عرصہ مین کچھ آدمی شاہِ روم علاء الدین سلجوقی کے درباری بطور سفارت بغداد شریف مین آئے ہوے تھے وہ بھی کئی مرتبہ آپ کے جلسۂ درس و وعظ اور حلقۂ ذکر و توجہ مین شریک ہوے سب حلقہ بگوش ہوگئے اونہون نے واپس جاکر شاہِ روم سے آپکے حالات بیان کئے وہ غائبانہ آپکا مرید ہوگیا ۔ پھر آپ بغداد شریف سے حجاز اور وہان سے بعد حج کرنیکے ملکِ شام آگئے ۔ وہان سے زنجان کے شہر آق مین تشریف فرما ہوے ۔ اس شہر مین آپ خاتون ملک سعید فخرالدین کے یہان مہمان رہے اور پھر وہان سے لارندہ تشریف لیگئے جہان آپکا ۷ سال تک قیام رہا اس عرصہ مین مولانا کی عمر ۱۸ سال کی ہوگئی اور شادی کر دی گئی اوسکے بعد سلطان علاء الدین کی درخواست پر آپ قونیہ کو روانہ ہوے جب قریب شہر

پہونچے بادشاہ نے پیادہ پا آکر آپکا استقبال کیا اور آپکی سواری کے پا پیادہ ہمراہ چلکر آپکو شہر مین لایا ایک عالیشان مکان مین فروکش کیا اور تا زیست آپکے فیضان صحبت سے مستفید رہا بتاریخ ۲۸ ربیع الثانی ۶۲۸ھ بروز جمعہ آپنے وفات فرمائی آپکا مزار شریف قونیہ مین ہے۔

مولانا کی ولادت اور تعلیم آپ ۶۰۴ھ مین بمقام بلخ پیدا ہوے اور ۶۱۰ھ ۶ سال کی عمر مین ہمراہی اپنے والد ماجد آپنے وطن سے سفر فرمایا اور نیشاپور گئے وہان حضرت فریدالدین عطار رح کی ملاقات سے مشرف ہوے انہون نے اپنی کتاب اسرارنامہ نہایت تلطف سے آپکو عنایت فرمائی اور آپکے والد ماجد سے فرمایا کہ "این فرزند را گرامی بدار زود باشد کہ از نفس گرم آتش بر سوختگان عالم زند" اسکے بعد آپ بغداد شریف لیگئے وہان آپکا سالہا سال قیام رہا آپنے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار کی خدمت مین پائی جو حنفی تھے اسکے علاوہ آپنے بہت کچھ علم ظاہر و باطن سید برہان الدین ترمذی محقق خلیفہ رشید والد بزرگوار سے حاصل کیا پہر وہانسے آپنے ملک حجاز کا سفر کیا وہانسے شام اور زنجان تشریف لیگئے اور شہر آق مین مقیم رہے وہانسے لارندہ گئے اور ۷ سال تک وہان مقیم رہے اوسوقت آپکی عمر ۱۸ سال کی تھی علوم ظاہری کی تعلیم قریب تکمیل پہونچگئی تہی وہین آپکی شادی ہوی اور ۶۲۳ھ مین بڑے فرزند سلطان بہاء الدین ولد تولد ہوے پہر آپ قونیہ تشریف لیگئے وہین آپکے والد ماجد کا ۶۲۸ھ مین وصال ہوا اوسکے بعد سالہا سال آپنے دمشق اور حلب کے مدارس مین خصوصاً مدرسہ حلاویہ مین کمال الدین ابن عدیم حلبی عمر بن احمد رحمۃ اللہ اور دوسرے علماء و فضلا سے تعلیم پائی آپکے علمی مدارج حد بیان سے خارج ہین صاحب جواہر مضیہ لکھتے ہین کَانَ عَالِمًا بِالْمَذَاهِبِ وَاسِعُ الْفِقْهِ عَالِمًا بِالْخِلَافِ وَأَنْوَاعِ الْعُلُومِ بعد وفات آپکے پدر بزرگوار آپ ہی اونکے قائم مقام تسلیم کیےگئے

مولانا کی بیعت اور علم باطنی اول آپنے والد بزرگوار سے بیعت کی اور اونہی سے نیز اونکے خلیفہ سید برہان الدین محقق ترمذی سے جو آپکے اتالیق بہی تھے طریق سلوک اور تعلیم مراقبات طریقہ کبرویہ سہروردیہ حاصل کی ایک دن سید صاحب نے بعد وفات آپکے والد ماجد آپسے فرمایا کہ آپکو دینے کیلئے آپکے والد بزرگوار جو مجکو امانت تفویض کر گئے ہین اب مین وہ آپکے حوالہ کردیتا ہون یہ کہکر اونہون نے آپسے بہت زور سے معانقہ کیا اور جو کچھ دینا تھا دیدیا۔

آپکے والد بزرگوار کو دو سلسلون مین اجازت تھی جو حضرت شیخ احمد غزالی تک پہونچتے ہین ایک یہہ کہ محمد بہاء الدین عن والدہ وشیخہ حسین البلخی عن شیخہ و والدہ شیخ احمد الخطیب عن شیخہ احمد الغزالی دوسرا یہ کہ محمد بہاء الدین عن شیخہ نجم الدین الکبری خوارزمی عن عمار البدلیسی عن ابوالنجیب[1] ضیاء الدین السہروردی عن شیخہ احمد الغزالی عن ابی بکر النساج عن ابی القاسم الگرگانی عن ابی

[1] شیخ ابوالنجیب دوسرے سلاسل مین اپنے والد شیخ ابو محمد کے اور وہ شیخ احمد دینوری خلیفہ ممشاد دینوری کے خلیفہ تھے اور سلسلۂ قادریہ مین آپکو حضرت پیران پیر سے خلافت تامہ ملی ہے جسمین شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رح آپکے خلیفہ اکبر ہوئے ۱۲

عثمان المغربی عن ابی علی الکاتب عن ابی علی الرودباری عن جنید البغدادی عن سری السقطی عن معروف الکرخی عن امام موسی الرضا عن امام موسی الکاظم عن امام جعفر الصادق عن امام محمد الباقر عن امام زین العابدین عن امام حسین سید الشہدا عن علی المرتضے عن محمد ن المصطفے صلوات اللہ علیہم والرضوان -

مولانا اور شمس تبریز کی ملاقات

بعدہ مولانا نے شمس الدین تبریزی خلیفہ باباکمال الدین جندی خلیفہ نجم الدین کبری سے بیعت کی جسکے مختلف واقعات مشہور ہین - جواہر مضیہ مین جو علماء حنفیہ کے حالات کی ایک معتبر کتاب ہے مذکور ہے کہ اگرچہ مولانا پر علم ظاہری کا رنگ غالب تھا طلبا کو کتابونکا درس دیتے تھے اور وعظ بھی کہتے تھے فتوے بھی لکھتے تھے مجالس سماع وغیرہ مین خلافِ شرع جانکر کبھی شریک نہ ہوتے تھے اتفاق سے ایک دن آپ درس دے رہے تھے بہت سی کتابین آپکے سامنے رکھی ہوی تھین کہین سے شمس تبریزی بھی آ پہونچے اور ایک طرف کو بیٹھ گئے اور پوچھنے لگے کہ یہ کتابین کیا ہے مولانا نے کہا تم اسکو نہین جانتے یہ کہنا ہی تھا کہ دفعۃً سب کتابونمین آگ لگ گئی مولانا گھبرا گئے اور مولانا نے اونسے کہا یہ کیا ہے اونہون نے جواب دیا کہ "تم اسکو نہین جانتے" زین العابدین شروانی لکھتے ہین کہ شمس تبریز بموجب ارشاد اپنے پیر باباکمال کے مولانا کے پاس آئے تھے جسکا واقعہ یہ ہے کہ ایک روز حضرت باباکمال نے اپنے مریدین شیخ فخرالدین عراقی اور شمس الدین تبریزی اور شیخ بہاء الدین زکریا[۱] و میر حسین ہروی کو چلہ کشی اور ریاضت کا حکم دیا تھا - جب سب چلہ سے فارغ ہو کر باہر نکلے تو عراقی نے وہ اسرار جو انکو ظاہر ہوے تھے اشعار مین نظم کر کے آپکی خدمت مین پیش کیے مگر شمس تبریز نے کچھ ظاہر نہ کیا اور ساکت رہے باباصاحب نے ارشاد فرمایا کہ شمس الدین کیا تجھپر کچھ ظاہر نہین ہوا آپ نے عرض کیا کہ اُس سے زیادہ ظاہر ہوا جو عراقی نے لکھا ہے مگر اوسکے اظہار کرنے کا مجھکو یارا نہین ہے باباصاحب نے فرمایا کہ "بارے تعالی ترا مصاحبے روزی کند کہ معارف و حقائقِ اولین و آخرین را بنامِ تو اظہار کند و ینابیعِ حکمت از دلِ او بر زبانش جاری شود و ہمہ آن کسوتِ مقالاتِ مطرز بنامِ تو باشد - ترا باید کہ بطرفِ روم روی آنجا سوختہ ایست او را مشتعل کردن می باید" چنانچہ یہ امر مسلم ہے کہ کلیاتِ شمس تبریز جو عوام مین اونکے نام سے مشہور ہے وہ در اصل مولانا کی تصنیف ہے الحاصل شمس تبریزی روم مین آئے اور قونیہ پہونچے شکر فروشونکی سراے مین ٹھہرے ایک دن مولانا کی سواری بڑی شان و شوکت سے نکلی شمس تبریز نے آپ کو سر راہ روک کر پوچھا کہ مجاہدہ اور ریاضت سے کیا مقصد ہے مولانا نے کہا اتباعِ شریعت - شمس تبریز نے کہا یہ تو سب جانتے ہین مولانا نے کہا اس سے بڑھکر اور کیا ہے شمس تبریزی نے کہا کہ علم کے یہ معنی ہین کہ تم کو منزل تک پہونچا دے جیسا کہ حکیم سنائی فرماتے ہین ؎

---

[۱] اس کے بعد بہاء الدین ملتانی رح کو شیخ شہاب الدین سہروردی نے بھی دس بارہ روز اپنی خدمت مین رکھکر خلافت تامہ بخشی اور میر حسن ہراتی کو شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی نے بھی خلافت عطا کی ہے ۱۲ تاریخ فرشتہ -

یہ سنتے ہی اوسیوقت مولانا سواری پر سے اُتر پڑے اور بعد ملاقات وغیرہ آپنے شمس تبریزی کے ہاتھہ پر بیعت کی۔ ایک روایت اور ہے جو اس سے بھی زیادہ مشہور ہے کہ مولانا ایک حوض کے کنارے درس دے رہے تھے شمس تبریزی آنکلے اور پوچھا یہ (کتابین) کیا ہے مولانا نے کہا تمکو اس سے کیا غرض یہ علم قیل وقال ہے شمس نے کتابین لیکر حوض مین ڈالدین جس سے مولانا کو نہایت رنج ہوا اور غصہ آیا اور کہا کہ یہ نایاب کتابین برباد ہو گئین اب کہان نصیب ہو سکتی ہین شمس تبریزی نے یہ سنکر اوسی وقت اپنا ہاتھہ بڑہا کر حوض مین سے خشک کتابین نکالکر رکھدین کہین نمی کا نام نہ تھا اس سے مولانا اور حاضرین کو سخت حیرت ہوی اور شمس تبریز نے فرمایا کہ تم اسکو کیا جانو یہ علم حال ہے۔ اسکے بعد مولانا آپکے مرید ہو گئے مگر ان تمام واقعات کے مقابلہ مین صحیح تر روایت سپہ سالار کی ہے جو انہون نے مولانا کے تذکرہ مین لکھی ہے کہ شمس تبریز عام صوفیونکی طرح سجادہ و دلق کے پابند نہ تھے بلکہ سوداگرونکے لباس مین شہر بشہر سیاحت اور خرید و فروخت کیا کرتے تھے جہان جاتے حجرہ بند کر کے مراقبہ مین مصروف ہو جاتے تھے کبھی ازاربند بنکر کفاف حاصل کرتے تھے ایک روز آپنے مناجات کی کہ خداوندا مجکو اپنا کوئی ایسا خاص بندہ عطا کر جو میری امانت کا متحمل ہو غیب سے ارشاد ہوا کہ ملک روم مین ملیگا آپ فوراً قونیہ مین آئے سرا مین مقیم ہوے سرا کے قریب ایک چبوترہ تھا جسپر شام کے وقت وہانکے باشندے تفریحاً بیٹھتے تھے شمس تبریز بھی وہان جاکر بیٹھنے لگے مولانا بھی آپکی خبر سنکر ملنے کو آئے باہم ملاقات اور گفتگو ہوئی شمس تبریز نے پوچھا کہ حضرت بایزید بسطامی کے ان دونو واقعات مین کیا صورت تطبیق ہو سکتی ہے کہ ایک طرف تو یہ کہ تمام عمر انہون نے اس خیال سے خربزہ نہ چکہا کہ نہین معلوم آنحضرت صلعم نے اسکو کس طرح سے کہایا ہوگا دوسری طرف انکا سبحانی ما اعظم شانی فرمانا حالانکہ آنحضرت صلعم باوجود جلالت شان ایکدن مین ستر مرتبہ استغفار کرتے تھے مولانا نے جواب دیا کہ بایزید بڑے پایہ کے بزرگ تھے بحالت سیر ولایت اولیا کیفیت وحدۃ الوجود مین یہ الفاظ کہہ اوٹھے تھے چنانچہ جب ہوش آیا تو توبہ و استغفار کی اور مریدون سے کہا کہ اگر پھر کبھی ایسا کلمہ کفر و الحاد میری زبان سے نکلے تو میرا گلا کاٹ ڈالنا جب پھر انکی وہ حالت ہوئی وہی الفاظ بے اختیار انکی زبان سے نکلے نا واقف مریدون نے انکے گلے پر چہری چلادی مگر چلانیوالونکے گلونمین زخم لگ گئے بایزید کے گلے پر مطلق اثر نہین ہوا۔ یہ سخت نادم ہوگئے (یہ واقعہ مدعیان وحدت الوجود اور قائلان ہمہ اوست کی امتحان حقیقی حال اور محض بناوٹی قال کا بہت ہی عمدہ معیار ہے) اور جب بایزید اس مقام سے عروج کر کے سیر ولایت کبریٰ انبیا مین پہونچے (جو سلوک صدیقیہ کا مقام ہے) بایزید پر اتباع سنت سنیہ اسقدر غالب آگیا کہ بقیہ عمر احتیاط کے باعث خربزہ نہ کہا سکے بخلاف ترقی مدارج عالیہ آنحضرت صلعم کہ روزانہ ستر مرتبہ مراتب تقرب مین ترقی ہوتی تھی اور سابقہ حال پر نظر فرما کر آپ استغفار فرماتے تھے۔

مولانا کی شمس تبریز کے ہاتھہ پر بیعت

اسکے بعد مولانا نے حضرت شمس تبریز سے بیعت کی اور بقول سپہ سالار ۶ ماہ اور بموجب روایت مناقب العارفین ۳ ماہ تک شیخ صلاح الدین زرکوب کے حجرہ مین جو مولانا برہان الدین محقق مذکور کے مرید تھے مولانا اور شمس تبریز باہم معتکف رہے اس مدت مین آپنے غذا قطعاً متروک تہی اور سوا زرکوب کے حجرہ کے اندر جانیکی کسیکو مجال نہ تہی اسکے بعد آپکی یہ حالت ہوگئی کہ بغیر سماع ایک گھڑی چین نہ آتا تھا درس و تدریس وعظ و پند کے اشغال بالکل چھٹ گئے آپ تھے یا شمس تبریز کی صحبت۔ دم بھر کیلیے جدا نہوتے تھے اسکی تمام شہر مین شہرت ہوگئی اور

ایک شورش مچ گئی سب معتقدین کو رنج و صدمہ ہوا کہ ایک بی سر و پا پردیسی دیوانہ نی آکر حضرت مولانا پر کیا سحر کر دیا کہ وہ کسی کام کے نہ رہے حتی کہ مریدان خاص بہی انکی راز و نیاز کو نہ پا سکے سب شمس تبریز کی دشمن ہو گئی یہ شورش فتنہ انگیزی کی حد تک پہونچ گئی۔

شمس تبریز کا چلا جانا اور بلوایا جانا

شمس تبریز قونیہ سے بلا اطلاع کہی دمشق کو چلے گئے۔ انکی جدائی سے مولانا پر جو صدمات گذری بیان سے باہر ہیں مولانا تھے یا عالم تنہائی کسی سے کچھ تعلق نہ تہا بہت سی فراقیہ غزلین لکہین حتی کہ شمس تبریز نے دمشق سے اپنے پہونچنے کا مولانا کو خط لکہا اوس سے اور بہی مولانا کی نار فراق مشتعل ہو گئی شمس تبریز کے آزردہ کرنیوالون نے معافی چاہی جسکو آپکے صاحبزادہ سلطان ولد نے اپنی مثنوی مین اسطرح نظم کیا ہے۔ مثنوی — ہمہ گریان بہ توبگفتہ و اے — عفو ما کن ازین گناہ خدا

قدر او ز عمی ندانستیم	کہ بدا و بیشوا ندانستیم	طفل رہ بودہ ایم خردہ مگیر	یا رب انداز در دل آن پیر
گر کنند عذرہاے ما را او	عفو بکلی ازین شدیم و تو	پیش شیخ آمدند لابہ کنان	کہ بہ بخشا مکن دگر ہجران
تو بہا می کنیم رحمت کن	گر دگر این کنیم لعنت کن	شیخ شان چونکہ دید از ایشان این	راہ شان داد رفتا ز وآن کین

پس سب نے مجبور ہو کر شمس تبریز کی تلاش مین دمشق کا عزم بالجزم کیا۔ سلطان ولد قافلہ کے سالار ہوے اور مولانا نی ایک نامہ منظوم فی البدیہ اونکے نام لکہکر حوالہ کیا جو حسب ذیل ہے ؎ بہ خدائیکہ در ازل بودہ است ❊ حی و دانا و قادر و قیوم ❊ نور او شمع ہای عشق افروخت ❊ تا بشد صد ہزار سر معلوم

از یکے حکم او جہان پر شد	عاشق و عشق و حاکم و محکوم	در طلسمات شمس تبریزی	گشت گنج عجائبش مکتوم
کہ ازان دم کہ تو سفر کردی	از حلاوت جدا شدیم چو موم	ہمہ شب ہمچو موم می سوزد	ز آتشے جفت و ز انگبین محروم
در فراق جمال تو ما را	جسم ویران و جان ہمچون موم	آن عنان را بدین طرف برتاب	ز رفت کن پیل عیش را خرطوم
بے حضورت سماع نیست حلال	ہمچو شیطان طرف شدہ مرجوم	یک غزل بے تو ہیچ گفتہ نشد	تا رسد آن بہ مشرقہ مفہوم
پس بذوق سماع نامۂ تو	غزل پنج و شش بشد منظوم	شام از نور صبح روشن باد	اے بتو فخر شام و ارمن و روم

اس خط کے علاوہ (۱۵) شعر کی ایک غزل بہی لکہی جسکا مطلع یہ ہے ؎ بروید اے حریفان بکشید یار ما را ❊ بمن آورید حالا صنم گریز پا را ❊ اگر او بوعدہ گوید کہ دم دگر بیاید ❊ مخورید مکر او را بفریبد او شما را ❊ بہر حال سلطان ولد دمشق جا کر شمس تبریز کو قونیہ لائے اس مرتبہ مولانا اور شمس تبریز کی یکجائی شعبان ٦٤٤ھ تک رہی۔

شمس تبریز کا پھر چلا جانا یا قتل ہونا

اسکے بعد مولانا کی فرزند ناخلف علاء الدین نی کوئی حرکت ایسی خلاف طبع شمس تبریز کی کہ وہ پھر چلے گئے اسکے بعد شمس تبریز کے متعلق واقعہ نگارونکی تحریرات مین بہت بڑا اختلاف ہے بعض لکہتے ہین کہ علاء الدین نی اونکو قتل کر ڈالا اور بعض لکہتے ہین کہ وہ کہین کو چلے گئے تہے مولانا اونکی تلاش مین خود نکلے شہر بشہر ملک بملک تلاش کرتے پہرے لیکن کہین اونکا سراغ نہ ملا

مثنوی سیار با ناہار بحثاز اشتران	شہر تبریز است و کوے دلستان	فر فردوس ست این پالیز را	شعشعۂ عرش ست این تبریز را

بہر حال ٦٤٥ھ مین شمس تبریزی کی وفات ثابت ہے۔

قونیہ پر ہلاکو خان کا حملہ اور ناکامی

اسی زمانہ مین ہلاکو خان نے قونیہ پر حملہ کیا اور شہر کے چارو ن طرف اوسکی فوجون نے محاصرہ کر لیا مولانا نی

ایک ٹیلہ پر جو بیچوخان کے خیمہ کے سامنے تہا مصلّی بچہاکر نماز شروع کردی سپاہیون نے تاک تاک کر تیر ارنے چاہے لیکن کمانین نہ کہچ سکین آخر گہوڑے بڑہائے ہر چند کوشش کئے لیکن گہوڑے بہی اپنی جگہ سے آگے نہ بڑہ سکے۔ بیچوخان بدوین کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو اوسنے تیر چلانے چاہے مگر ایک تیر نہ چلا مجبور ہوکر گہوڑے کو بڑہانا چاہا تو وہ بہی نہ چلا پیدل چلنا چاہا تو قدم نہ اٹھ سکا آخر کار وہ عاجز ہوکر بہاگ گیا۔

مولانا اور شیخ صلاح الدین زرکوب | ایک مدت تک مولانا شمس تبریز کی جدائی سے صدمہ زدہ رہے اسی حالتمین ایک روز باہر نکلے بازار مین شیخ صلاح الدین زرکوب اپنی دوکان پر زر کوٹ رہے تہے مولانا کیفیت سماع ظاہر ہوکر ہتوڑہ کی آواز سے وجد طاری ہوگیا شیخ نے اپنا ہاتہہ زرکوبی سے شام تک نہ روکا یہانتک کہ بہت سی چاندی ضائع ہوگئی آخر شیخ باہر نکل آئے مولانا نے انکو اپنی آغوش مین دبا لیا اور عصر تک جوش مستی مین یہ شعر گاتے رہے ؎ یکے گنجے پدید آمد ازین دکان زرکوبی ⁂ زہے صورت زہے معنی زہے خوبی زہے خوبی ⁂ شیخ صلاح الدین نے اوسیوقت کہڑی کہڑی ساری دکان لٹا دی اور دامن جہاڑکر مولانا کیساتہہ ہو گئے چونکہ وہ مولانا کے استاد بہائی تہے اونکی صحبت سے مولانا کو بہت تسلی ہوئی ۹ سال کامل صحبت باہمی گرم رہی انکی نسبت سلطان ولد اپنی مثنوی مین لکہتے ہین ؎ قطب ہفت آسمان و ہفت زمین ⁂ لقب شان بود صلاح الدین

نور خور از رخش خجل گشتے ⁂	ہر کہ دیدیش ز اہل دل گشتے	چون ورا دید شیخ صاحب حال	پیر گردیدش ز جملۂ ابدال
رو بدو کرد جملہ را بگذاشت	غیر او را خطا و سہو انگاشت	شورش شیخ گشتہ زو ساکن	وآن ہمہ رنج و گفتگو ساکن
شیخ با او چنانکہ با آن شاہ	شمس تبریز خاصۂ اللہ	خوش شد و ریخت ہمچو شیر و شکر	کار ہر دو ز ہم گرفتہ ندزر

مولانا اور شیخ مین بہت اتحاد بڑہ گیا شیخ کی شان مین مولانا نے غزلین لکہین ؎ مطربا اسرار ما را باز گو ⁂ قصہ ہائے جانفزا را باز گو ⁂

ما دہان بر بستہ ایم از ذکر او	تو حدیث دلگشا را باز گو	چون صلاح الدین صلاح جان ماست	آن صلاح جان ما را باز گو

مولانا کے پرانے رفقا نے یہ دیکہکر کہ ایک ناخواندہ زرکوب مولانا کا ہمدم و ہمراز بنگیا بلکہ بجائے پیر و مرشد ہوگیا سخت شورش کی سلطان ولد اپنی مثنوی مین اسکا اسطرح ذکر کرتے ہین ؎ باز در منکران غریو افتاد ⁂ یار در سر شدند اہل فساد ⁂ گفتہ باہم کزین نجس رستیم ⁂ چون نگہ میکنیم در شستیم

اینکہ آمد ز راہ لیکن بتر ست	اولین نور بود و این شرر ست	ہمہ این مردار اہی و انسیم	ہمہ ہم شہریم و ہم خوانیم
نہ ورا خط نہ علم نہ گفتار	بر پا خود نداشت این مقدار	کای عجب از چہ روے مولانا	می نیاید کسے چو او دانا
روز و شب میکند سجود او را	بر فزون دین فزود او را	یک مریدے بر سم طنازی	شد از ایشان و کرد غمازی
او ہمان لحظہ نزد مولانا	آمد و گفت آن حکایت را	کہ ہمہ جمع قصد آن دارند	کہ فلان را زنند و آزارند

لیکن جب اون لوگونکو ثابت ہوگیا کہ مولانا کسیطرح سے شیخ زرکوب کی صحبت نہین چہوڑ سکتے تو وہ اپنے خیالات سے باز آگئے بعدہ مولانا نے اپنے اور شیخ کی باہمی تعلقات کو مضبوط کرنیکی غرض سے شیخ کی دختر سے اپنے بڑے صاحبزادہ سلطان بہاء الدین ولد کی شادی کردی۔ عرصہ دراز تک صحبت باہمی گرم رہی حتی کہ ۶۶۲ھ مین شیخ نے وصال فرمایا اور مولانا کے والد ماجد کے مزار شریف کے متصل مدفون ہوئے مولانا شیخ کی مفارقت مین بہت ہی مغموم اور مصدوم ہوئے فراقیہ غزلین اور اشعار تصنیف فرمائے ؎

اے ز ہجران و فراقت آسمان بگریستہ ⁂ دل میان خون نشستہ عقل و جان بگریستہ

مولانا اور حسام الدین چلپی

اسکے بعد مولانا نے حسام الدین چلپی کو جو آپکے ایک مخلص مرید تھے اپنا ہمدم و ہمراز کر لیا اگرچہ وہ مولانا کے مرید تھے اور مولانا انکی بہت تعظیم کرتے تھے مگر وہ کبھی اپنے خادمانہ آداب اور قاعدہ سے تجاوز نکرتے تھے چنانچہ جس جگہ مولانا وضو کرتے تھے وہ اُس جگہ عمر بھر وضو نہین کرتے تھے خواہ دوسری جگہ وضو کرنے مین بارش اور برف کیوجہ سے کتنی ہی تکلیف برداشت کرنی پڑتی یہی حسام الدین چلپی مثنوی شریف کی تصنیف کے باعث ہوے جسکی آئندہ تفصیل آئیگی - بعد وصال مولانا حسب وصیت مولانا کے یہی جانشین ہوے ۶۸۴ھ مین انکا وصال ہوا - مزار شریف قونیہ مین ہے -

مولانا کے اخلاق و عادات

جب مولانا علوم ظاہری و باطنی کی تحصیل سے فارغ ہوکر مسند نشین پدر بزرگوار ہوے تو آپ کا وجود باوجود ملک روم و شام مین بہت اعزاز کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا آپکا حلقۂ تدریس و تعلیم بہت وسیع تہا آپکا وعظ بہت ہی پر اثر ہوتا تھا آپکے فتاوے دور دور تک مستند سمجھے جاتے تھے جب آپکی سواری نکلتی تھی علما و فضلا و امرا کبرا کے بڑے بڑے گروہ آپکے ہمراہ رکاب رہتے تھے - مباحثہ اور مناظرہ مین بھی آپ کامل تھے - تمام ملک مین آپکو قبولیت عامہ کا شہرہ تھا امرا اور سلاطین وقت بھی آپکے معتقد تھے علم ظاہر کے سوا علم باطنی جو سید برہان الدین محقق ترمذی (خلیفہ مولانا بہاء الدین محمد سلطان العلماء) سے آپکو پہونچا تھا - طالبان راہ خدا کو تعلیم فرماتے تھے صدہا کشف و کرامتین آپسے ظاہر ہوتی رہتی تہین بلحاظ علم ظاہر آداب شرع شریف کی پابندی مدنظر تہی اور ہوش و حواس بجا اور درست تھے -

سماع اور مولانا کا استغراق

لیکن جب سے شمس الدین تبریزی سے آپکی ملاقات ہوکر خلط اور ربط بڑہا ہوش و حواس مین تفرقہ آگیا اکثر اوقات بیخودی اور بیخبری محویت اور استغراق کا غلبہ رہنے لگا کئی کئی دن سماع کے کیف مین بلا خورد و نوش گذر جاتے تھے -

مولانا کا ذکر و مراقبہ و نماز

مولانا ہوش کی حالتمین ذکر و شغل عبادت و ریاضت مین مشغول رہتے تھے کہ مَنْ کَمُلَ عِرْفَانُہٗ کَمُلَ عِبَادَتُہٗ یعنے جس شخص کا عرفان پورا ہوتا ہے وہ عبادت مین بھی کامل ہوتا ہے ؎ بندگی آمد لباس زندگی ۞ زندگی بے بندگی شرمندگی

عین نماز مین جب کبھی سکر غالب ہو جاتا تھا وہی رکعت مین عشا سے صبح ہو جاتی تہی آپکی غزل کا شعر ہے ؎

بخدا خبر ندارم چو نماز می‌گذارم ۞ کہ تمام شد رکوعے کہ امام شد فلانے

موسم سرما مین رات کے وقت ایک مرتبہ آپکو نماز پڑھتے مین رقت ہوئی برف سے آنسو چہرۂ مبارک پر جم کر یخ ہو گئے صبح کو لوگون نے دیکھکر شناخت کیا

مولانا کی شب خوابی

سپہ سالار لکھتے ہین کہ مین نے کبھی آپکو شب خوابی کے لباس مین نہین دیکھا بلکہ آپ رات بہر ذکر و مراقبہ مین مشغول بیٹھے رہتے تھے جب نیند کا غلبہ ہوتا تھا بے اختیار ہو کر کسی طرف کو گر جاتے تھے اور آنکھہ لگ جاتی تہی چنانچہ ارشاد فرماتے ہین کہ ؎

همه خفتند و من دل شده را خواب نبرد ۞ همه شب دیدهٔ من بر فلک استاره شمرد
خوابم از دیده چنان رفت که هرگز ناید ۞ خواب من زهر فراق تو بنوشید و بمرد

غزل ۞ دیده خون گشت و خون نمی‌خسپد ۞ دل من از جنون نمی‌خسپد
مرغ و ماهی ز من شده حیران ۞ کاین شب و روز چون نمی‌خسپد
پیش از این در عجب همی بودم ۞ کآسمان نگون نمی‌خسپد
آسمان خود کنون ز من خیره است ۞ که چرا این زبون نمی‌خسپد
عشق بر من فسون اعظم خواند ۞ دل شنید آن فسون نمی‌خسپد

مولانا کا زہد و قناعت

آپکے زہد و قناعت کی یہ حالت تہی کہ امرا کے پاس سے ہزارہا روپیہ کے قیمتی نذر و تحائف آپکے پاس آتے تھے آپ سب،

شیخ صلاح الدین زرکوب کے پاس بھیجدیتے تھے اور اونکے وصال کے بعد حسام الدین چلپی کے پاس وہ حسب ایما خود اسکو صرف کرتی تھی۔ گاہ گاہے جب مکان میں کچھ خرچ کو نہوتا تھا تو آپکے صاحبزادہ سلطان ولد کوئی کوئی چیز آپکی اجازت سے مکان میں بھیجدیتے تھے جس دن مولانا کے یہاں کچھ کھانے کو نہوتا تو آپ فرماتے تھے کہ الحمد للہ آج ہمارے گھر میں فقر کی بو آتی ہے اکثر اوقات آپ اپنے منہ میں ہلیلہ سیاہ رکھتے تھے کہ خلوے معدہ اور جگر کی گرمی سے صفرا کا غلیان نہ

مولانا کی سخاوت | آپکی سخاوت کی یہ کیفیت تھی کہ جو کچھ آپکے پاس ہوتا تھا سائلوں کو دیدیتے تھے۔ اگر کچھ دینے کیلئے نہ ہوتا تو بدن سے عبا اور کرتہ نکالکر سائلونکے حوالہ کر دیتے تھے۔

مولانا کا حلم و تواضع | آپکی حلم و تواضع کی یہ کیفیت تھی کہ ادنی اعلی کو آپ ہی پہلے سلام کیا کرتے تھے۔ ایک روز آپ بازار میں تشریف لیجاتے تھے کچھ لڑکوں نے آپکی دست بوسی کی۔ ایک لڑکے کا ہاتھ خالی نہ تھا اوسنے دست بوسی کیلئے آپکو ٹھیرالیا آپ ٹھہر گئے جب اوسنے اپنا ہاتھ خالی کرکے آپکی دست بوسی کرلی تو آپ آگے بڑھے۔ ایک مرتبہ جلسۂ سماع میں ایک شخص کو وجد ہوا وہ بحالت بیخودی بار بار آپکے اوپر آگرتا تھا لوگ بزور اوسکو ہٹا دیتے تھے آپکو یہ بات ناپسند آئی اور ارشاد فرمایا کہ شراب اوس نے پی ہے آپ بدمستی کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ حمام میں غسل کرنیکی غرض سے آپ تشریف لیگئے ملازمین حمام نے دوسرے لوگونکو واسطے ہٹا دینا چاہا آپنے انکو منع کیا اور خود باہر نکل آئے۔ شہر دمشق میں جہاں آپ علم ظاہر کی تحصیل فرماتے تھے بعض نا واقفون نے آپکے روبرو بسبیل تذکرہ آپکے والد ماجد کی شان میں کہا کہ مولانا بہاء الدین میں کیا ایسا کمال تھا جو انکو سلطان العلماء کا خطاب کردیا تھا آپنے کسی امر میں زبان نہ کہولی جب آپ وہانسے تشریف لیگئے تو واقفین نے اون کو زجر کیا کہ افسوس ہے تمنے مولانا کے والد کی توہین انکے روبرو کی اور اونکے ظرف کی حد آفرین ہے کہ لب تک نہ ہلایا۔ یہ سب صاحب آپکے پاس معافی کی غرض سے آئے آپنے فرمایا میں ایسی باتوں سے گران خاطر نہیں ہوتا ہوں معافی مانگنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک مرتبہ آپکی زوجہ صاحبہ نے کسی غلطی کے باعث اپنی کنیز کو تنبیہ کی آپ بھی مکان ہی میں تھے بہت متاسف ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ سب آدمی برابر ہیں۔ اگر آج تم اوسکی کنیز ہوتیں اور وہ تم کو سرزنش کرتی تو تمہاری کیا حالت ہوتی۔ آپکی زوجہ صاحبہ اس نصیحت سے بہت متاثر ہوئیں بعدہ اوس کنیز کو انہوں نے آزاد کردیا۔ ایک مرتبہ دو آدمی سر راہ آپس میں لڑ رہے تھے ایک دوسرے کے ساتھ گالم گلوچ کر رہا تھا آپنے یہ واقعہ ملاحظہ فرمایا اور دونوں سے کہا کہ بھائیو دونوں مجھکو جو چاہو کہلو مگر آپس میں مت لڑو وہ آپکا حلم اور تواضع دیکھکر شرمندہ ہوگئے اور اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

مولانا کا وعظ | مولانا کے زمانہ میں وعظ کا یہ دستور تھا کہ قاری آیات قرآنی حکیم وعظ پڑھا کرتا تھا اور واعظ صاحب ان آیات کے مطالب بیان کیا کرتے تھے اسی طرح آپ ایک روز مسجد قلعہ قونیہ میں بعد نماز جمعہ وعظ فرما رہے تھے امرا و زرا و سار کے سوا علما فضلا اور فقرا و مشائخ بھی اس جلسہ میں شریک تھے معارف کا ایک بحر ذخار دریائے ناپیدا کنار آپکے سینۂ فیض گنجینہ سے موج زن تھا مضامین کے در ہائے آبدار اور جواہر نثار ہو رہے تھے آپکی زبان حقیقت ترجمان سے بکھر رہے تھے حاضرین محظوظ اور مستفیض ہو رہے تھے ہر طرف سے صدائے سبحان اللہ اور آوازۂ واہ واہ بلند تھا ایک کمال صاحب کو آپکے بیان پر حسد ہوا اور کہنے لگے کہ مقررہ آیات کا وعظ بیان کرنا کوئی کمال نہیں ہے۔ مولانا نے یہ سنکر فرمایا کہ آپ ہی کوئی آیت پڑھیے کہ اوسکے متعلق وعظ بیان کیا جاے اونہون نے جوش میں آکر سورہ والضحیٰ کے وعظ کی درخواست کی مولانا نے روئے سخن اوسی سورہ شریف کیطرف متوجہ کردیا صرف والضحیٰ کے مطالب کی توضیح و تشریح میں شام ہوگئی۔ اہل مجلس کو وجد اور بیخودی ہوگئی وہ حاسد ملا بھی ایسا بیخود و سرشار ہوا کہ تمام کپڑے اپنے پھاڑ ڈالے اور مولانا کے

قدمون پر آگرے آپکے وعظ کی بڑی شہرت ہوگئی چونکہ مولنا شہرت اور نام سے بہت بچتے تھے آپنے وعظ ہی کہنا موقوف کردیا اور تازیست پھر وعظ نہ کہا

خویش را رنجور سازی زار زار	تا ترا بیرون کنند از اشتہار	اشتہار خلق بند محکم ست	در رہ این از بند آہن کی کم ست

مولانا کا علم مجلس اور ادب ایک مرتبہ آپ شیخ صدر الدین قونوی کے پاس تشریف لیگئے انہون نے نہایت توقیر کیسا تھہ آپکو تعظیم دیکر اپنے مصلے پر بٹھایا دونون صاحب آپسمین مراقب تھے حاضر الوقت حاجی کاشی نے مولانا سے تین مرتبہ دریافت کیا کہ معرفت کیا چیز ہے آپنے بلحاظ ادب شیخ تینون مرتبہ کچھہ جواب نہ دیا شیخ صاحب نے حاجی سے کہا کہ مولانا کا سکوت عین معرفت ہے کہ اَلْفَقِیْرُ اِذَا عَرَفَ اللّٰهَ کَلَّ لِسَانُهٗ ع کانرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد۔

مولانا کا انکسار ایک مرتبہ مدرسہ اتابکیہ مین علامہ شمس الدین ماردینی طلبا کو درس دیرہے تھے قاضی سراج الدین اور شیخ صدر الدین اونکے یمین و یسار بیٹھے تھے تمام علما اور امرا معززین اپنے اپنے موقع اور قرینہ سے جاگزین تھے اتفاقاً آپ بھی وہان تشریف لے آئے اور خدام مجلس کی جگہہ ایک کنارہ کو بیٹھے

الله اکبر ؎

فروتنی ست دلیل رسیدگان کمال | کہ چون سوار بمنزل رسد پیادہ شود

یہ دیکھکر معین الدین پروانہ جانشاہی اور مجد الدین اتابک اور دیگر امرا اپنی اپنی جگہہ سے اوٹھکر مولانا کے پاس آبیٹھے۔ اور قاضی سراج الدین بھی اپنی جگہہ سے اوٹھکر آگئے سب نے آپکی دست بوسی کی اور بہت لجاجت کرکے مسند کے قریب لیجاکر آپکو بٹھایا علامہ نے بھی بہت معذرت کی اور کہا ہم سب آپکے خدام اور غلامان غلام ہین۔

ایک مرتبہ آپنے بحالت جوش وحدت الوجود ارشاد فرمایا کہ مجھکو تہتر فرقون مین سے کسی سے بھی غیریت نہین ہے علماء وقت کو یہ بات سنکر بہت غصہ آیا اور بعض بعض صاحب تصدیق کی غرض سے بھی آپکے پاس آگئے آپنے فرمایا صحیح اور درست ہے (حافظ شیرازی) ؎

جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ | چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

یہ سنکر انہون نے مولنا کو برا بھلا کہا مولانا نے مسکرا کر ارشاد فرمایا یہ بھی درست ہے۔ وہ سب شرمندہ اور نادم ہوکر واپس چلے گئے۔

ایک مرتبہ کسی شخص نے اوحد الدین کرمانی کا ذکر کیا کہ گو وہ شاہد پرست تھے مگر پاکباز تھے آپنے فرمایا کہ "کاشکے کردی و گزشتے"۔

مولانا کی وجہ معاش آپکی معاش کی کیفیت تھی کہ بتدا اوقاف سے پندرہ دینار ماہوار مقرر تھی آپ اوسکی معاوضہ مین خدمت فتوی نویسی انجام دیتے تھے مریدونکو تاکید تھی کہ جسوقت کوئی ضرورتمند آئے فوراً مجھکو اطلاع کردیا کرو خواہ مین کسی حالت مین ہون۔ مریدین ہروقت دوات قلم لیے رہتے تھے جب کوئی شخص استفتا لاتا تھا آپ فوراً جواب لکھکر اوس کے حوالہ کردیتے تھے۔

ایک مرتبہ آپکو وجد کی کیفیت طاری تھی فتوی پیش کیا گیا۔ آپنے جواب لکھدیا۔ علامہ شمس الدین ماردینی نے اوس پر اعتراض کیا آپنے کتاب کا حوالہ بتایا کتاب دیکھی مطابق نکلی جواب صحیح ثابت ہوا۔ علامہ کو ندامت ہوئی۔ ہر چند کہ آپکے دوست احباب آپکو دنیا کے نفع کی طرف متوجہ کرتے تھے اور دوسرے بزرگان دین کی فتوحات اور حالات بیان کرتے تھے مگر آپکو مطلق خبر نہ ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ شیخ صدر الدین قونوی کا ذکر آیا کہ اونکو ہزار ہا روپیہ کا سرکار سے وظیفہ ملتا ہے اور آپ صرف پندرہ دینار پاتے ہین۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بھی اگر اونکو ہی ملتے تو اچھا تھا۔

مولانا کا امرا سے اجتناب اگرچہ بڑے بڑے امرا اور شاہان وقت سے آپکے مراسم اور تعلقات تھے مگر اندرونی طور پر آپ اونکی ملاقات سے کارہ تھے جب کوئی

امیر جاتا تھا مجبوراً آپ مل لیتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ کسی امیر نے نہ حاضر ہوسکنے کے باعث عدیم الفرصتی کا عذر آپکی خدمت میں عرض کرایا تو آپنے فرمایا معذرت کی ضرورت نہیں ہے میں لوگوں کے نہ ملنے سے زیادہ ممنون ہوتا ہوں بمقابلہ ملنے کے۔ ایک مرتبہ معین الدین پروانہ معہ چند امرا آپکی ملاقات کیلئے حاضر ہوا آپ باہر تشریف نہ لائے معین الدین کو خطرہ گذرا کہ سلاطین اور امرا اولوالامر ہیں اور بارشاد قرآن شریف انکی اطاعت ضرور ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ باہر تشریف لائے سلسلۂ کلام میں آپنے اس خطرہ کے متعلق ایک قصہ سنایا گویا ضمناً جواب دیدیا کہ ایک دفعہ سلطان محمود غزنوی غوث وقت شیخ ابوالحسن خرقانی کی ملاقات کیلئے گیا شیخ کو اطلاع ہوئی مگر شیخ خبر نہ ہوئے حسن میمندی وزیر نے کہا کہ قرآن شریف میں اَطِیعُوا اللّٰہَ وَاَطِیعُوا الرَّسُولَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ آیا ہے شیخ نے فرمایا کہ فقیر در اَطِیعُوا اللّٰہ چنان مستغرق کہ از اَطِیعُوا الرَّسُول خجالت می کشد تا بہ اُولِی الْاَمْرِ چہ رسد۔ مولانا کی یہ تقریر سنکر معین الدین اور جملہ حاضرین پر بہت اثر ہوا اور رقت ہوئی

مولانا کی بیخودی

اکثر مولانا پر بیخودی طاری رہتی تھی گاہے گاہے اوسی حالت میں آپ یکایک کھڑے ہوکر رقص کرنے لگتے تھے کبھی آپ جنگل کو نکل جاتے تھے اور کبھی کئی کئی ہفتہ لاپتہ رہتے تھے لوگ ہر طرف تلاش کرتے تھے تو آپکا کسی ویرانہ میں سراغ لگتا تھا بعض وقت سماع میں آپ پر بیخودی طاری ہوتی تھی جو کچھ آپکے بدن پر لباس ہوتا تھا قوالوں کو دیدیا کرتے تھے۔ خواجہ مجد الدین آپکے مرید جان نثار ہمیشہ کپڑوں کے کئی کئی صندوق اپنے ساتھ رکھتے تھے جہاں مولانا نے اپنے بدن کا لباس قوالوں کے حوالہ کیا اونہوں نے دوسرے کپڑے پہنا دئیے۔

مولانا کا رباب باجہ کو سننا

معین الدین پروانہ نے کسی عالم کو خدمت قضائت پر مامور کرنا چاہا مولوی صاحب نے ملازمت قبول کرنیکے متعلق تین شرطیں پیش کیں ایک یہ کہ رباب باجہ کا رواج بالکل مسدود کر دیا جائے۔ دوسرے یہ کہ پیادے چپراسی عدالت سے نکالدیے جائیں اور نئے چپراسی مامور کیے جائیں تیسرے یہ کہ چپراسیونکو حکم دیا جائے کہ وہ کسی اہل مقدمہ سے کچھ نہ لیا کریں چونکہ مولانا بھی رباب سنتے تھے معین الدین نے شرط اول کو منظور نہ کیا عالم صاحب نے خدمت قضائت قبول کرنے سے انکار کردیا۔ مولانا نے سنکر فرمایا کہ وہ رباب کی برکت سے قضائت کی بلا سے محفوظ رہے۔

ایک مرتبہ آپسے سلطان ولد نے شکایت کی سب کے مرید آپس میں اتفاق سے رہتے ہیں اور ہمارے مرید آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں آپنے فرمایا کہ اوروں کے مرید مرغابیاں ہیں اور ہمارے مرید مرغ ہیں ہزار مرغابیاں ایک جگہ بسر کرسکتی ہیں اور دو مرغ بغیر لڑے نہیں رہ سکتے۔

مولانا کی علالت

۶۷۲ھ میں قونیہ میں بڑے زور کا زلزلہ آیا اور کامل چالیس روز تک رہا۔ مخلوق پریشان و سرگرداں پھرتی تھی سب لوگ مولانا کے پاس آئے اور عرض کیا کہ یہ کیا بلائے آسمانی ہے آپنے فرمایا کہ زمین بھوکی ہے امید ہے کہ عنقریب اسکو لقمہ ملیگا اوسی زمانہ میں آپنے یہ غزل لکھی تھی ؎

بااین ہمہ مہر و مہربانی ۔۔۔ دل می دہدت کہ خشم رانی
وین جملہ شیشہ خانہا را ۔۔۔ در ہم شکنی بلن ترانی
در زلزلہ است دار دنیا ۔۔۔ کز خانہ تو رخت می کشانی
نالان ز تو صد ہزار رنجور ۔۔۔ بے تو نہ زیند ہین تو دانی

اس کے چند ہی روز بعد آپکا مزاج ناساز ہوا اطبا وقت اکمل الدین اور غضنفر علاج میں مشغول رہے لیکن نبض کی حالت غیر معمولی تھی لحظہ میں کچھ لحظہ میں کچھ آخر طبیب تشخیص نہ کرسکے اور آپسے عرض کیا کہ آپ خود اپنے مزاج کی حالت بیان فرمائیے

آپ مطلق متوجہ نہوئے بقول سے از سر بالین من برخیز اے نادان طبیب ‌ ‌ ‌ درد مند عشق را دارو بجز دیدار نیست
آپکی بیماری کی خبر عالم مین مشہور ہو گئی شیخ صدر الدین قونوی خلیفہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی جو روم و شام مین بڑے شیخ شمار کیے جاتے تھے مع امرا مریدین
آپکی عیادت کیلئے آئے اور آپکے مرض کی شدت دیکھکر بیقرار ہو گئے اور دعا کی کہ اللہ تعالی آپکو شفا عنایت فرمائے آپنے فرمایا شفا آپکو مبارک ہو
یہان طالب و مطلوب مین صرف ایک پیرہن کا پردہ باقی رہگیا ہے کیا اسکا اٹھ جانا اور نور کا نور مین مل جانا آپ پسند نہین فرماتے شیخ روتے
ہوئے اٹھ گئے اور مولانا نے یہ شعر پڑھا ؎ چہ دانی تو کہ در باطن چہ شاہی ہمنشین دارم ؛؛ رخ زرین من منگر کہ پاے آہنین دارم
تمام شہر اور باہر کے علما و مشائخ امرا و روسا اور ہر طبقہ کے لوگ آپکو دیکھنے آتے تھے اور بے اختیار روتے تھے آپسے دریافت کیا گیا کہ بعد آپکے
جانشین کون ہو گا آپنے فرمایا حسام الدین لوگون نے دوبارہ سہ بارہ پوچھا تو بھی آپنے اونہی کا نام لیا چوتھی مرتبہ لوگون نے آپکے صاحبزادہ
سلطان ولد کی نسبت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا وہ پہلوان ہے اوسکے لیے وصیت کی حاجت نہین ہے۔

مولانا کا وصال۔ اسکے بعد ۵ جمادی الثانی ۶۷۲ھ روز یکشنبہ بوقت غروب آفتاب بعمر ۶۸ سال آپنے وصال فرمایا صبح کو جنازہ اٹھایا گیا
بادشاہ وقت اور ہر طبقہ کے لوگ علما مشائخ امرا فقرا تجار بلکہ یہود و نصاریٰ بھی جنازہ کے ساتھ چیخین مار مار کر روتے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر
مولانا تمہارے محمدؐ تھے تو ہمارے موسیٰ و عیسیٰ تھے کثرت اژدہام کے باعث عصر کے وقت جنازہ قبرستان مین پہنچا بموجب وصیت مولانا شیخ صدر الدین
کو نماز کیلئے آگے کیا گیا مگر وہ نماز نہ پڑھا سکے اور چیخ مار کر بیہوش ہو گئے قاضی سراج الدین نے نماز پڑھائی اور آپ مدفون ہوئے مزار اقدس پر ہم روز
تک لوگونکا ہجوم رہا سلطان ولد نے اپنی مثنوی مین اسواقعہ کو نظم کیا ہے ؎

پنجم ماہ جمادی آخر ‌ ‌ ‌ بود نقلان آن شہ فاخر
چشم زخمی چنان رسید آن دم ‌ ‌ ‌ گشت نالان فلک وزان ماتم
دو جہان ہم ز رومی و اتراک ‌ ‌ ‌ کردہ از درد او گریبان چاک
کردہ او را سپیان مجبور ‌ ‌ ‌ دیدہ او را چو خوب چو بود
ہمہ کردہ زغم گریبان چاک ‌ ‌ ‌ ہمہ از سوز کردہ بر سر خاک
‌ ‌ ‌ بعد چل روز سوی خانہ شدند

سال ہفتاد و دو بدہ بعد و ‌ ‌ ‌ شش صد از عہد حضرت احمد
مردم شہر از صغیر و کبیر ‌ ‌ ‌ ہمہ اندر فغان و آہ و نفیر
بر جنازہ ہمہ شدہ حاضر ‌ ‌ ‌ از سر مہر عشق نے ز پے بر
عیسوی گفت اوست عیسی ما ‌ ‌ ‌ موسوی گفت اوست موسی ما
ہمچنان این کشید تا چل روز ‌ ‌ ‌ ہیچ ساکن نہ شد دمے تف و سوز
ہمہ مشغول این فسانہ شدند

مولانا کے طریق کی بیعت کا طرز۔ آپکا سلسلہ باطنی جو علی العموم جلالیہ اور بعض مقامات پر مولویہ کے نام سے مشہور ہے ملک روم و شام
و مصر و عراقین اور حجاز عرب اور بعض بعض جزائر مین مروج ہے اس سلسلہ کے مرید کلاہ نمد بلا درز اور بجاے قمیص ایک چست جامہ پہنتے ہین
اور مشائخ ٹوپی پر عمامہ بھی باندھتے ہین۔ مرید کرنیکا طریقہ یہ ہے کہ اول طالب سے ایکہزار ایک روز تک خدمات ذیل کراتے ہین اگر درمیان مین کوئی غلطی
ہو جاتی ہے تو پھر نئے سر سے شروع کراتے ہین اگر کوئی شخص ان خدمات کو نہ انجام دیسکے تو اوسکو نااہل سمجھکر شریک سلسلہ نہین کرتے خدمات یہ ہین
۴۰ دن تک چارپایون کی خدمت۔ ۴۰ دن جاروب کشی۔ ۴۰ دن تاک آبکشی۔ ۴۰ دن فراشی۔ ۴۰ دن ہیزم کشی۔ ۴۰ دن باورچی گری
۴۰ دن بازار سے سودا لانا۔ ۴۰ دن جلسۂ فقرا کی خدمتگزاری۔ ۴۰ دن داروغہ گری وغیرہ وغیرہ بعد تکمیل مدت مذکورہ اسکو غسل دیکر خانقاہ شریف مین لیجاتے

سے لباس پہنایا جاتا ہے اور تمام محرمات سے توبہ کرا کر اسم جلالی تلقین کیا جاتا ہے اور اوسکی بود و باش کیلیے ایک حجرہ مخصوص کر دیا جاتا ہے پھر وہ حسب طریقہ حلقۂ ذکر جلی اور مراقبہ کی تعلیم پاتا ہے۔ دف اور نے کیساتھہ سماع بھی سنا جاتا ہے۔ اکثر مرید بحالت وجد کھڑے ہو کر رقص کرتے ہین۔

مولانا کی اولاد آپکے دو فرزند تھے بڑے خلف الرشید مولانا سلطان بہاء الدین ولد چھوٹے ناخلف علاء الدین جنپر شمس تبریز کے قتل کا الزام عائد ہے منقول ہے کہ انسے مولانا نے اونکو گھر سے نکالدیا تہا تھوڑے ہی عرصہ بعد وہ کسی مرض مزمن مین گرفتار ہو کر مر گئے تھے۔ آپ اونکے جنازہ اور دفن مین بھی شریک نہین ہوے۔ بڑے صاحبزادہ سلطان ولد علوم و معارف مین یگانۂ روزگار تھے۔ مولانا کے وصال کے بعد لوگون نے بسبب قابلیت و اعتقاد عام انہین کو مولانا کا جانشین کرنا چاہا تہا لیکن بوجہ وصیت مولانا انہون نے مولانا حسام الدین چلپی کو جانشین کیا جب اونکا ۶۸۳ھ مین بمقتضای الہی وصال ہو گیا تو بالاتفاق آپ سجادہ نشین ہوے۔ آپکے معاصر اگرچہ بڑے بڑے علما و فضلا موجود تھے مگر آپکی کیفیت تھی کہ جب کسی امر کے متعلق آپ تقریر کرتے تھے تمام جلسہ ہمہ تن گوش بنجاتا تہا آپکی تصانیف سے ایک مثنوی مشہور ہے جو گویا مولانا کے حالات کی ایک تاریخ ہے آپ نے ۷۱۲ھ مین بعمر ۹۰ سال وصال فرمایا اور چار صاحبزادے چھوڑے۔ ایک جلال الدین فریدون عرف چلپی عارف سب سے بڑے (مولانا کے زمانہ حیات ہی مین تولد ہو گئے تھے اور بعد سلطان ولد کے سجادہ نشین مقرر ہوئے تھے انہون نے ۷۱۹ھ مین وصال فرمایا) دوسرے چلپی عابد تیسرے چلپی زاہد چوتھے چلپی واجد۔

مولانا کے معاصر ملوک طبقۂ ملوک مین سے آپکے ہمعصر ملک توران و ایران مین ہلاکو خان اور اباقا آن خان فرمانروا تھے اور ممالک مصر و شام مین بندقدار اور ملک روم مین علاء الدین کیقباد سلجوقی اور اوسکا فرزند غیاث الدین کیخسرو اور رکن الدین قلیج ارسلان اور ملک ہندوستان مین شمس الدین التمش اور اوسکے فرزند رکن الدین فیروز شاہ التمش اور معز الدین بہرامشاہ التمش اور ناصر الدین محمود التمش۔

مولانا کے معاصر حکما طبقۂ حکما مین سے آپکے اخیر زمانہ امام فخر الدین رازی مصنف تفسیر کبیر (کُلُّ شَیءٍ فِیهِ اِلَّا التَّفسیر) کا ملا تہا جنکی بابت مولانا مثنوی مین فرماتے ہین ؎ گر باستدلال کار دین بدے ۔ فخر رازی رازدار دین بدے ۔ پای استدلالیان چوبین بود ۔ پای چوبین سخت بی تمکین بود ۔ نیز اخیر زمانہ محقق طوسی مصنف تجرید کا ملا جسنے ریاضیات کو از سر نو ترتیب دیا اور علامہ قطب الدین رازی محقق مصنف شرح حکمۃ الاشراق و درۃ التاج غرۃ الدیباج (جو علم معقول مین محقق طوسی کے بڑے شاگرد اور منقول مین صدر الدین قونوی اور ابن جوزی کے تلمیذ الرشید تھے) وہ آپکی خدمت مین حاضر ہو کر نصائح سے استفادہ کیا کرتے تھے جیساکہ مناقب العارفین مین اونکا مقولہ مندرج ہے کہ مین دس مرتبہ مولانا کیخدمت مین مستعد علما کو مناظرہ کی غرض سے اپنے ہمراہ لیکر گیا آپکے چہرہ پر ہماری نگاہ پڑتی ہی ہم ایسے جاہل اور علم سے کورے ہو گئے گویا ہمنے کبھی کچہ پڑہا ہی نہ تہا تھوڑی دیر کے بعد آپنے خود ایسی تقریر شروع کی جسمین وہ سب مسائل معہودہ آگئے بالآخر ہم سب آپکے مرید ہو گئے یہی مضمون جواہر مضیہ اور مدینۃ العلوم ازنیقی مین بھی منقول ہے اور یاقوت حموی مصنف قاموس الجغرافیہ اور ضیاء ابن بیطار جسنے بہت سی جدید ادویہ دریافت کر کے معالجات مین شریک کین اور ابن القفطی مصنف تاریخ الحکما۔ خوجگی امام المنطق علی قوشچی صاحب شرح تجرید۔

مولانا کے معاصر علما طبقۂ علما مین سے ابن نجار المورخ ابن اثیر المورخ - ابن الفارض - عبد اللطیف البغدادی - نجم الدین الرازی - سکاکی مصنف مفتاح العلوم سیف الدین الآمدی - شمس الائمۃ الکردی - ابن الصلاح المحدث ابن حاجب النحوی۔

مولانا کے معاصر اولیاء طبقۂ اولیا مین سے آپنے اخیر زمانہ حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا پایا جبکہ ۶۱۱ھ مین آپ اپنے والد ماجد کے ہمراہ خوارزم سے سفر کرکے نیشاپور پہونچے تو اُن کی ملاقات سے مشرف ہوے اونہون نے اپنی کتاب اسرار نامہ آپکو دی اور آپکے والد ماجد سے ارشاد فرمایا کہ "این فرزند گرامی

بدار زود باشد که از نفس گرم آتش بر سوختگان عالم زند ۔ اور اسی سفر کے دوران میں جب آپ بغداد شریف پہونچے تو حضرت شیخ الشیوخ ابو عمر شہاب الدین
سہروردی قادری رحمۃ اللہ کا آخر زمانہ تھا انسے بھی ملاقات ہوئی ۔ اور حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ کا بھی اخیر زمانہ تھا کہ دمشق میں انسے ملاقات
ہوئی اور سید برہان الدین محقق ترمذی تلمیذ والد ماجد مولانا جو آپکے اتالیق اور استاد اور ابتدائی مرشد تھے اور انکے مرید شیخ صلاح الدین زرکوب جنسے
بعد وصال حضرت شمس الدین تبریزی کئی سال تک صحبت گرم رہی اور مولانا صدر الدین قونوی خلیفہ ارشد شیخ اکبر موصوف سے سالہا سال تک نہایت
مخلصانہ تعلقات رہے مولانا نے اپنی جنازہ کی نماز پڑھانیکے لئے بھی اونہی کو وصیت فرمائی تھی انکے علاوہ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی اور فخر الدین عراقی سے
بھی اتفاق ملاقات کا ہوا جو شیخ الشیوخ موصوف اور کمال الدین جندی (آپکے دادا پیر) کے خلفاء میں سے تھے اور بو علی شاہ شرف قلندر سے بھی جو مدت تک
آپکی خدمت میں مقیم رہے اور شیخ ابو الحسن مغربی شاذلی مصنف حزب البحر ۔ اور شیخ عبد اللہ مغربی و شیخ یسین مغربی ۔ اور شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی
سے بھی آپکی ملاقات ثابت ہے بوستان میں بھی مجمل طور پر مذکور ہے کہ شیخ نے ایک بزرگ کی ملاقات کیلئے ملک روم کا سفر کیا لیکن مناقب العارفین میں
نہایت وضاحت کیساتھ شیخ کے اس سفر کا حال لکھا ہے کہ شمس الدین بادشاہ والی شیراز کو شیخ کے توسط سے مولانا کی ایک غزل ملی تھی جسکے مضامین نہایت ہی
پر جوش اور پر اثر تھے بادشاہ نے اسی ایک غزل کے سننے کیلئے سماع کی مجالس منعقد کی تھے اور شیخ سعدی کو تحائف بیش بہا دیکر مولانا کی خدمت میں ملک روم
شہر قونیہ روانہ کیا تھا اوس غزل کی بعض اشعار یہ ہین ۔ ؎

ہر نفس آواز عشق میرسد از چپ و راست	تا بفلک میرویم عزم تماشا کراست
ما بفلک بوده ایم یار ملک بوده ایم	باز ہمان جا رویم باز کہ آن شہر ماست
ما ز فلک برتریم وز ملک افزون تریم	زین دو چرا نگذریم منزل ما کبریاست

علاوہ ان بزرگوں کے باعتبار سنہ وفات مشائخ مندرجہ ذیل تحت سے بھی آپکو ہمعصری ہے مگر باہم ملاقات ہونیکا مجکو ثبوت نہیں ملا ہے ۔ جناب شیخ صدر الدین عارف
خلیفہ و فرزند شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی اور مشائخ سلسلۂ چشتیہ میں سے آخر زمانہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ غریب نواز اجمیری رح اور انکے
خلیفہ حضرت قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی رح کا اور اوسط زمانہ انکے خلیفہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رح کا اور اول زمانہ اون کے خلفاء
شیخ جمال الدین ہانسوی رح اور سید علی احمد علاء الدین صابر رح و شیخ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رح کا اور مشائخ سلسلۂ نقشبندیہ میں سے اوسط زمانہ
حضرت خواجہ عارف ریوگری رح خلیفہ حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رح اور انکے خلیفہ جناب محمود انجیر فغنوی رح کا اور انکے خلیفہ جناب خواجہ
علی عزیزان رح رامتینی کی کم عمری کا ۔

مولانا کی تصانیف | آپکی تصانیف سے تین کتابیں مشہور ہیں ایک فیہ ما فیہ یعنے ان خطوط کا مجموعہ جو آپنے وقتاً فوقتاً معین الدین پروانہ حاجب شاہی
کے نام لکھے تھے دوسرا دیوان تیسری مثنوی ۔

مولانا کا دیوان | دیوان میں ۵۰ ہزار سے زیادہ اشعار ہیں یہ ان غزلیات کا مجموعہ ہے جو اکثر حضرت شمس تبریزی کے فراق میں اور بعض شیخ صلاح الدین زرکوب
کے ہجر میں لکھی گئی تھیں انکو آپکے صاحبزادہ سلطان ولد رح نے کتاب کی حیثیت سے جمع کیا تھا منتخب دیوان جس میں تقریباً ۳۰ ہزار شعر ہیں ۱۳۰۱ء سنہ
میں پنجاب میں طبع ہوا ہے اور اصل دیوان بلکہ کلیات مطبع نولکشور میں چھپا ہے یہ بجائے مولانا کے نام کے غلطی سے شمس تبریز کا نام طبع ہو گیا ہے اسکی ان کے
تصنیف کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت کمال الدین جندی آپکے دادا پیر جو شمس تبریزی کے پیر تھے اپنے مریدوں کو چلہ کشی کا حکم دیا تھا جسکی تفصیلی کیفیت
بضمن حالات مولانا سابقاً بیان ہو چکی ہے کہ مریدین چلہ سے فارغ ہو کر باہر آئے تو فخر الدین عراقی کی جو نہ معارف اور حقائق بطور وارادات منکشف ہوئے تھے

نظم کرکی پیش کی۔ اور شمس الدین تبریزی نے کہا کہ مجھکو اسکے اظہار کا یارا نہیں ہے پیر و مرشد نے ارشاد فرمایا کہ اے شمس تبریز تجھکو خدا تعالی ایک ایسا صاحب یعنی مرید عنایت فرمائیگا جو معارف و حقایق اولین و آخرین تیرے نام سے نظم کرکے ظاہر کریگا۔ اسی بنا پر شمس تبریز روم مین آئے اور مولانا کو مرید کیا مولانا نے دیوان کا دیوان اونکے نام پر تصنیف کیا۔ اور ہر غزل کے مقطع مین تخلص شمس کا شریک کیا عجب ہے کہ نام مصنف کی تبدیلی مین اسی پیشین گوئی کو دخل ہو ورنہ مطبع کی جانب سے اتنی بڑی غلطی کا ہوجانا خالی از تعجب نہین ہے۔ کیونکہ طرز کلام سے صاف ظاہر ہے کہ وہ شمس تبریز کا مصنف نہین ہے بلکہ اونکے کسی معتقد کا جیسا کہ سے

پیر من و مرید من درد من و دوائے من
فاش بگویم این سخن شمس من و خدائے من

ع غلام شمس تبریزم قلندر وار می گردم + علاوہ اسکے متعدد شعرا ایسے دیوان کی غزلوں کو مصرعونکو مولانا کی طرف منسوب کرکے تضمین کیا ہے جیسے

این جواب غزل مرشد رومست گفت
من بے تو خوشم ناقہ تاتار بگیر + دوسرا شعر علی حزین کا ہے +

سبز از نوائے عارف رومم
این پردہ بزن کہ یار رومم

مولانا سے قبل و بعد کے نامی گرامی شعرا کا کلام بلحاظ بندش و نزاکت اعلی درجہ کا دیکھا جاتا ہے لیکن اونمین سوائے صنائع و بدائع لفظی کے سوز و گداز اور جوش وخروش نام کو بھی نہین ہے چنانچہ انوری۔ خاقانی۔ عبدالواسع جبلی عرفی ظہیر فاریابی مسعود۔ سعد سلمان کے کلام موجود ہین جنمین کہین جوش و جذبات کا نام بھی نہین ہے البتہ حکیم سنائی اور شیخ ابوالخیر ابوسعید اور خواجہ فریدالدین عطار کے کلامونمین جوش و جذبات کا پتہ ملتا ہے مگر وہ غزلین نہین ہین رباعی یا مثنویات ہین۔ مولانا ہی سب سے پہلے ایک شخص ہین جنہوں نے غزل کے پیرایہ مین ان کیوالف کا اظہار کیا ہے اسکے علاوہ آپکے دیوان مین کسی امیر یا بادشاہ کی شان مین کوئی قصیدہ نہین ہے حالانکہ دوسرے بزرگ سعدی شیرازی اور خواجہ عراقی کا کلام بھی اس لوث سے پاک نہین ہے آپکی پوری غزل ایک ہی رنگ اور ایک ہی حال مین مستغرق ہوتی ہے مختلف مضامین جیسا کہ اور شعرا کا مذاق ہے آپکی غزل مین مطلق نہین ہوتے جس سے صاف مستی اور بیخودی ٹپکتی ہے جیسا کہ غزل سے

چو وضو ز اشک سازم بود آتشین نمازم / در مسجدم بسوزد چو درو رسد اذانے
عجبا دو رکعت است این عجبا چہارم است این / عجبا چہ سورہ خواندم چو نداشتم زبانے
بخدا خبر ندارم چو نماز می گذارم / کہ تمام شد رکوعی کہ امام شد فلانے

وله

من ز قرآن برگزیدم مغز را / پوست را پیش سگان انداختیم
جبہ و دستار و علم قیل و قال / جملہ در آب روان انداختیم
باز از پستی سوے بالا شدم / طالب آن دلبر زیبا شدم
چار بودم سہ شدم اکنون دوم / از دوئی بگذشتم و یکتا شدم
سالکان راہ را محرم شدم / ساکنان قدس را ہمدم شدم
آنچہ از عیسی و مریم یاوہ شد / گر مرا باور کنی آن ہم شدم
رو بشو واللہ اعلم مر مرا

چو نماز شام ہر کس بنہد چراغ و خوانی / منم و خیال یارے غم و نوحہ و فغانی
عجبا نماز مستان تو بگو درست است این / کہ نداند او زمانی نہ شناسد او مکانی
در شوق نگوید کہ نہ دست ماند و دل / دل و دست چون تو بردی بدہ اے خدا امانی
ما دل اندر راہ جان انداختیم / غلغلے اندر جہان انداختیم
تخم اقبال و سعادت تا ابد / از زمین تا آسمان انداختیم
از کمال شوق تیر معرفت / راست کردہ بر نشان انداختیم
آشنائی داشتم زان سوی جان / باز زانجا کآمدم آنجا شدم
جاہلان امروز را فردا کنند / من بہ نقد امروز را فردا شدم
گہ چو عیسی جملگی گشتم زبان / گہ لب خاموش چون مریم شدم
پیش نشترہائے عشق لم یزل / زخم گشتم صدرہ و مرہم شدم
کشتۂ اللہ و بس اعلم شدم

مولانا کی مثنوی

مثنوی شریف کی تصنیف کا آغاز ۶۶۲ھ مین ہوا جیسا کہ خود مولانا ارشاد فرماتے ہین سے

مطلع تاریخ این سود او سود بد   سال اندر ششصد و شصت و دو بود + اور باعث تصنیف خواجہ حسام الدین چلپی ہوے جیسا کہ منقول ہے کہ
ایک شب اونکو یہ خیال آیا کہ مولانا سے ایک مثنوی مثل مثنوی منطق الطیر عطار کے تصنیف کرنیکی درخواست کرونگا اونکا یہ خیال مولانا پر ظاہر ہوگیا ؎

شیخ واقف گشت از اندیشہ اش | شیخ چون شیر است و دلہا بیشہ اش
اولیا اطفال حق اند اے پسر | حاضری و غائبی بس با خبر

اور اوسی شب مین تصنیف شروع فرمادی شروع کے ۱۸ شعر تا بس سخن کوتاه باید والسلام + اوسیوقت لکھ دئے صبح کو حسب عادت جب خواجہ حسام الدین آپکی خدمت مین حاضر ہوے تو آپنے وہ اشعار اونکو دکھاے وہ سخت متعجب ہوے اور اپنا ارادہ کا واقعہ بیان کیا یہی وجہ ہے کہ سواے دفتر اول کے سب دفترونکو خواجہ حسام الدین ہی کے نام سے مولانا نے شروع کیا ہے ۔ مولانا اول شب مین تصنیف فرماتے تھے وہ اخیر شب مین صاف کر کے صبح تک حاضرین مجلس کو سنا دیتے تھے یہانتک کہ دفتر اول پورا ہوگیا اسکے بعد بقضاے الہی اونکی زوجہ نے انتقال کیا وہ خانہ داری کی مخصوصین مین پھنس گئے اور مثنوی شریف کی تصنیف بند ہوگئی جب دو سال کے بعد وہ فارغ البال ہوے تو انہون نے پھر مولانا سے تصنیف کے اصرار کیا اور مولانا نے دفتر دوم شروع کیا ؎

مدتے این مثنوی تاخیر شد | مہلتے بایست تا خون شیر شد
چون ضیاء الحق حسام الدین عنان | باز گردانید ز اوج آسمان
چون بمعراج حقائق رفتہ بود | بے بہارش غنچہا ناشگفتہ بود

مثنوی کا دفتر ہفتم | چھہ دفتر تمام ہوچکنے کے بعد مولانا سخت علیل ہوگئے اور ساتوین دفتر کے بابتہ آپنے فرمایا کہ ؎

در دل ہر کس کہ باشد نور جان | باقی این گفتہ آید بے گمان

بعض کا بیان ہے کہ اس بیماری سے نہ جانبر ہوسکنے کی وجہ سے ساتوان دفتر تصنیف نہ ہوسکا لیکن صحیح بات یہ ہے کہ مولانا تندرست ہوگئے تھے انھون نے خود ساتوان دفتر تصنیف فرمایا جسکا آغاز یہ ہے ؎

ای ضیاء الحق حسام الدین سعید | دولتت پاینده عمرت بر مزید
چونکہ از پنجم و ششم کردی گذر | بر فراز چرخ ہفتم کن سفر
سعد اعداد است ہفت اے خوش نفس | زانکہ تکمیل عدد ہفت است و بس

مثنوی کی تعریف | متاخرین نے حسب لیاقت خود مثنوی اور اوسکے مصنف کی توصیف کی ہے ؎

اسجگہ ہے گفتۂ جامی بجا | نظم اور ناظم کے حق مین جکہا
مثنوی مولوی معنوی | ہست قرآن در زبان پہلوی
من چہ گویم وصف آن عالیجناب | نیست پیغمبر ولے دارد کتاب

+ اور اس سے بھی بہتر آپکی عربی ایک رباعی ہے جسمین آپ نے اپنے خواب کا واقعہ بیان کیا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلعم تشریف فرما ہین اور اونکے سامنے مثنوی شریف پیش ہے آپ ارشاد فرماتے ہین کہ اگرچہ معارف و حقائق مین اجتک بہت سی کتابین تصنیف کی گئین لیکن اونمین مثنوی کی مماثل ایک بھی نہین ہے ؎ رباعی

اِنّی اَبصرتُ فی نومِ الرسول | فی یدیہ المثنوی وھو یقول
صُنّفت کتبٌ کثیرٌ معنوی | لیس فیھا کالکتاب المثنوی

اس خواب کی تصدیق مین یہ امر کافی ہے کہ اسوقت تک اس کتاب کے مطالعہ کی برکت سے صدہا بلکہ ہزارہا آدمی اولیاء کبار سے ہوگئے ۔ اگر کوئی شخص اپنے کسی مضمون مین بطریق اقتباس مثنوی شریف کے اشعار نقل کردیتا ہے تو اوسمین جان پڑجاتی ہے واعظونکے وعظ مین مثنوی کے اشعار سے تاثیر پیدا ہوجاتی ہے جسکے سننے سے مردہ دل زندہ ہوجاتے ہین اس کتاب سے علماء و فضلا نے جسقدر اعتنا کیا ہے کسی اور فارسی کتاب سے نہین کیا بہت سی نامی اور مستند کتابین مثل شاہنامہ فردوسی و حدیقہ حکیم سنائی و منطق الطیر و الٰہی نامہ و اسرار نامہ و پندنامہ خواجہ فریدالدین عطار و گلستان و

بوستان شیخ سعدی شیرازی موجود ہین انکو مثنوی کی قبولیت کے ساتھ کچھ نسبت نہین ہے۔

مثنوی کی شرحین | مثنوی شریف کی جسقدر شرحین لکھی گئی ہین کسی اور فارسی کتاب کی نہین لکھی گئین بعض شروح کے نام یہ ہین۔

نمبر شمار	نام شرح و مصنف	سنہ تصنیف	نمبر شمار	نام شرح و مصنف	سنہ تصنیف	نمبر شمار	نام شرح و مصنف	سنہ تصنیف
۱	شرح مثنوی موسوم کنز الدقائق	سنہ ۸۴۰ھ	۱۰	شرح شیخ عبد المجید سیواسی	سنہ ۱۰۴۹ھ	۱۷	شرح مولانا ولی محمد اکبرآبادی	سنہ ۱۱۴۰ھ
۲	״ بعض اشعار مثنوی جلال الدین حسین خوارزمی	سنہ ۸۷۵ھ	۱۱	״ شاہ محمد افضل الہ آبادی	—	۱۸	״ مولانا محمد رضا رح	—
۳	״ بعض اشعار مثنوی ملا جامی نقشبندی	سنہ ۸۹۵ھ	۱۲	״ مولانا محمد ابو الحسن سہروردی	سنہ ۱۱۵۵ھ	۱۹	״ مولانا عبد اللطیف رح	—
۴	״ مولی مصطفی بن شعبان ۶ جلدین	سنہ ۹۶۹ھ	۱۳	״ بعض اشعار عبد اللہ بن محمد یس الکتانی	—	۲۰	״ ملا نظام الدین لکہنوی فرنگی محلی	سنہ ۱۱۶۱ھ
۵	شرح سودی	سنہ ۱۰۰۰ھ	۱۴	״ بعض اشعار حسن چلپی موسوم کاشف الاسرار	—	۲۱	״ مولانا عبد العلی بحر العلوم	سنہ ۱۲۲۵ھ
۶	جواہر الاسرار حسین بن حسن	سنہ ۱۰۲۰ھ						
۷	شرح کمال الدین خوارزمی	سنہ ۱۰۴۰ھ	۱۵	״ منہج القوی لطلاب المثنوی عربی	—	۲۲	کشف العلوم شرح مثنوی ملا نارم	سنہ ۱۳۰۸ھ
۸	شرح اسمعیل انقروی ۶ جلدین	سنہ ۱۰۴۲ھ	۱۶	״ بعض الفاظ مشکلہ و آیات و احادیث		۲۳	سر المکتوم شرح	—
۹	شرح اسمعیل قیصری	—		سوم سہ از بار مثنوی مصنفہ علاؤ الدین بن یحیی شیرازی	—	۲۴	شرح بعض دفاتر مثنوی مصنفہ ... موسوم بہ کتاب قوم و سلک مقوم ...	سنہ ۱۳۱۵ھ

مثنوی پر اعتراض اور اوسکا جواب | مثنوی شریف کی اس قبولیت اور ظہور برکات کی باوجود جہلا اسپر اعتراض کئے بغیر نہ رہ سکے سچ ہے | عیب نماید ہنرش در نظر

اسکے مثنوی شریف کی حقیقی شان مین کچھ کمی نہین آسکتی **شعر** | چراغی راکہ ایزد بر فروزد | ہر آنکو پف زند ریشش بسوزد

چنانچہ مثنوی شریف مین ایک مقام پر والدہ حضرت یحیی و والدہ حضرت عیسی کا بحالت حمل باہم ملاقات کرنا اور دونو بچونکا حالت حمل مین ایک دوسرے کی والدہ کو سجدہ کرنیکا واقعہ مذکور ہے **مثنوی** | مادر یحیی چو حامل بد از و | بود با مریم نشستہ رو برو

اسکو مولانا کی بعض معصرون نے کہا تھا کہ خلاف قیاس ہے **مثنوی** | ابلہان گویند این افسانہ را | خط بکش زیرا دروغ ست و خطا

زانکہ مریم وقت وضع حمل خویش | بود از بیگانہ دور و ہم ز خویش | مادر یحیی کجا دیدش کہ تا | گوید او را این سخن در ماجرا

آپنے اسکا بہت عمدگی سے جواب دیا ہے کہ ہمارا مقصد قصہ سے صرف اوسکا نتیجہ ہے اگرچہ ان دونوں میں بظاہر ملاقات جسمانی نہین ہوئی مگر دونو صاحب باطن تہے اونکی اور قسم کی ملاقات ہوا کرتی ہے جس سے اہل ظاہر واقف نہین ہوسکتے | ور ندیدش نز برون نز درون | از حکایت گیر معنی از بون

اے برادر قصہ چون پیمانہ ایست	معنی اندر وی بسان دانہ ایست	دانہ معنی بگیرد مرد عقل	ننگرد پیمانہ را گر گشت نقل
گفت نحوی زید عمرو اقد ضرب	گفت چونش کرد بیجرم او ادب	عمرو را جرمش چہ بد کان زید خام	بیگناہ او را بزد ہمچون غلام
گفت این پیمانہ معنی بود	گندمش بستان کہ پیمانہ است رد	عمرو زید از بہر اعراب ہست ساز	گر دروغ ست آن تو با اعراب ساز

ایک قاضی صاحب نے مثنوی شریف کو ادب و حسد سے مثنوی کہنا شروع کیا تھا مولانا اونکو مخاطب کرکے ارشاد فرماتے ہین ؎

اے سگ ناپاک بد مسند قوی	مثنوی را تو گوئی مثنوی	نے چنان افسانہا بشنیدہ	ہمچو شیطان نقش آن حجت دیدہ

مثنوی ما دکان وحدتست | وحدت اندر وحدت اندر وحدتست — ایک شخص کو بباطن مثنوی کو مثنوی کہتا تھا اوسکی نسبت ارشاد ہوتا ہے ؎

گیرم اے کر خود تو آن را مثنوی | چون ندانستی و دیده چون نگروی
مرمرا افسانه می پنداشتید | تخم طعن و کافری میکاشتید
اے سگ طاعن تو عوعو میکنی | طعن قرآن را برون شو میکنی
این نه آن شیریست کز وے جان بری | یا ز پنجهٔ قهر او ایمان بری

بعض صاحبون نے کہا کہ یہ کہانی قصے ہین جسکو تصوف کے معارف و اسرار سے کچھ نسبت نہین ہے ؎

کین سخن پست است یعنی مثنوی | قصهٔ پیغمبر است و پیروی
از مقامات تبتل تا فنا | پایه پایه تا ملاقات خدا
نیست ذکر و بحث اسرار بلند | که دوانند اولیا زان سو سمند
جمله سر تا سر فسانه است و فسون | کودکانه قصه بیرون و درون

مولانا نے اسکا جواب دیا ہے کہ کفار و منافقین نے قرآن شریف کو بھی اسی قسم کے اعتراضات کیے تھے کہ مَا هٰذَا اِلَّا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ؎

چون کتاب الله بیامد هم بر آن | اینچنین طعنه زدند آن کافران
که اساطیرست و افسانه نژند | نیست تعمیقی و تحقیقی بلند
کودکان خورد فهمش میکنند | نیست جز امر پسند و ناپسند
ذکر اسمعیل و ذبح جبرئیل | ذکر قصه کعبه و اصحاب فیل
ذکر بلقیس و سلیمان و سبا | ذکر داؤد و زبور و اوریا
ذکر طالوت و شعیب و صوم او | ذکر یونس ذکر لوط و قوم او

مثنوی کی تنقیص | مفتی میر عباس صاحب مرحوم لکھنوی نے اپنی کتاب من و سلوی کی تعریف کے ضمن مین مثنوی شریف کی تنقیص کی ہے کہ ؎

این کلام صوفیان شوم نیست | مثنوی مولوی روم نیست
در تصوف هی بهشت و شیرین کلام | زانکه باشد در کہنه لذت تمام

تنقیص کا جواب | جناب المبرور آغا سید علی الموسوی الشوشتری المتخلص بہ طوطی الهند الملقب بہ سلطان العلما ادیب الهند و لسان الملک فرماتے ہین ؎

عارف بالله مولانا ے روم | شد بروی مفتوح چون باب العلوم
اہل باطن می شناسد نور دل | کے که موش کور بیند آب و گل
کرد تفسیر کلام ایزدی | هم حدیث مصطفی در مثنوی
شان مولانا است بس عالی مقام | مثنوی ایمان طوطی والسلام

مولانا کا فیصلہ | معترض اور مجیب دونو صاحبون کے خیالات کا ایک واقعہ کے ضمن مین مولانا مثنوی شریف مین خود تصفیہ فرما گئے ہین ؎

دید احمد را ابوجهل و بگفت | زشت نقشی کز بنی هاشم شکفت
گفت احمد مر ورا که راستی | راست گفتی گرچه کار افزاستی
دید صدیقش بگفت اے آفتاب | نے ز شرقی نے ز غربی خوش بتاب
گفت احمد راست گفتی ای عزیز | اے رهیده تو ز دنیاے نه چیز
حاضران گفتند کای صدر الوری | راست گو گفتی دو ضد را گو چرا
گفت من آئینه ام مصقول دست | ترک و هندو در من آن بیند که هست

الحاصل ؎ | نور خواهی مستعد نور شو | دور خواهی خویش بین و دور شو

مولانا اور حدیقہ اور الہی نامہ | مولانا نے مثنوی اور دیوان مین متعدد مقامات پر حکیم سنائی غزنوی اور خواجہ فریدالدین عطار اور انکی
تصانیف کی توصیف فرمائی ہے مثنوی مین ایک مقام پر فرماتے ہین ؎ | ترک جوشش کرده ام من نیم خام | از حکیم غزنوی بشنو تمام
در الهی نامه گوید شرح این | آن حکیم غیب و فخر العالمین — دوسری جگہ فرماتے ہین ؎ | بشنو این پند حکیم غزنوی | تا بیابی در تن کہنه نوی
بشنوا و را از دل و جان گوش کن | هوش را زو جان او هوش کن — تیسرے موقع پر فرماتے ہین ؎ | بشنو از قول سنائی در رموز | [illegible]
گر تو مکشائی ز باطن دیده [illegible] | زود یابی سر مه نکو دیده | هیچ دانا اندرین [illegible] بگفت | در حقیقت زین صدف در نگفت

دیوان مین ایک مقام پر فرماتے ہین ؎ ہفت شہر عشق را عطار گشت   ما ہمان اندر خم یک کوچہ ایم

دوسری جگہہ فرماتے ہین ؎ عطار روح بود و سنائی دو چشم ما   ما از پی سنائی و عطار آمدیم

اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ مولانا کی کسر نفسی ہے ورنہ خود مولانا ایک بحر ذخار ہین اور انکی مثنوی دریای ناپیدا کنار ہے اول تو مثنوی کی مضامین ان کتابون مین نہین ہین اگر کہین ہین تو نہایت مختصر اور ناتمام اور مثنوی مین کامل ہین۔

مثنوی اور حدیقہ کے مضامین کا مقابلہ

حدیقہ مین روح کی بابتہ لکھا ہے ؎ روح با عقل و علم داند زیست   روح را پارسی و تازی نیست

اسی مضمون کو مولانا مثنوی شریف کی دفتر دوم مین فرماتے ہین ؎

بحث عقل و حس اثر دان یا سبب   بحث جانی یا عجب یا بوالعجب
بحث جان اندر مقام دیگرست   بادۂ جان را قوام دیگرست
روح صالح قابل آفات نیست   زخم بر ناقہ بود بر ذات نیست
روح با علم ست و با عقل ست یار   روح را با ترکی و تازی چہ کار
بحث عقلی گر در و مرجان بود   آن دگر باشد کہ بحث جان بود
روح ہمچون صالح و تن ناقہ است   روح اندر وصل و تن در فاقہ است
ناقۂ جسم ولی را بندہ باش   تا شوی بر روح صالح خواجہ تاش
روح خود را متصل کن ای فلان   زود با ارواح قدس سالکان

حدیقہ مین دل کی حقیقت اسطرح سے بیان کی گئی ہے ؎

از در تن کہ صاحب کلہ است   تا در دل ہزار سالہ رہ است
پر و بال خرد ز دل باشد   تن بی دل چو آب و گل باشد
اہل ہزل و مجاز دل نبود   دوزخ خشم و آز دل نبود
دل یکی منظریست ربانی   حجرۂ دیو را چہ دل خوانی
اینکہ دل نام کردہ بہ مجاز   رو بہ پیش سگان کوی انداز
از در چشم تا بہ کعبۂ دل   عاشقان را ہزار و یک منزل
باطن تو حقیقت دل تست   ہرچہ جز باطن تو باطل تست
پارۂ گوشت نام دل کردی   دل تحقیق را بحل کردی
نیست غبنے کہ یک رمہ جاہل   خواند شکل صنوبری را دل
دل کہ با جاہ و مال دارد کار   آن سگی دان و آن دگر مردار

مولانا نے دل کی ماہیت مثنوی شریف کے دفتر سوم مین اسطرح سے بیان کی ہے ؎

تو ہمی گوئی مرا دل نیز ہست   دل فراز عرش باشد نی بہ پست
زانکہ گر آبست مغلوب گل است   پس دل خود را مگو کاین ہم دل است
پاک گشتہ زان ز گل صافی شدہ   در فزونی آمدہ وافی شدہ
آنچنان کہ آب در گل در کشد   کہ منم آب و چہ لا جویم مدد
لطف شیر و انگبین عکس دل است   سر خوشی آن خوش از دل حاصل است
باغہا و سبزہا در عین جان   بر برون عکسش چو در آب روان
ہمہ ہستی نقش و ہم نقاش را   فرش دولت را و ہم فراش را
زانکہ محدود ست و معدود ست آن   آئینۂ دل خود نباشد این چنین
صورت بی‌صورت بی‌حد غیب   ز آئینۂ دل تافت موسی را ز جیب
نور نور چشم خود نور دل است   نور چشم از نور دلہا حاصل است
در گل تیرہ یقین ہم آب ہست   لیک از آن آبت نشاید آب دست
آن دلی کز آسمانہا برتر است   آن دل ابدال یا پیغمبر است
سرکشیدی تو کہ من صاحبدلم   حاجت غیری ندارم واصلم
خود روا داری کہ این دل باشد این   کہ بود در عشق شیر و انگبین
بس بود دل جوہر و عالم عرض   سایۂ دل چون بود دل را غرض
آئینۂ دل چون شود صافی و پاک   نقشہا بینی برون از آب و خاک
گرچہ آن صورت نگنجد در فلک   نہ بعرش و فرش و دریا و سمک
روزن دل گر گشادہ است و صفا   می‌رسد بی واسطہ نور خدا
کان جمال دل جمال باقیست   دولتش از آب حیوان ساقیست
باز نور نور دل نور خدا است   کو ز نور عقل و حس پاک و جداست

نورِ حق را نورِ دل تزئین بود ... معنیِ نورٌ علیٰ نور این بود

اوسکی کیفیت حدیقہ مین اسطرح سے بیان کیگئی ہے ؎

عاشقی خوش مست و لبس بے نوا ... زخمہا خوردہ است نے زین ہوا

از دمش شعلہ باہمی خیزد ... چہ عجب گر نے آتش انگیزد

عرفا کے نزدیک (نی) بانسری سے انسان کامل جو بیان اصل مراد ہے

نالہ نے ز درد خالی نیست ... شوق از روے زرد خالی نیست

بے زبان گوش را خبر کردہ ... بے بیان ہوش را خبر کردہ

مولانا نے مثنوی شریف کو ذکر اور اِسی مضمون سے آغاز کیا ہے ؎

بشنو از نے چون حکایت میکند ... از جدائیہا شکایت میکند الخ

نادرات مثنوی | مثنوی شریف کو طرز بیان کی عمدگی اور مضامین کی جامعیت کے علاوہ اور بھی بہت سی نادرات موجود ہین جیسے مباحث ذات و صفات حضرت باری علم توحید - وحدت الوجود - فنا و بقا و دیگر مقامات و حالات سلوک کیفیت روح تجدد امثال وغیرہ و علم کلام و مناظرہ حکمت و فلسفہ تجاذب اجسام کشش ذرات مسئلہ ارتقا وغیرہ جو فی زمانہ اہل سائنس نے تحقیقات جدیدہ سے دریافت کی ہین جسکی تفصیل کی اس مختصر مین گنجایش نہین ہے -

مشکلات تصنیف مثنوی | اسکی تصنیف کے وقت جو جو دقتین مولانا کو پیش آئین اونکو ملحوظ رکھکر اگر مثنوی شریف کی خوبیون پر نظر کیجاے تو مزید محاسن ظاہر ہونگے اسکی تصنیف سے ذرا پہلے علامہ فخر الدین رازی کا زمانہ گذرا تھا جو بادشاہ وقت کے اوستاد اور مشیر خاص اور حکمت و فلسفہ اور منطق کے مقتدا اور عقائد شرعیہ سے سرپرست اور امام تھے انہون نے اپنے خیالات اور عقائد کا نہایت ہی زور و شور سے عالم مین صور پھونک دیا تھا جسکی ہنوز چارون طرف صدائین گونج رہی تھین اور اونکی تلامذہ ان عقائد کی اشاعت مین مصروف اور ہمہ تن کوشان تھے اونکی مقابلہ مین تردید کرکے عقائد ماتریدیہ حنفیہ کا ثبوت دینا ہی جو عام طور پر مقبول خلائق ہو گیا تھا دوسری مشکل جو اوس سے بھی زیادہ سخت تھی پیش آئی کہ حضرت شیخ اکبر محی الدین عربی رحمۃ اللہ علیہ نے تھوڑے ہی دن پہلے ان اسرار ربانی اور حقائق حقانی کا جو اونپر بطور وارادات منکشف ہوئی تھی اپنے کلمات قدسی آیات مین اظہار فرمایا تھا جو سراسر حق تھا چونکہ بحالت بیخودی و مستی و مدہوشی یہ شطحیات آپسے بیکلی ظاہر ہو گئی تھی اسلئے آپ ہی کی ذات تک محدود تھی چنانچہ شیخ رح الزم اِفْشَاءُ اَسْرَارِ الرُّبُوبِيَّةِ كُفْرٌ سے پاک اور بے لوث تھے حتیاطاً قطب وقت شیخ الشیوخ شہاب الدین قادری سہروردی (جو حضرت غوث پاک کے مرید اور خلیفہ تھے) عام طور پر بغداد اور نواح عراق مین حکم دیدیا تھا کہ لَا تَتَبَّعُوا هٰذَا الْمُلْحِدَ اور جب شیخ رح کا وصال ہوا تو آپ بہت روے اور فرمایا لَقَدْ مَاتَ وَلِيُّ اللّٰهِ (انہ کلیات امدادیہ) تاہم بہت سے عوام کالانعام جو ہنوز اون مقامات سے نا آشنا تھے محض اقوال شیخ اکبر رح کی مقلد ہو کر مدعی انا الحق ہو گئے ؎ مشکل حکایتی ست کہ ہر ذرہ عین اوست اما نمی توان کہ اشارت بہ او کنند یعنی جیسے عوام متصوفین نے جو اتحاد اور حلول کی فرق سے بھی ناواقف ہین محض بطور سمع لے قناعت کرکے دعاوی ایمان بقول قولی توحید پر اکتفا کر لیا ہے اور خلاف شرع شریف احوال و افعال کے نزد اتحاد کا نام تصوف رکھ لیا ہے مولانا نے ان خیالات کی تردید مین مختلف اقسام انا الحق حضرت منصور و سبحانی حضرت بایزید کے ضمن مین اصلی حال اور مصنوعی قال کا نہایت ہی عمدگی سے امتیاز اور فرق ظاہر کرکے دکھایا ہے -

مثنوی

آنکہ او بے درد باشد رہزنست ... زانکہ بیدردی انا الحق گفتن ست

آن انا بے وقت گفتن لعنت ست ... وین انا در وقت گفتن رحمت ست

گفت فرعونے انا اللہ گشت پست ... گفت منصورے انا الحق و برست

آن انا را لعنۃ اللہ در عقب ... وین انا را رحمۃ اللہ اے محب

آن انا منصور رحمت شد یقین ... وان انا فرعون لعنت شد ببین

لاجرم ہر مرغ بے ہنگام را ... سر بریدن لازم ست اعلام را

این انا ہو بود در سر اے فضول ... ز اتحادِ نور نز راہِ حلول

تو انا رب ہمی گوئی مدام ... غافل از ماصیبت این ہر دو نام

یک انانا سیم بستہ از انا ... از انائے پر بلاے پر عنا

آن انائے بر تو اے سگ شوم بود ... در حقِ ما دولتِ محتوم بود

تمت

حالات حضرت خواجہ درویش محمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

جنھوں نے مثنوی شریف کا یہ انتخاب مسومہ لب لباب کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً

آپ کا نام نامی خواجہ درویش محمدؒ ولدیت مولانا دوست محمد بخاری مقام ولادت شہر کشہ توابع بخارا ہے آپ حضرت شیخ عبدالخالق غجدوانی خلیفہ اکبر حضرت خواجہ خواجگان محمد بہاء الدین نقشبند قدس سرہما العزیز کے حقیقی نواسے او حضرت مولانا محمد زاہد خلیفہ اعظم حضرت ناصر الدین محمد خواجہ عبید اللہ احراری قدس سرہما العزیز کے بھانجے ہیں۔ آپ بعد تحصیل علوم ضروریہ ابتدا سن شعور سے عبادت و ریاضت میں مشغول اور تفرید و تجرید میں زندگی بسر کرتے تھے۔ اسی طرح سے آپ پندرہ سال تک پابند رہے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ کئی روز تک کچھ خورونوش کیلئے میسر نہ آیا اور بھوک کی بیتابی سے زمام صبر ہاتھ سے جانے لگی آپ نے آسمان کی طرف سر اوٹھا کر نظر کی فوراً ہی حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور آپ سے فرمایا کہ اگر آپ تعلیم صبر و قناعت چاہتے ہیں تو مولانا زاہد۔ (محمد ج)

کی خدمت مین جاکر حاصل کرو۔ آپ حسبہ مولانا کے مرید ہوگئے اور اونکی خدمت بابرکت مین حاضر رہکر سلوک اور معارف کی تکمیل کی اور شرف خلافت سے سرفرازی پائی۔ کمالِ تقویٰ اور زہد و ریاضت مین آپ کے اوقات معمور تھے۔ آپکی نسبت نہایت قوی اور عالی تھی مگر جسطرح کہ دستور بزرگانِ خاندان علیہ طریقہ نقشبندیہ کا ہے آپ بھی نہایت ہی گمنامی اور مخفی الحالی کے ساتھہ بچون کو قرآن شریف پڑہاکر زندگی بسر کیا کرتے تھے ابتداءً آپ کی شہرت کا یہ سبب پیش آیا کہ ایک کسی بزرگ کا آپ کے وطن مین گزر ہوا اونہون نے اپنے کشف باطنی سے آپکی کرامات اور نسبت عالیہ کے مقامات کا ادراک کیا اور کہا کہ یہان کوئی صاحب اولیاء کبار مین سے ہین تلاش کرنا چاہئیے یہہ کہکر جستجو شروع کی جسطرف سے نسبت کا اثر محسوس ہوتا تھا اوسطرف چلے حتیٰ کہ آپ سے ملاقات ہوئی اور دونون شیخ آپس مین رازونیاز کی گفتگو کی۔ لوگونکو اس کا علم ہوا اور کسیقدر چرچا ہوگیا۔ اس کے تہوڑے دنون بعد دوسرا واقعہ یہہ پیش آیا کہ شیخ نورالدین خوافی آپکے وطن مین آئے آپ اونکی ملاقات کیلئے اپنے معمولی پوشیدہ لباس مین تشریف لیگئے دونون نے دیرتک باہم معانقہ کیا اور آپس مین مراقب ہوئے بعدہٗ آپ مرخص ہوئے تو انہون نے کئی قدم تک آپکی مشایعت کی اور مودبانہ آپکو رخصت کیا۔ جب آپ وہان سے تشریف لے آئے تو انہون نے حاضرین سے دریافت کیا کہ آپکی خدمت مین بہت سے طالبانِ خدا اکتساب فیضانِ باطنی فرمانے کیلئے آتے ہونگے لوگون نے عرض کیا کہ یہہ صاحب کوئی بزرگ اور شیخ نہین ہین ایک معمولی آدمی ہین اور بچونکو کلام اللہ شریف پڑہاکر بسر اوقات کیا کرتے ہین۔ یہہ سنکر شیخ نورالدین خوافی کو کمال تعجب ہوا اور حیرت سے فرمایا کہ یہان کے آدمی نہایت ہی کور باطن اور ناقدر شناس ہین کہ ایسے کامل و مکمل شیخ

اولیاء وقت کے فیضان سے محروم ہین - اسکے بعد عام طور پر لوگونکو آپکی کمالات کا علم ہوا اور ہر طرف سے جوق جوق عاشقان خدا طالبان راہ صدق وصفا آپکی خدمت مین حاضر ہوکر استفادہ کرنے لگے ایک واقعہ یہ گذرا کہ شیخ خوارزمی کروی جو اوس زمانہ کے ایک مشہور صاحب تصرف بزرگ تھے اور اونکا دستور تھا کہ جہان کہین جاتے تھے وہان کے اولیاء اللہ کی کرامت اور نسبت اپنی نسبت قویہ سے سلب کرلیتے تھے اتفاقاً آپکے وطن مین بھی آ نکلے اور یہانکے اورون کی کرامات سلب کرنے کے وہان جاکر خود اپنی نسبت کو گم پایا اور بالکل خالی اور صفرا ہو گئے ہرچند کوشش کیساتھ مراقبہ کیا مگر نسبت پیدا نہ ہوئی - جس سے نہایت درجہ وہ حیران وپریشان ہو گئے اور حالت ابتر ہونے لگی لوگون سے دریافت کیا کہ یہان کوئی زبردست بزرگ ہین لوگون نے آپکا نام بتایا تو وہ آپکی ملاقات کیلئے نکلے جون جون وہ آپکے نزدیک پہونچتے تھے نسبت کا اثر زیادہ محسوس ہوتا تھا حتی کہ وہ آپکی خدمت مین پہونچے تو پھر نسبت سے بالکل خالی ہو گئے اِس سے اونکو یقین ہو گیا کہ انہی بزرگ کے تصرف سے نسبت سلب ہو گئی ہے پھر تو انہون نے بہت منت سماجت کی اور کہا کہ مجھکو معلوم نہ تھا کہ یہ اقلیم آپکے زیر ولایت ہے اسکے بعد بہت خوشامد کی تو آپنے اونسے عہد لیا کہ آئندہ وہ کسی بزرگ کے ساتھ ایسی حرکت نہ کرینگے - اونکی نسبت وکرامت اونکو واپس دیدی اور وہان سے نکلجانے کا حکم دیا وہ جہان سے آئے تھے فی الفور وہان کو واپس ہو گئے - مثنوی معنوی حضرت مولانا رومی قدس سرہ السامی کی تعلیم حضرت مصنف سے لیکر یکے بعد دیگرے آپکے بزرگون مین متصل چلی آتی تھی کہ آپکو بھی پہونچی اور آپ بکمال ذوق وشوق کیساتھ مثنوی شریف کے مطالعہ مین محو رہتے تھے آپنے بہ اجازت باطنی حضرت مصنف اور بتائید روحانی خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد بہاء الدین نقشبند [illegible]

مثنوی شریف کا بابواری انتخاب موسومہ بہ لبِ لباب فرمایا اوسکی تفصیلی کیفیت رسالہ فارسی مشمولہ ہذا کے معائنہ سے واضح ہوگی جب عالم رویا مین یہ لبِ لباب حضرت مولانا کے ملاحظہ مین پیش ہوا تو آپنے تبسم فرماکے ارشاد کیا کہ "مبارک ست ہر کہ ازین انتخاب بابے بعد از نماز بامداد و بابے بعد از نمازِ عصر خواہد خواند بے شک روزِ قیامت ہمسایۂ ماین در بہشت برین جائے خواہد یافت و انواعِ اسرار و حقائق و معارفِ الٰہی بروے مکشوف خواہد شد" حسبِ ارشاد اکابر نقشبندیہ مین زمانہ حضرت خواجہ درویش محمد قدس سرہ العزیز سے ابتک صبح و شام ایک ایک باب پڑھنے کا معمول مقرر ہے سبقاً سبقاً اسکی تعلیم جاری ہے بعد تکمیل کے سند بھی دیجاتی ہے فقیر عفی عنہ کا آپ تک سلسلہ متصلہ حسب ذیل ہے۔

والدی و شیخی حافظ محمد عباس علیخان الامروہی شیخہ مولانا سید شاہ فخر الدین احمد عرف حکیم پادشاہ قادری نقشبندی الالہ آبادی شیخہ سید شاہ فرخ علی نقشبندی الکڑہوی شیخہ مولانا سید شاہ ابوالحسن النصیری آبادی شیخہ مولانا مراد اللہ التھانیسری شیخہ مولانا نعیم اللہ البہرایچی شیخہ شمس الدین مرزا مظہر جانجانان شہید الدہلوی شیخہ سید نور محمد بدایونی شیخہ شیخ سیف الدین السرہندی شیخہ و والدہ خواجہ محمد معصوم القیوم الثانی شیخہ و والدہ امام ربانی مجدد الف ثانی القیوم الاول شیخہ خواجہ باقی باللہ الکابلی ثم الدہلوی شیخہ خواجہ محمد آدم امکنگی شیخہ و والدہ خواجہ درویش محمد بخاری صاحب الانتخاب آپنے ۹ محرم سنہ ۹۷۰ھ مین وصال فرمایا موضع اسفرار مضافاتِ سبزوار علاقہ ملک ماوراء النہر مین آپکا مزار مبارک زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔

العبد الحقیر
فقیر احمد حسین خان قادری نقشبندی

رسالهٔ فارسی در کیفیت انتخاب لب لباب

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوٰة والسلام علی رسوله محمد وآله واصحابه اجمعین ۞
اما بعد میگوید ضعیف العباد درویش محمد بن دوست محمد بخاری که یکے از خادمان کمینه و مریدان
کهینهٔ حضرت معارف دستگاهی حقایق آگاهی عارف اسرار لاهوتیه کاشف انوار جبروتیه نقاوهٔ ابرار
زبدهٔ اخیار خواجه عبید الله احرار است که چون مثنوی مولوی جلال الدین رومی مانند بحر زخار ناپیداکنار
و مثل شجرهٔ طیبه که اصلها ثابت و فرعها فی السماء از طبع شریفش برآمده و نشو و نما یافت اکثر مردم طالب
آن شدند که درین بحر بے پایان غوطه زده لآلی آبدار و درر شاهوار برآرند و سعی شوند که ازین شجرهٔ
حکمیه بچینند اما نتوانستند چه این کتاب معجزه و کرامت مولوی ست تا زمانیکه الهام ربانی و القای
رحمانی از پردهٔ غیب رو ننماید و این غوامض و مشکلات از قوت شیخ کامل و مرشد اکمل نکشاید یکنه
آن رسیدن و بر اسرار آن مطلع شدن از مقولهٔ محالات و از قبیل ممتنعات است زیرا که این مثنوی
اکثر علمای شریعت و عالمان مفسر قرآن و احادیث و اهل سلوک و حقایق و پیش فقهای دین
و اهل یقین بسیار معتبر ست و کلام حضرت مولوی را بطریق استدلال در کتب معتمدهٔ خود ها می آرند خصوصاً
نزد خواجگان نقشبندیه رحمهم الله که نزدیک ایشان بسا مقبول و معتبر ست چنانچه اکثر اعزهٔ این سلسلهٔ

فقیر را باعث می بودند که اگر ازین کتاب مستطاب دُرر غُرر و جواهر زواهر به وجه ایجاز برآری
بطریق انتخاب و فهرست ابواب پس خالی از فوائد نخواهد بود و باین سبب که سند این مثنوی
ابا عن جدٍ از حضرت مولوی باین فقیر رسیده بود تا روزی حضرت ایشان قدس الله روحه باین
وتیره ارشاد کردند که ای فلانی درین روزها از کتب معتبره چیزی مطالعه میکنی عرض کردم که فرصت
ندارم اما گاه گاهی مثنوی حضرت مولوی ترم دیده می شود و از حضرت عزیزان علی رامیتنی منقول است
که هر که مثنوی شریف را مداومت نماید و هر روز صبح و شام پاره ازین با وضو و عقیدت خوانده باشد
از جمیع آفات و بلیات آخر زمان در امان باشد و ابواب کشف و یقین بروی مفتوح گردد بعده
حضرت ایشان باین فقیر فرمودند که کتاب مثنوی مولوی بسیار طول دارد اگر تو ازین کتاب انتخاب
کنی بهر خاص و عام فائده تمام خواهد رسید و روح پر فتوح حضرت مولوی از تو شاد خواهد گردید چون این
بنده ظاهراً و باطناً منقاد امر حضرت ایشان بود ضرورة حسب فرموده جناب شان درین تردد
افتاد و حیران بود که بکدام طرز درین بحر فیض غواصی نماید تا گوهر آبدار دُرر شاهوار ازین دریای
بی پایان بیرون آرد درین اثنا در ماه ذی الحجه سنه تسع و تسعمائة شب جمعه بود که این فقیر خواجه بزرگ
حضرت بهاؤالدین نقشبند را قدس سره در خواب دید که تشریف آوردند و فرمودند که ای فلان ترا خبر
انتخاب مثنوی مولوی را که کرده بیار که حضرت مولوی هم همراه من آمده اند و میخواهند که آنرا
ببینند گفتم یا حضرت مدتیست که من درین فکر بوده ام که انتخاب بکنم اما هنوز صورت نه بسته حضرت
خواجه دست مبارک خود را دراز کردند و این انتخاب را از سینه من برآوردند و فرمودند که اینست
انتخاب مسوده را پیش مولوی بردند حضرت مولوی آنرا دیده خوش شدند و تبسم کرده گفتند که کتاب
هر که ازین انتخاب بالیه بعد از نماز بامداد و بالیه بعد از نماز عصر خواهد خواند بی شک او روز قیامت
همسایه من در بهشت برین جائی خواهد یافت و انواع اسرار حقائق و معارف الهی بروی
مکشوف خواهد شد همدرین حال فقیر بیدار شد مؤذن اذان بامداد کرد من وضو کرده در حجره
حضرت ایشان آمدم چون مرا دیدند فرمودند ای فلان حضرت خواجه بزرگ و حضرت مولوی را

زیارت کردی من بر قدم ایشان افتادم ایشان بر من بسیار التفات فرموده تصرف کردند که علوم اولین و آخرین جمله بر من روشن گردید و در اندک مدت این انتخاب ها مسوده شود بنظر مبارک ایشان در آوردم ایشان نیز دیده فرمودند که مبارکست پس حضرت خواجه قاسم اشارت نمودند که لب لباب فرماید که مسوده این را بگیرند و هر روز مواظبت نمایند که هر که همیشه صبح و شام از این انتخاب یک باب بخواند ثمر برکات و حسنات بی نهایات باشد بعد ازان این ابیات برخواندند ۵

اینچنین فرمود مولانای ما	پیشوای اهل دین و مقتدا
مثنوی را هر که خواند صبح و شام	آتش دوزخ بر او گردد حرام
سر حکمت پیش او روشن شود	صاحب شکر فنای تن شود
در معارف در حقائق بی نظیر	گردد او از خوف حق دایم نذیر
از حسد و ز کینه دل صافی کند	دائما در یاد حق او دم زند
از بلیات جهان یابد امان	عارف کامل شود اندر زمان
در قیامت حشر او با انبیا	می شود از همت آن پیشوا

پس این فقیر انتخاب را بعینه چنانچه خواجه بزرگ قدس سره از سینه من بر آورده بود نقل کرد تا هر که مطالعه کند حظ دنیا و آخرت یابد و این مستمند را از فاتحه فاتحه یاد نماید که ان الله لا یضیع اجر المحسنین اللهم احفظ لقاریها و سامعها و ناظرها بحق آیات القرآن بمنه و فضله برحمتک یا ارحم الراحمین ۵

قطعه تاریخ طبع لب لباب نتیجه فکر جناب شاهزاده محمد امیر الملک بهادر صاحب حقیقت رقم قادری نقشبندی

عالیجناب مولوی احمد حسین خان	فیض جنان نمود که الله الصمد
شائع کتاب کرد که مذکور مجمع بود	لب لباب مثنوی رحمت ایزد
	۱۳۲۸

بسم الله الرحمن الرحیم

ای خدا از فضل تو حاجت روا / با تو یاد هیچ کس نبود روا

گفت المعنی هو الله شیخ دین / بحر معنیهای رب العالمین

صانع بی آلت و بی جارحه / واهب این هدیهای رابحه

واحد اندر ملک او را یار نی / بندگانش را جز او سالار نی

خالق افلاک و انجم بر علا / مردم و دیو و پری و مرغ را

خالق دریا و دشت و کوه و تیه / ملکت او بی حد و او بی شبیه

ای مبدل کرده خاکی را بزر / خاک دیگر را بکرده بو البشر

ای که خاک شوره را تو نان کنی / وی که نان مرده را تو جان کنی

میکنی جزو زمین را آسمان / میفزائی در زمین از اختران

رو نگردانیم از فرمان تو / کفر باشد غفلت از احسان تو

کلّ شیءٍ ما خلا الله باطلٌ / انّ فضل الله غیمٌ هاطلٌ

هیچ برگی نیفتد از درخت / بی قضا و حکم آن سلطان تخت

از دهان لقمه نشد سوی گلو / تا نگوید لقمه را حق کادخلوا

۵۲ در زمین و آسمانها ذرّه / بر نجنباند نگردد پرّه

جز بفرمان قدیم نافذش / شرح نتوان کرد و جلدی نیست خوش

۵۳ جمله ذرّات زمین و آسمان / لشکر حقند گاه امتحان

۵۴ جزو جزوت لشکر او در وفاق / مر ترا اکنون مطیعند از نفاق

گر بگوید چشم را کو افشار / درد چشم از تو بر آرد صد دمار

در بدندان گوید او بنما وبال / پس به بینی تو ز دندان گوشمال

۵۵ باز کن طب را بخوان باب العلل / تا به بینی لشکر تن را عمل

۵۶ چونکه جان جان هر چیزی ویست / دشمنی با جان جان آسان نیست

خاک را و نطفه را و مضغه را / پیش چشم ما همی دارد خدا

کز کجا آوردمت ای بدنیت / که ازان آید همی خفریقیت

۵۷ بهر آن پیغمبر این را شرح ساخت / هر که خود بشناخت یزدان را شناخت

ای خنک آنرا که ذات خود شناخت / اندر امن سرمدی قصری بساخت

هین رها کن بدگمانی و ضلال / سر قدم کن چونکه فرمودت تعال

۵۵ قوله باز کن یعنی از کتب طبیه دریافت باید کرد که چقدر امراض برا جسم انسان مقرر شده و حافظ حقیقی ازان بیماریها محفوظ میدارد ۱۲

۵۶ قوله چونکه جان یعنی جان هر چیز ذات پاک باری تعالی است که بقای وجود هر شی از حکم او است پس کسیکه جان باشد خلاف و عداوت با او ستیزه نباشد ۱۲

۵۷ قوله بهر آن پیغمبر ...

لطفهای مضمر اندر قهر او ... جان سپردن جان فزاید بهر او

بدترین قهرش به از مهر دو کون ... نعم رب العالمین نعم عون

هر شکالی را یشتهی او دهد ... سنگ را ما یشتهی او دهد

آنکه گل را شاهد و خوشبو کند ... هر چپی را راست فضل او کند

گر چپی با حضرت او راست باش ... تا ببینی دست برد لطفهاش

مشتری ما است الله اشتری ... از غم هر مشتری هین بر تر آ

مشتری جو که جویان تو است ... عالم آغاز و پایان تو است

مشتری خواهی که از وی زر بری ... به ز حق کی باشد ای جان مشتری

زین دکان زشت کیشان برتر آ ... تا دکان فضل کالله اشتری

کاله که هیچ خلقش ننگرید ... از خلاقت آن کریم آنرا خرید

هیچ قلبی پیش او مردود نیست ... زانکه قصدش از خریدن سود نیست

گفت پیغمبر که حق فرموده است ... قصد من از خلق احسان بوده است

من نکردم امر تا سودی کنم ... بلکه تا بر بندگان جودی کنم

من نگردم پاک از تسبیح شان ... پاک هم ایشان شوند و درفشان

آفریدم تا ز من سودی کنند ... تا ز شهدم دست آلودی کنند

حق هزاران صنعت و فن ساختست ... تا که مادر بر تو مهر انداختست

پس حق حق سابق از مادر بود ... هر که این حق را نداند خر بود

لا به هندیش و مکن لابه و گره | جز بدان شاهِ رحیمِ داد گر
ترسته زین آن آفتاب روشنم | رفع الاعلی از آن رو شیرنم

علّم الانسان خمِ طغرای ماست | علم عند الله مقصدهای ماست
جان ازو آمد نیاید او ز جان | صد هزاران جان دهد او رایگان
شش جهت عالم همه اکرام اوست | هر طرف که بنگری انعام اوست
باد و خاک و آب و آتش بنده‌اند | با من و تو مرده با حق زنده‌اند
آب و باد و خاک و نارِ پر شرر | بی‌خبر با ما و با حق با خبر
بالعکسِ آن ز غیرِ حق خبیر | بیخبر از حق و از چندین نظیر
پیشِ تو آن سنگ ریزه ساکت است | پیشِ احمد او فصیح و ناطق است
پیشِ تو استون مسجد مرده است | پیشِ احمد عاشقِ دل برده است
جملهٔ اجزای جهان پیشِ عوام | مرده و پیشِ خدا دانا و رام
مرده زین سویند و زان سو زنده‌اند | خامش اینجا و آنطرف گوینده‌اند
چون ازان سوشان فرستد سوی ما | آن عصا گردد سوی ما اژدها
کوهها هم لحنِ داودی کند | جوهرِ آهن بکف مومی کند
باد حمالِ سلیمانی شود | بحر موسی را سخندانی شود
ماه با احمد اشارت بین شود | نار ابراهیم را نسرین شود
خاک قارون را چو ماری درکشد | استنِ حنّانه آید در رشد

سنگ بر احمد سلامی می‌کند — کوه یحیی را پیامی می‌کند

ما سمیعیم و بصیریم و خوشیم — با شما نامحرمان ما خامشیم

چون شما سوی جمادی می‌روید — محرم جان جمادی چون شوید

از جمادی عالم جانها روید — غلغل اجزای عالم بشنوید

باد گوید پیکم از شاه بشر — گه خبر خیر آورم گه شوم و شر

زانکه مأمورم امیر خود نیم — من چو تو غافل ز شاه خود کیم

باد را بی چشم اگر بینش نداد — فرق کی کردی میان قوم عاد

چون همیدانست مؤمن از عدو — چون همیدانست مُل را از کرد

گر نبودی واقف از حق جان باد — فرق چون میکرد اندر قوم عاد

باد آتش میشود از امر حق — هر دو سرمست آمدند از خمر حق

باد را دیدی که با عاد آن چه کرد — آب را دیدی که با طوفان چه کرد

گر نبودی نیل را آن نور و دید — از چه قبطی را ز سبطی می‌گزید

موج دریا چون بامر حق بتاخت — اهل موسی را ز قبطی وا شناخت

خاک قارون را چو فرمان در رسید — با زر و تختش بقعر خود کشید

نور موسی دید موسی را نواخت — خسف قارون کرد و قارون را شناخت

رجف کرد اندر هلاک هر دعی — فهم کرد از حق که یا ارض ابلعی

تا بگوش خاک حق چه خوانده است — کو مراقب گشته خامش مانده است

آتش ابراهیم را دندان نزد | چون گزیدهٔ حق بود چونش گزد
پیش حق آتش همیشه در قیام | همچو عاشق روز و شب پیچان مدام
آتش نمرود را گر چشم نیست | با خلیلش چون تجشم کردنیست
سنگ بر آهن زنی بیرون جهد | هم بامر حق قدم بیرون نهد
پرورد در آتش ابراهیم را | ایمنی روح سازد بیم را
ای خرد برکش تو پرّ و بالها | سوره برخوان زلزلت زلزالها
در قیامت این زمین با نیک و بد | کی ز نادیده گواهیها دهد
گر نه کوه و سنگ با دیدار شد | پس چرا داود را او یار شد
این زمین را گر نبودی چشم جان | از چه قارون را فرو برد آنچنان
گر نبودی چشم جان حنانه را | چون بدیدی هجر آن فرزانه را ۵۱
سنگریزه گر نبودی دیده ور | چون گواهی دادی اندر مشت در
ق
بر عدمها کان ندارد چشم و گوش | چون فسون خواند همی آید بجوش
از فسون او عدم ۵۲ با زود زود | خوش معلق میزند سوی وجود
صنع حق با جمله اجزای جهان | چون دم حرفست از افسون گران
جذب یزدان با اثرها و سبب | صد سخن گوید نهان بی حرف و لب
گفت در گوش گل و خندانش کرد | گفت با سنگ و عقیق و کانش کرد
گفت با جسم آیتی تا جان شد او | گفت با خورشید تا رخشان شد او

۵۱ ... صلی الله علیه وسلم ۱۲

۵۲ ... ۱۳۱
گشت معدومات
خلعت وجود در بر کرد ۱۲

باز در گوشش دمد نکته مخوف ... در رخ خورشید افتد صد کسوف

تا بگوش ابر آن گویا چه خواند ... کو چو مشک از دیده خود اشک راند

در تردد هر که او آشفته است ... حق بگوش او معما گفته است

کل یوم هو فی شان بخوان ... مر ورا بی کار و بی فعلی مدان

کمترین کاریش هر روز آن بود ... کو سه لشکر را روانه می کند

لشکری ز اصلاب سوی امهات ... بهر آن تا در رحم روید نبات

لشکری ز ارحام سوی خاکدان ... تا ز نر و ماده پر گردد جهان

لشکری از خاکدان سوی اجل ... تا ببیند هر کسی حسن عمل

صد چو عالم در نظر پیدا کند ... چونکه چشمت را بخود بینا کند

از پی آن گفت حق خود را بصیر ... که بود دید ویت هر دم نذیر

از پی آن گفت حق خود را سمیع ... تا ببندی لب ز گفتار شنیع

از پی آن گفت حق خود را علیم ... تا نیندیشی فسادی تو ز بیم

صد هزاران میبپاند هوش را ... که خبر نبود دو چشم و گوش را

چاکست او یفعل الله ما یشا ... او ز عین درد انگیزد دوا

در شکست پای حق بخشد پری ... هم ز قعر چاه بگشاید دری

فهم و خاطر تیز کردن نیست راه ... جز شکسته می نگیرد فضل شاه

خواجه شکسته بند آنجا رود ... که در آنجا پای اشکسته بود

۱۴

۱۵

چون شکسته دل شده از حالِ خویش / جابرِ اشکستگان دیدی به پیش

دستِ اشکسته بر آور در دعا / سوی اشکسته پرد فضلِ خدا

کی شود چون نیستی رنجور و زار / آن جمالِ صنعتِ طب آشکار

خواری و دونیِ مسها بر ملا / گر نباشد کی نماید کیمیا

هیچکس در ملکِ او بی امرِ او / در نیفزاید سرِ یکتا رمو

گر بیابان پر شود زرّ و نقود / بی رضایِ حق جوی نتوان ربود

ق

تا نشانِ حق نیارد نو بهار / خاک سرها را نسازد آشکار

در زمستان شان اگر چه داده مرگ / زنده شان کرد از بهار و داد برگ

در زمستان شان اگر محبوس کرد / آن غرابان را خدا طاوس کرد

منکران گویند خود هست این قدیم / این چرا بندیم بر ربّ الکریم

کوریِ ایشان درونِ دوستان / حق برویانید باغ و بوستان

هر جمادی را کند فضلش خبیر / عاقلان را کرده قهرِ او ضریر

صد هزاران نیزهٔ فرعون را / در شکست از موسیِ با یک عصا

صد هزاران طبِّ جالینوس بود / پیشِ عیسی و دمش افسوس بود

صد هزاران دفترِ اشعار بود / پیشِ حرفِ امّیش آن عار بود

آفتاب و مه چو دو گاوِ سیاه / یوغ در گردن به بندد شان اله

می پرستیدا ختری کو زر کند / رو بوی آرید کو اختر کند

می پرستید آفتاب چرخ را — خوار کرده جانِ عالی نرخ را

آفتاب از امرِ حق طبّاخ ماست — ابلهی باشد که گویید او خداست

مُلک مُلکِ اوست فرمان آنِ او — کمترین سگ بر درِ آن شیطانِ او

گفت حق گر فاسقی واهلِ صنم — چون مرا خواندی اجابتها کنم

شاد باش و فارغ و ایمن که من — آن کنم با تو که باران با چمن

عشقها داریم با این خاک ما — زانکه افتادست در قعرِ رضا

کارِ ما اینست بر کوریِ آن — که بکارِ ما ندارد میلِ جان

این فضیلت خاک را زان رو دهم — زانکه نعمت پیشِ بی برگان نهم

با چنین غالب خداوندی کسی — چون نمیرد گر نباشد او خسی

این همه گفتیم لیک اندر بسیچ — بی عنایاتِ خدا هیچیم و هیچ

بی عنایاتِ حق و خاصانِ حق — گر ملک باشد سیاهستش ورق

یا غیاثَ المُستغیثینَ اهدِنا — لا افتخارَ بالعُلومِ وَالغِنا

لاتُزِغْ قلباً هدیتَ بالکرم — وَاصرِفِ السُّوءَ الَّذی خَطَّ القلم

بگذران از جانِ ما سوءُ القضا — وامبر ما را ز اخوانِ صفا

تلخ‌تر از فرقتِ تو هیچ نیست — بی پناهت غیرِ پیچاپیچ نیست

از فراق و هجر میگوئی سخن — هرچه خواهی کن ولیکن این مکن

رحم کن بر روی که روی تو دید — فرقتِ تلخِ تو چون خواهد کشید

صد هزاران مرگ تلخ ای خوبرو — نیست مانند فراقِ روی تو

تلخی هجر از ذکور و از اناث — دور دار ای مجرمان را مستغاث

بر امیدِ وصلِ تو مردن خوش است — تلخی هجر تو فوقِ آتش است

حرص اندر عشقِ تو فخرست و جاه — حرص اندر غیر تو ننگ و تباه

یا الٰهی سُکِّرَتْ اَبصارُنا — فَاعْفُ عَنّا اَثْقَلَتْ اَوزارُنا

یا خفیّاً قد مَلَأْتَ الخافقین — قد علوتَ فوقَ نورِ المشرقین

اَنْتَ سِرٌّ کاشِفُ اَسرارِنا — اَنْتَ فَجْرٌ مُفْجِرُ اَنهارِنا

یا خفیَّ الذّاتِ محسوسَ العطا — اَنْتَ کالماءِ و نَحْنُ کالرَّحا

اَنْتَ کالرّیحِ و نَحْنُ کالغبار — تَخْتَفِی الرّیحُ و غبراها جهار

تو بهاری ما چو باغِ سبز خوش — او نهان و آشکارا بخشش

تو چو جانی ما مثالِ دست و پا — قبض و بسطِ دست از جان شد روا

تو چو عقلی ما مثالِ این زبان — این زبان از عقل دارد این بیان

ای برون از وهم و قال و قیلِ من — خاک بر فرقِ من و تمثیلِ من

رَبَّنا اِنّا ظَلَمْنا سهو رفت — رحمتی کن ای رحیمیهات زفت

دستگیر از دستِ ما ما را بخر — پرده را بردار و پردهٔ ما مدر

این دعا هم بخششِ تعلیمِ تست — ورنه در گلخن گلستان از چه رست

ما چو چنگیم و تو زخمه میزنی — زاری از ما نی تو زاری می‌کنی

در بیان کمال قدرت و عنایت جناب باری تعالی است و اظهار محض بی قدرتی و بی اختیاری آدمی مگر نه بطوریکه جبریه بران بنیاد و مذهب باطل خود قایم کرده اند که این سراسر باطل است ۱۲

ما چو نائیم و نوا در ما ز تست ‌ ‌ ما چو کوهیم و صدا در ما ز تست

ما چو شطرنجیم اندر برد و مات ‌ ‌ برد و ماتِ ما ز تست ای خوش صفات

ما که باشیم ای تو ما را جانِ جان ‌ ‌ ما که باشیم تا تو باشی در میان

ما عدمهائیم و هستیهای ما ‌ ‌ تو وجودِ مطلقی فانی نما

ما همه شیران ولی شیرِ علم ‌ ‌ حمله‌شان از باد باشد دمبدم

حمله‌شان پیدا و ناپیداست باد ‌ ‌ آنکه ناپیداست هرگز گم مباد

بادِ ما و بودِ ما از دادِ تست ‌ ‌ هستیِ ما جمله از ایجادِ تست

لذتِ هستی نمودی نیست را ‌ ‌ عاشقِ خود کرده بودی نیست را

لذتِ انعامِ خود را وامگیر ‌ ‌ نُقل و باده و جامِ خود را وامگیر

ور بگیری کیست جست و جو کند ‌ ‌ نقش با نقاش چون نیرو کند

منگر اندر ما مکن در ما نظر ‌ ‌ اندر اکرام و سخای خود نگر

ما نبودیم و تقاضامان نبود ‌ ‌ لطفِ تو ناگفتهٔ ما می‌شنود

این طلب در ما هم از ایجادِ تست ‌ ‌ رستن از بیداد یا رب دادِ تست

این قدر ارشادِ تو بخشیده ‌ ‌ تا بدین بس عیبِ ما پوشیده

قطره دانش که بخشیدی ز پیش ‌ ‌ متصل گردان بدریاهای خویش

بی طلب تو این طلب بنهاده ‌ ‌ گنجِ احسان بر همه بگشاده

نور قرآن باز جو تفسیر بیت ‌ ‌ گفت ایزد و ما رمیت اذ رمیت

گر بپرانیم تیر آن نی ز ماست
ما کمان و تیر اندازش خداست

یارب این بخشش نه حدِ کارِ ماست
لطفِ تو لطفِ خفی را خود سزاست

٥١ صد هزاران دام و دانه است ای خدا
ما چو مرغانِ حریصِ بینوا

دم بدم پابستهٔ دامِ توییم
هر یکی گر باز و سیمرغی شویم

میرهانی هر دمی ما را و باز
سوی دامی میرویم ای بی‌نیاز

گر هزاران دام باشد در قدم
چون تو با مایی نباشد هیچ غم

ما درین انبارِ گندم میکنیم
گندمِ جمع آمده گم میکنیم

می نیندیشیم آخر ما بهوش
کین خلل در گندم است از مکرِ موش

گر نه موشِ دزد در انبارِ ماست
گندمِ اعمالِ چل ساله کجاست

چون عنایاتت بود با ما مقیم
کی بود بیمی ازان دزدِ لئیم

ای عظیم از ما گناهانِ عظیم
تو توانی عفو کردن در حریم

ما ز آز و حرصِ خود را سوختیم
وین دعا را هم ز تو آموختیم

٥٢ آنکه خواهی کز غمش خسته کنی
راهِ زاری بر دلش بسته کنی

تا فرود آید بلا بی دافعی
چون نباشد از تضرع شافعی

وانکه خواهی کز بلایش واخری
جانِ او را در تضرع آوری

آفرینها بر تو بادا ای خدا
ناگهان کردی مرا از غم جدا

گر سرِ هر موی من یابد زبان
شکرهای تو نیاید در بیان

یعنی تضرع و زاری باز نمید ارای که بلائے برو نازل شود و دفع آن ممکن نباشد زیرا که تضرع و نیاز دفع بلیات از سر انسان می کند و هرگاه تضرع موقوف شد پس دافع بلا که باشد و علی هذا القیاس بالعکس باید فهمید ۱۲

این ثنا گفتن ز من ترک ثناست / کین دلیل هستی و هستی خطاست

جان و دل را طاقت آن جوش نیست / با که گویم در جهان یک گوش نیست

تا قیامت گر بگویم زین کلام / صد قیامت بگذرد وین ناتمام

روز آخر شد سبق فردا بود / راز ما را روز کی گنجا بود

دست را اندر احد و احمد بزن / ای برادر وا ره از بوجهل تن

باب دوم در نعت رسول الله صلی الله علیه وسلم

بود در انجیل نام مصطفا / وان سر پیغمبران بحر صفا

بود ذکر حلیها و شکل او / بود ذکر غزو و صوم و اکل او

طائفهٔ نصرانیان بهر ثواب / چون رسیدندی بدان نام و خطاب

بوسه دادندی بدان نام شریف / رو نهادندی بدان وصف لطیف

شد نیاز طالبان ار بنگری / شعلها از گوهر پیغمبری

زین سبب فرمود یزدان والضحی / والضحی نور ضمیر مصطفی

هین قم اللیل که شمعی ای همام / شمع اندر شب بود اندر قیام

بی فروغت روز روشن هم شبست / بی پناهت شیر اسیر ارنبست

مصطفی را وعده کرد الطاف حق / گر بمیری تو نمیرد این سبق

من کتاب و معجزت را رافعم / بیش و کم کن راز قرآن دافعم

من ترا اندر دو عالم حافظم / طاعنان را از حدیثت رافضم

کس نیابد بیش و کم کردن درو | تو به از من حافظی دیگر مجو

باش کشتیبان درین بحر صفا | که تو نوح ثانئی ای مصطفا

پس بکش تو زین جهان بیقرار | جوق کوران را قطار اندر قطار

کار هادی این بود تو هادئی | ماتم آخر زمان را شادئی

هین روان کن ای امام المتقین | این خیال اندیشگان را تا یقین

هر که در مکر تو دارد دل گرو | گردنش را من زنم تو شاد رو

بر سر کوریش کوریها نهم | او شکر پندارد و زهرش دهم

منبر و محراب سازم بهر تو | وز محبت قهر من شد قهر تو

از هراس و ترس گفتار لعین | دینت پنهان کی شود زیر زمین

چاکرانت شهرها گیرند و جاه | دین تو گیرد ز ماهی تا بماه

تا قیامت باقیش داریم ما | تو مترس از نسخ دین ای مصطفا

خیز در دم تو بصور سهمناک | تا هزاران مرده بر روید ز خاک

چون تو اسرافیل وقتی راست خیز | رستخیزی ساز پیش از رستخیز

هر که گوید کو قیامت ای صنم | خویش را بنما که قیامت آن منم

ورنه باشند ز اهل این ذکر و قنوت | پس جواب الاحمق ای سلطان سکوت

راست میفرمود آن بحر کرم | بر شما من از شما مشفق ترم

من نشسته بر کنار آتشی | با فروغ شعله و بس ناخوشی

۵۵ قوله ورنه باشند الخ یعنی هر که از ایمان و دین بهره نداشته باشد با و گفتگو عبث است زیرا که جواب جاهلان سکوت باشد ۱۲

۵۶ قوله من نشسته ارشاد آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم است که من بر کنار دوزخ محافظت شما از دخول آن میکنم زیرا که شما از جهالت و نادانی خود را در آتش می اندازند ۱۲

که شما پروانه وار از جهل خویش / پیش آتش می کشید این جمله کیش

من همی رانم شما را همچو مست / از در افتادن در آتش با دو دست

همچو پروانه شما آن سو دوان / هر دو دست من شده پروانه ران

گفت پیغمبر شما را ای مهان / چون پدر هستم شفیق و مهربان

زان سبب که جمله اجزای منید / جزو را از کل چرا بر می کنید

[51] جزو وا از کل قطع شد بیکار شد / عضو از تن قطع شد مردار شد

تا نه پیوندد بکل بار دگر / مرده باشد نبودش از جان خبر

تو دلا منظور حق آنگه شوی / که چو جزوی سوی کل خود روی

دید احمد را ابو جهل و بگفت / زشت نقشی کز بنی آدم شگفت

گفت احمد مر ورا که راستی / [52] راست گفتی گرچه کار افزاستی

دید صدیقش بگفت ای آفتاب / نی ز شرقی نی ز غربی خوش بتاب

گفت احمد راست گفتی ای عزیز / ای رهیده تو ز دنیای نه چیز

حاضران گفتند ای صدر الوری / راست گو گفتی دو ضد را گو چرا

[53] گفت من آیینه ام مصقول دست / ترک و هندو در من آن بیند که هست

[54] ختمهائی کانبیا بگذاشتند / آن بدین احمدی برداشتند

چند بت بشکست احمد در جهان / تا که یارب گوی گشتند امتان

گر نبودی کوشش احمد تو هم / میپرستیدی چو اجدادت صنم

در بعض نسخ ... یعنی دنیای ناچیز ۱۲

پنداری اگرچه فضول ... این سخن راست میگوئی یعنی هر که بد باشد همه مردم در نظر او بد نمایند ۱۲

۵۳ قوله گفت یعنی آنحضرت صلی الله علیه وسلم فرمودند که من آئینه مصقول دست قدرت ... هر که در من بیند نیک را نیک نظر آید و بد را بد ۱۲

۵۴ قوله ختمهائی کانبیا ...

آن سرت وارست از سجدهٔ بتان — تا بدانی حقِ او بر آستان
هر کرامائی که می جوئی بجان — او نموده تا طمع کردی دران
صد هزاران آفرین بر جانِ او — بر قدوم و دورِ فرزندانِ او
آن خلیفه‌زادگانِ مقبلش — زاده اند از عنصرِ جان و دلش
گر ز بغداد و هری یا از ری اند — بی مزاجِ آب و گِل نسلِ وی اند
شاخِ گُل هر جا که روید هم گُلست — خُمِّ مُل هر جا که جوشد هم مُلست
پنج نوبت میزنندش بر دوام — همچنین هر روز الی یومِ القیام
قفلهای ناگشاده مانده بود — از کفِ انّا فتحنا برگشود
هست اشارات محمّد المراد — کُل گشاد اندر گشاد اندر گشاد
از پی نظّارهٔ او حور و جان — پر شده آفاق هر هفت آسمان
خویشتن آراسته از بهرِ او — خود ورا پروای غیرِ دوست کو
آنچنان گشته پُر از اجلالِ حق — که در وهم ره نیابد آلِ حق
لا یسع فیها نبیٌّ مرسلٌ — والملک والرّوح ایضاً فاعقلوا
گفت مازاغیم همچون زاغ نی — مستِ صبّاغیم و مستِ باغ نی
زان محمّد شافعِ هر داغ بود — که ز سرمه چشمِ او مازاغ بود
از الم نشرح دو چشمش سرمه یافت — دید آنچه جبرئیل آن بر نیافت
چونکه مغز نهای افلاک و عقول — چون خُمی آمد بر چشمِ رسول

یعنی انبیا و فرشتگان
همه دران مقام نمیرسند
پس دریافت کنید این
رمز را ۱۲

پس چه باشد مکه و شام و عراق — که نماید او نبرد شش اشتیاق

احمد اخود کیست اسپاه زمین — ماه بین بر چرخ و بشگاف این چنین

تا بداند سعد و نحس بی‌خبیر — دور گشت این دور و ز دور قمر

دور گشت آنرا که موسی کلیم — آرزو می‌برد زین دورت مقیم

چونکه موسی رونق دور تو دید — کاندرو صبح تجلی میدمید

گفت یارب آنچه دور رحمتست — این گذشت از رحمت آنجا رؤیتست

غوطه ده موسی خود را در بحار — در میان دوره احمد برار

چون محمد یافت آن ملک و نعیم — قرص مه را کرد او در دم دو نیم

هر که بگزیند جز این بگزیده خوان — عاقبت گیرد گلویش استخوان

هر که سوی غیر خوان تو رود — دیو با او وان که همکاسه شود

هر که از همسایگی تو رود — دیو بیشکی که همسایه بود

از سر اکرام از بهر خدا — پیش ازین ما را مدار از خود جدا

ما بگفتار خوشت خو کرده‌ایم — ما ز شیر حکمت تو خورده‌ایم

ما چو طفلانیم و ما را دایه تو — بر سر ما گستران آن سایه تو

ای که چون تو در زمانه نیست کس — الله الله خلق را فریاد رس

گوش ما هوش ست چون گویا توی — خشک ما بحر ست چون دریا توی

با تو ما را خاک بهتر از فلک — ای سماک از تو منور تا سمک

بی تو مارا این فلک تاریکیست | با توای ماه این فلک تاریکیست
مرغ و ماهی در پناه عدل تست | کیست آن گم گشته کش فضلت نجست
داد ده مارا که بس زاریم ما | بی نصیب از باغ و گلزاریم ما
شهره ما در ضعف و اشکسته پری | شهره تو در لطف و مسکین پروری
داد ده مارا ازین غم کن جدا | دست گیر ای دست تو دست خدا
هر کسی را جفت کرده عدل حق | پیل را با پیل و بق را جنس بق
مونس احمد بمجلس چار یار | مونس بوجهل عتبه ذوالخمار
چشم احمد بر ابوبکری زده | وز یکی تصدیق صدیق آمده

باب سوم در صفت ابی بکر صدیق رضی الله تعالی عنه

چون ابوبکر آیت توفیق شد | با چنان شه صاحب و صدیق شد
مصطفی زین گفت کای اسرار جو | مرده را خواهی که بینی زنده تو
میرود چون زندگان بر خاکدان | مرده و جانش شده بر آسمان
جانش را این دم ببالا مسکنیست | گر بمیرد روح او را نقل نیست
زانکه پیش از مرگ او کردست نقل | این بمردن فهم آید نی بعقل
نقل باشد نی چو نقل جان عام | همچو نقلی از مقامی تا مقام
هر که خواهد کو ببیند بر زمین | مرده را میرود ظاهر چنین
مر ابوبکر تقی را گو ببین | شد ز صدیقی امیر المومنین

۲۵ قوله نقل باشد اشارتست بحدیث شریف إن أولیاء الله لا یموتون بل ینتقلون من دار إلی دار یعنی اولیاء الله نمی میرند بلکه رفتن ایشان از دنیا چنانست که گویا از خانه بخانه دیگر نقل میکنند ۱۲

اندرین نشات نگر صدیق را   تا بحشر افزون کنی تصدیق را
دوست شو در خوی ناخوش برتری   تا ز خمره زهر هم شکر خوری
زان نشد فاروق را زهری گزند   که بدان تریاق فاروقیش قند

باب چهارم در وصف عمر رضی الله تعالی عنه

چون عمر شیدای آن معشوق شد   حق و باطل را چو دل فاروق شد
تا عمر آمد ز قیصر یک رسول   در مدینه از بیابان نغول
گفت کو قصر خلیفه ای حشم   تا من اسپ و رخت را آنجا کشم
قوم گفتندش که او را قصر نیست   مر عمر را قصر جان روشنیست
گرچه از میری ورا آوازه ایست   همچو درویشان مر او را کازه ایست
ای برادر چون ببینی قصر او   چونکه در چشم دلت رستست مو
چشم و دل از موی علت پاک آر   وانگهان دیدار قصرش چشم دار
هر که را هست از هوسها جان پاک   زود بیند حضرت ایوان پاک
چون محمد پاک شد زین نار و دود   هر کجا رو کرد وجه الله بود
چون رفیقی وسوسهٔ بدخواه را   کی بدانی ثم وجه الله را
هر کرا باشد ز سینه فتح باب   او ز هر ذره ببیند آفتاب
حق پدیدست از میان دیگران   همچو ماه اندر میان اختران
دو سر انگشت بر دو چشم نه   هیچ بینی از جهان انصاف ده

گر نه بینی این جهان معدوم نیست / عیب جز انگشتِ نفسِ شوم نیست

تو ز چشم انگشت را بردار هین / وانگهانی هرچه میخواهی ببین

۵۱ آدمی دیدست باقی پوستست / دید آنست آنکه دید دوستست

چونکه دید دوست نبود کور به / دوست کو باقی نباشد دور به

چون رسولِ روم این الفاظِ تر / در سماع آورد شد مشتاق تر

دیده را بر جستنِ عمر گماشت / رخت را و اسپ را ضایع گذاشت

هر طرف اندر پیِ آن مردِ کار / میشدی پرسانِ او دیوانه وار

کین چنین مردی بود اندر جهان / در جهان مانند جان باشد نهان

جست او را تاش چون بنده بود / لاجرم جوینده یابنده بود

دید اعرابی زنی او را دخیل / گفت عمر نک بزیر آن نخیل

زیر خرما بن ز خلقان او جدا / زیر سایه خفته بین سایهٔ خدا

آمد او آنجا و از دور ایستاد / مر عمر را دید و در لرزه فتاد

هیبتی زان خفته آمد بر رسول / حالتی خوش کرد بر جانش نزول

۵۲ مهر و هیبت هست ضد همدگر / این دو ضد را دید جمع اندر جگر

گفت با خود من شهان را دیده ام / پیشِ سلطانان بسی بگزیده ام

از شهانم هیبت و ترسی نبود / هیبتِ این مرد هوشم را ربود

رفته ام در بیشهٔ شیر و پلنگ / رویِ من ز ایشان نگردانید رنگ

۲۷

بایددانست که مهر از صفت و نفرت از هیبت و قاصد روم را مهر بود انس نبوده هیبت بود نفرت نبود درین محل خیلے تعجب دارد که دو ضد در ذات او جمع گردد ۱۲

بس شدستم در مصاف و کارزار	همچو شیران دم که باشد کارزار
بس که خوردم بس زدم زخم گران	دل قوی تر بوده ام از دیگران
بی سلاح این مرد خفته بر زمین	من به هفت اندام لرزان چیست این
هیبت حقست این از خلق نیست	هیبت این مرد صاحب دلق نیست
هر که ترسید از حق و تقوی گزید	ترسد ازوی جن و انس و هر که دید
چونکه عثمان آن عیان را عین گشت	نور فائض بود ذی النورین گشت

باب پنجم در وصف عثمان بن عفان رضی الله تعالی عنه

قصه عثمان که بر منبر برفت	چون خلافت یافت بشتابید تفت
منبر مهتر که سه پایه بدست	رفت ابوبکر و دوم پایه نشست
بر سوم پایه عمر در دور خویش	از برای حرمت اسلام و کیش
دور عثمان آمد و بالای تخت	بر شد و بنشست آن محمود بخت
پس سوالش کرد شخصی بوالفضول	کان دو ننشستند بر جای رسول
پس تو چون جستی از ایشان برتری	چون به رتبت تو از ایشان کمتری
گفت اگر پایه سوم را بسپرم	وهم آید که مثال عمرم
گر دوم پایه شوم من جای جو	گوییم مثل ابوبکرست او
هست این بالا مقام مصطفا	وهم مثلی نیست با آن شه مرا
بعد از آن بر جای خطبه آن ودود	تا بقرب عصر لب خاموش بود

یای معروف مصدری ۱۲

مخاطب گشت حضرت عثمان را ذو النورین ازین جهت می گفتند که دو دختر نیک اختر آنحضرت صلی الله علیه وسلم در عقد نکاح حضرت عثمان یکی بعد وفات دیگری درآمده بود ۱۲

۵۳ قوله هست این لاریب چون عدیل و نظیر آنحضرت صلی الله علیه وسلم محال و ممتنع است پس چگونه گمان مثلیت بسوی او

۳۰۸ در وصف عثمان رضی الله عنه

زهره نی کس را که گوید هین بخوان | یا برون آید ز مسجد آن زمان
هیبتی بنشسته بد بر خاص و عام | پر شده نور خدا در صحن و بام
بهر این فرمود پیغمبر که من | همچو کشتی ام بطوفان زمن
ما و اصحابیم چون کشتی نوح | هر که دست اندر زند یابد فتوح
از علی آموز اخلاص عمل | شیر حق را دان مطهر از دغل

باب ششم در وصف علی بن ابی طالب رضی الله تعالی عنه

راز بگشا ای علی مرتضی | ای پس سوء القضا حسن القضا
چونکه تو بابی آن مدینه علم را | چون شعاعی آفتاب علم را
باز باش ای باب رحمت تا ابد | بارگاه ما له کفوا احد
زین سبب پیغمبر با اجتهاد | نام خود وان علی مولی نهاد
گفت هر کو را منم مولا و دوست | ابن عم من علی مولای اوست
گفت پیغمبر علی را کای علی | شیر حقی پهلوان و پردلی
لیک بر شیری مکن هم اعتمید | اندر آ در سایهٔ نخل امید
یا علی از جمله طاعات راه | برگزین تو سایهٔ خاص اله
هر کسی در طاعتی بگریختند | خویشتن را مخلصی انگیختند
تو برو در سایهٔ عاقل گریز | تا رهی زان دشمن پنهان ستیز
از همه طاعات اینت بهترست | سبق یابی بر هر آن سابق که هست

مراد از عاقل ذات بابرکات آنحضرت صلی الله علیه وسلم است و اشاره است که بانکه بعقل من عمل کن بر نقل کتب سابقه ۱۲

چون زر ویش مرتضی شد در فشان — گشت او شیر خدا در مرج جان

تازه کن ایمان نه از گفت زبان — ای هوا را تازه کرده در نهان

باب هفتم در ایمان

تا هوا تازه است ایمان تازه نیست — کین هوا جز قفل آن دروازه نیست

هر که خود را از هوا خود باز کرد — گوش خود را آشنای راز کرد

عروة الوثقی است این ترک هوا — برکشد این شاخ جان را بر سما

باد و در مردم هوا و آرزوست — چون هوا بگذاشتی پیغام هوست

با هوا و آرزو کم باش دوست — که یضلک عن سبیل الله اوست

تخت دل معمور شد پاک از هوا — بر وی الرحمن علی العرش استوی

ذات ایمان نعمت و لوتیست هول — ای قناعت کرده از ایمان بقول

مصطفی فرمود از گفت جحیم — کز مؤمن لابه گر گردد ز بیم

گویدش بگذر ز من ای شاه زود — هین که نورت سوز نارم را ربود

پس هلاک نار نور مؤمن است — زانکه بی ضد دفع ضد لایمکن است

نار ضد نور باشد روز عدل — کان ز قهر انگیخته شد این ز فضل

گر همی خواهی تو دفع شر نار — آب رحمت بر دل آتش گمار

چشمه آن آب رحمت مؤمن است — آب حیوان روح پاک محسن است

بر دل و دین خرابت نوحه کن — که نمی بینی جز این خاک کهن

مومن آن باشد که اندر نیک و بد / کافر از ایمان او حسرت خورد

گر بگوئی گبر را کین آسمان / آفریده کیست وین خلق و جهان

گویدا کین آفریده از خداست / کافر است او بر خدائیش گواست

کفر و فسق و استم بسیار او / هست لایق با چنان اقرار او

فعل او کرده دروغ آن قول را / تا شد او لایق عذاب هول را

بس چنان کن فعل کان خود بی زبان / باشد اشهد گفتن و علم عیان

تا همه این عضو عضوت ای پسر / گفته اشهد تو اندر نفع و ضر

رفتن بنده پی خواجه گواست / که منم بنده و این مولای ماست

حکایت

بود گبری در زمان بایزید / گفت او را یک مسلمان سعید

ای چه باشد گر تو ایمان آوری / تا بیابی صد نجات و سروری

گفت این ایمان اگر هست ای مرید / آنکه دارد شیخ عالم بایزید

من ندارم طاقت آن تاب آن / کان فزون آمد ز کوششهای جان

گرچه در ایمان و دین ناموقنم / لیک در ایمان او بس مومنم

دارم ایمان کان ز ایمان برتر است / بس لطیف و با فروغ و با فر است

مومن ایمان اویم در نهان / گرچه مهرم هست محکم بر زبان

باز ایمان گر خود ایمان شماست / نی بدان میلستم و نی اشتهاست

۳۱

آنکه صد میلش سوی ایمان بود — چون شما را او پی زان فاتر شود

آنکه نامش باشد و معنیش نی — چون بیابان را مفازه گفتنی

عشق او را از دِ ایمان بفشرد — چون با ایمان شما او بنگرد

(شیطان ۱۲)

در وضو هر عضو را ورد جدا — آمده اندر خبر بهر دعا

باب ششم در طهارت

چونکه استنشاق بینی می کنی — بوی جنت خواه از رب غنی

تا ترا آن بو کشد سوی جنان — بوی گل باشد دلیل گلستان

بو قلاوزست و رهبر مر ترا — میبرد تا خلد و کوثر مر ترا

(بفتح اول و ضم واو و زای معجمه بلفظ ترکیست بمعنی رهبر ۱۲)

بر منی داری سوی این باغ کام — بوی افزون جوی کن دفع زکام

تا که آن بو جاذب جانت شود — تا که آن بو نور چشمانت شود

بینی آن باشد که او بوئی برد — بوی او را جانب کوئی برد

تا ز زهر و از شکر در نگذری — کی تو از گلزار وحدت بو بری

چونکه استنجا کنی ورد سخن — این بود که از ذمائم پاک کن

دست من اینجا رسید این را بشست — دستم اندر شستن جانست سست

ای ز تو کس گشته جان ناکسان — دست فضل خویش بر جانم رسان

حد من این بود کردم من لئیم — ز آنسو حد را نقی کن ای کریم

از حدث شستم خدایا پوست را — از حوادث تو بشو این دوست را

روی ناشسته نبیند روی حور | لا صلوٰة گفت الا بالحضور

باب نهم در صلوٰة

پنج وقت آمد نماز ای رهنمون | عاشقان خود فی صلوٰة دائمون

نی به پنج آرام گیرد آن خمار | که دران سرهاست آن پانصد هزار

هست زُر غِبّاً وظیفهٔ عاشقان | سخت مستسقیست جانِ عارفان

پنجهٔ زو برآورده برات | اِستَعینوا منه صبراً او صلوٰت

آنکه مُعرِض راز زر قارون کند | رو بده و آری بطاعت چون کند

مر هوا را تو وزیر خود مساز | که برآید جان پاکت از نماز

پنج حس ظاهر و پنج درون | در صفند اندر قیام الصّافّون

هر کسی کو از صف دین سرکشست | میرود سوی صفی کان ناخوشست

هین بیا آخر درآ در صف رزم | که ترا در آسمان بودست بزم

بر امید راه بالا کن قیام | همچو شمعی پیش محراب ای غلام

گرچه نعمت دادنش بی علتست | طاعت او کار صاحب دولتست

چون چنین رفتست سنت کار کن | کار کن جان پدر بسیار کن

گفت پیغمبر رکوعست و سجود | بر در حق کوفتن حلقهٔ وجود

حلقهٔ آن در هر آنکو میزند | بهر او دولت سری بیرون کند

گفت اسجد واقترب یزدان ما | قرب جان شد سجدهٔ ابدان ما

قوله گرچه نعمت یعنی هرچند که جناب معبود حقیقی محتاج عبادت مخلوق نیست [illegible] لیکن بنده را [illegible] خالق برحق برخود واجب و لازم گرداند که علامت حصول [illegible] وسعادت سرمدیست ۱۲

چون سجودی یار کوعی مرد کشت	شد دران عالم سجود او بهشت
چون پریده از دهانش حمد حق	مرغ جنت سازدش رب الفلق
تا لک الملک است هر کش سر نهد	بی جهان خاک صد ملکش دهد
لیک ذوق سجده پیش خدا	خوشتر آمد از دو صد دولت مرا
بادشاهان جهان از بدرگی	بو نبردند از شراب بندگی
ورنه ادهم وار سرگردان و دنگ	ملک را برهم زدندی بی درنگ
خود که یابد این چنین بازار را	که بیک گل میخری گلزار را
دانه را صد درختستان عوض	حبه را آیدت صد کان عوض
کان لله دادن آن حبه است	تا که کان الله له آید بدست
الله الله زود بفروش و بخر	قطرهٔ ده بحر پر گوهر بخر
ده زکات روی خوب ای خوبرو	شرح جان شرحه شرحه باز گو

باب دهم در زکات

ای زکاتت کیسه‌ات را پاسبان	وی صلاتت هم زکاتت را شبان
ابر بر ناید پی منع زکات	وز زنا افتد وبا اندر جهات
آن درم دادن سخی را لایق است	دادن جان خود سخای عاشق است
نان دهی بهر خدا نانت دهند	جان دهی از بهر حق جانت دهند
پس گدایان آئینه جود حقند	وان که با حق اند جود مطلقند

صد نشان باشد درون ایثار را — صد علامت هست نیکوکار را

۹۱ ای لبا اساک کز انفاق به — مال حق را جز بامر حق مده

تا عوض یابی تو گنج بیکران — تا نباشی از عداد کافران

۹۲ امر حق را باز جو از واصلی — امر حق را در نیابد هر دلی

چون ز دستت رفت ایثار زکات — گشت این دست آن طرف نخل نبات

۹۳ قرض ده زین دولت اندر اقرضوا — تا که صد دولت ببینی پیش رو

دولت رفته کجا قوت دهد — دولت آینده خاصیت دهد

۹۴ ما نقص مال من الصدقات قط — انما الخیرات نعم المرتبط

۹۵ تا بگفته مصطفی شاه نجاح — السماح یا اولی النعما رباح

جوشش و افزونی زر در زکات — ۹۶ عصمت از فحشا و منکر در صلات

مال در ایثار اگر گردد تلف — در درون صد رنگ می آید خلف

گر ز شیر دیو تن را وابری — در فطام او بسی نعمت خوری

باش در روزه شکیبا و مصر — دمبدم قوت خدا را منتظر

باب یازدهم در صوم

لب فرو بند از طعام و از شراب — سوی خوان آسمانی کن شتاب

۹۷ این دهان بستی دهانی باز شد — کو خورنده لقمهای راز شد

در جهان گر لقمه و گر شربت است — لذت او فرع محو لذتست

این ابیات از دفتر چهارست ۱۲

نقصان نپذیرد مال از صدقه دادن جز اینست که خیرات موجب نیک است ۱۲

برآمدن حاجت و تمام

زین خورشها اندک اندک باز بُر
کین غذای خر بود نی زان حُرّ

تا غذای اصل را قابل شوی
لقمه‌های نور را آکل شوی

آن طعام الله قوتِ خوش‌گوار
بر چنان دریا چو کشتی شو سوار

چشم گریان بایدت چون طفل خُرد
کم خور آن نان را که نان آبِ تو بُرد

تن چو با برگست روز و شب ازان
شاخِ جان در برگ ریزست و خزان

برگِ تن بی برگی جانست زود
این بباید کاستن آن را فزود

اَقرِضُوا الله قرض ده زین برگِ تن
تا بروید در عوض در دل سمن

قرض ده کم کن ازین لقمه تنت
تا نماید وجهِ لا عینٌ رأت

تن ز سرگین خویش چون خالی کنی
پر ز مشک و دُرِّ اجلالی کنی

یا مریضَ البطنِ عِجْ هکذا
انّما المنهاجُ تبدیلُ الغذا

یا مریضَ القلبِ عِجْ للعلاج
جملةُ التدبیرِ تبدیلُ المزاج

ایّها المحبوسُ فی رهنِ الطعام
سوف تنجو ان تحمّلتَ الفِطام

انّ فی الجوعِ طعاماً وافره
افتقدها وارتجِ کن نافره

اِغتذِ بالنورِ کن مثلَ البصر
وافقِ الاملاکَ یا خیرَ البشر

چون ملک تسبیحِ حق را کن غذا
تا رهی همچون ملایک از اذی

اندکی زین شرب کم کن بهر خویش
تا که حوضِ کوثری یابی به پیش

وا رهی زین روزیِ ریزه کثیف
در فتی در لوت و در قوتِ شریف

ای پدر الانتظار الانتظار / از برای خوان بالا مرد وار

هر گرسنه عاقبت قوتی بیافت / آفتاب دولتی بر وی بتافت

ضیف با همت چو آشی کم خورد / صاحب خان آش بهتر آورد

۵۲ بهر بر آ ور همچو کوهی ای سند / تا نخستین نور حق بر تو زند

کان سر کوه بلند مستقر / هست خورشید سحر را منتظر

نفس تو تا مست نقلست و نبید / وانکه روحت خوشهٔ غیبی ندید

خوی معده زین که و جو باز کن / خوردن ریحان و گل آغاز کن

معده را خو کن بدان ریحان و گل / تا بیابی حکمت و قوت رسل

۵۳ معدهٔ تن سوی کهدان می کشد / معدهٔ دل سوی ریحان می کشد

هر که کاه و جو خورد قربان شود / هر که نور حق خورد قرآن شود

مائدهٔ عقلست نی نان و شوا / نور عقلست ای پسر جان را غذا

گر خوری یکبار از ان ماکول نور / خاک ریزی بر سر نان تنور

نیم تو مشکست و نیمی پشک این / هین میفزا پشک افزا مشک چین

معده را بگذار و سوی دل خرام / تا که بی پرده ز حق آید سلام

۵۴ کین جهاد و صوم سختست و خشن / لیک این بهتر ز بعد ای ممتحن

رنج کی ماند دمی که ذو المنن / گویدت چونی تو ای رنجور من

۵۵ این دهان بر بند تا بینی عیان / چشم بند آن جهان حلق و دهان

۵۴ قوله کین جهاد یعنی جهاد و روزه اگرچه در ظاهر بسیار دشوارست لیکن بعد از تحمل موجب صد گونه راحت باشد ۱۲

۵۵ قوله این دهان بر بند یعنی از نعم حاجب نعمتهای اخروی همین دهان و حلقست

ای دهان تو خود دهانهٔ دوزخی / وی جهان تو بر مثال برزخی
کار دوزخ میکنی در خوردنی / بهر او خود را تو فربه می‌کنی
کار خود کن روزی حکمت بخور / تا شود فربه دل با کر و فر
خوردن تن مانع این خوردنست / جان چو بازرگان و تن چون رهزنست
شمع تاجر آنگهست افروخته / که بود رهزن ز وار او سوخته
هر زمان می‌ویژد این دلق تنت / پاره بر وی میزنی زین خوردنت
پاره دوزی می‌کنی اندر دکان / زیر این دکان تو مدفون دو کان
پاره برکن ازین قعر دکان / تا برآرد سر به پیش تو دو کان
پاره دوزی چیست خوردن آب و نان / میزنی این پاره بر دلق گران
ای ز نسل پادشاه کامگار / با خود آ زین پاره دوزی ننگ دار
وانکه هر شهوت چو خمرست و چو بنگ / پرده هوشست و عاقل زوست دنگ
خمر تنها نیست سرمستی هوش / هر چه شهوانیست بندد چشم و گوش
نفس فرعونیست هین سیرش مکن / تا نیارد یاد زان کفر کهن
گر بگرید ور بنالد زار زار / او نخواهد شد مسلمان هوشدار
چون گلو تنگ آورد بر ما جهان / خاک خوردی کاشکی حلق و دهان
اشکم تی لاف لطیفی نزد / کاتشش را نیست از هیزم مدد
اشکم خالی بود زندان دیو / کش غم نان مانعست از مکر و ریو

۵۳ وقت خمر تنها نیست یعنی نه فقط شراب ظاهری باعث مدهوشی انسان نیست بلکه خواهش نفسانی و هوای شیطانی هم حکم شراب دارد که باعث غفلت انسان می‌شود ۱۲

51 اشکم پر پوست دان بازار دیو — تاجران دیو را در وی غریو

جوع خود سلطان داروهاست هین — جوع در جان نه چنین خوارش مبین

گر نباشد جوع صد رنج دگر — از پی هیضه بر آرد از تو سر

52 رنج جوع اولی بود خود زان علل — هم بلطف و هم بخفت هم عمل

رنج جوع از رنجها پاکیزه تر — خاصه در جوعست صد نفع و هنر

جمله ناخوش از مجاعت خوش شود — جمله خوشیهای مجاعت رد بود

آن یکی میخورد نان مخفره — گفت سائل چون بدین رغبت شره

گفت جوع از صبر چون دوتا شود — نان جو در پیش او حلوا شود

پس توانم که همه حلوا خورم — چون کنم صبر صبوران لاجرم

53 لذت از جوعست نی از نقل نو — با مجاعت از شکر به نان جو

54 هرکه را در مجاعت نقد شد — نو شدن با جزو و جزوش عقد شد

خود نباشد جوع هر کس را زبون — کین علف زاریست ز اندازه برون

جوع مر خاصان حق را داده اند — تا شوند از جوع شیر زورمند

جوع هر جلف گدا را کی دهند — چون علف کم نیست پیش او نهند

که بخور که هم بدین ارزانیی — تو نه ای مرغاب مرغ نانیی

از برای غصه نان سوختی — دیده صبر و توکل دوختی

55 جوع رزق جان خاصان خداست — کی زبون همچو تو گیج گداست

[illegible]

سبب گرسنگی هر غذا که باشد خوش ذائقه نماید حتی که نان جو از شکر لذیذ یافته شود ۱۲

قوله هر کرا یعنی هر که گرسنگی را رعایت کند همیشه صحیح المزاج و تندرست باشد ۱۲

بکسر کاف فارسی و یای مجهول پریشان و پراگنده ۱۲

باش فارغ تو از انها نیستی / که درین مطبخ تو بی نان الستی
تو نه زان نازنینان عزیز / کی ترا دارند بی جوز و مویز
کاسه بر کاسست و نان برنان ام / از برای این شکم خواران عام
زاد الله ازدرون ان بی برون / ابلهی زان مجتبین قصر و حصون
قصر چیزی نیست ویران کن بنا / گنج در ویرانه است ای میر من
قوت جبریل از مطبخ نبود / بود از دیدار خلاق ودود
همچنین این قوت ابدال حق / هم ز حق دان نه از طعام و نه از طبق
کعبه جبریل و جانها سدره / قبلهٔ عبد البطون شد سفره

باب دوازدهم در حج

حج زیارت کردن خانه بود / حج رب البیت مردانه بود
کعبهٔ مردان نه از آب و گلست / طالب دل شو که بیت الله دلست
قبلهٔ عارف بود نور وصال / قبلهٔ عقل مفلسف شد خیال
قبلهٔ زاهد بود یزدان بر / قبلهٔ مطمع بود همیان زر
قبلهٔ معنی وران صبر و درنگ / قبلهٔ صورت پرستان نقش و سنگ
قبلهٔ باطن نشینان ذو المنن / قبلهٔ ظاهر پرستان روی زن
ابلهان تعظیم مسجد میکنند / در جفای اهل دل جد میکنند
آن مجازست این حقیقت ای خران / نیست مسجد جز درون سروران

مسجدی کان اندرون اولیاست | سجده گاه جمله است آنجا خداست
۵۱ کعبه هر چندی که خانه بر اوست | خلقت من نیز خانه سر اوست
۵۲ تا بکرد آن خانه را در وی نرفت | وندرین خانه بجز آن حی نرفت
۵۳ چون مرا دیدی خدا را دیده | گرد کعبه صدق بر گردیده
خدمت من طاعت و حمد خداست | تا نه پنداری که حق از من جداست
تا دل مرد خدا نامد بدرد | هیچ قومی را خدا رسوا نکرد
۵۴ کعبه نادیده مکن زور و متاب | از قیاس الله اعلم بالصواب
۵۵ قطره دل را یکی گوهر فتاد | کان بدریاها و گردونها نداد
قطره علم است اندر جان من | وارهانش از هوا وز خاک تن

باب سیزدهم در علم

خاتم ملک سلیمانست علم | جمله عالم صورت و جانست علم
۵۵ آدم خاکی ز حق آموخت علم | تا بهفتم آسمان افروخت علم
نام و ناموس ملک را در شکست | کوری آنکس که در حق در شکست
بو البشر چون علم الاسما گشت | صد هزاران علمش اندر هر رگست
اسم هر چیزی چنان کان چیز هست | تا بپایان جان او را داد دست
اسم هر چیزی تو از دانا شنو | سر رمز علم الاسما شنو
هر لقب کو داد آن مبدل نشد | آنکه چستش خواند او کاهل نشد

۵۰ قوله کعبه یعنی چنانکه کعبه خانه خداست همچنان ذات من خانه اسرار انسانست چنانکه در حدیث قدسی آمده است الانسان سری و انا سره ۱۲

[illegible]

۵۵ قوله آدم خاکی اشاره است بکریمه علم آدم الاسماء الآیه که موجب شرف حضرت آدم علیه السلام گردید ۱۲

هین بکش تو بر هوا این بارِ علم … تا شوی راکب تو بر رهوارِ علم

علم چون بر دل زند یاری شود … علم چون بر تن زند باری شود

گفت ایزد یحمل اسفاره … بار باشد علم کان نبود ز هو

علم کان نبود ز حق بی واسطه … آن نپاید همچو رنگِ ماشطه

لیک چون این بار را نیکو کشی … بار برگیرند و بخشندت خوشی

خواب بیداریست چون با دانشست … وای بیداری که با نادان نشست

هین بکش بهرِ هوا این بارِ علم … تا ببینی در درون انبارِ علم

در دولت بینی علوم انبیا … بی کتاب و بی معید و اوستا

طالبِ علمیست علم و معرفت … طالعِ خر نیست ای تو خر صفت

علم چون آموخت سگ رست از ضلال … میکند در بیشها صیدِ حلال

سگ چو عالم گشت شد چالاک و زحف … سگ چو عارف گشت شد ز اصحابِ کهف

علم دریائیست بی حدّ و کنار … طالبِ علمست غوّاصِ بحار

گر هزاران سال باشد عمرِ او … او نگردد سیر خود از جستجو

ای بسا عالم ز دانش بی نصیب … حافظِ علمست آنکس نی حبیب

صد هزاران فضل دارد از علوم … جانِ خود را می نداند این ظلوم

داند او خاصیت هر جوهری … در بیانِ جوهرِ خود چون خری

قیمتِ هر کاله میدانی که چیست … قیمتِ خود را ندانی احمقیست

۱ قوله هین بکش یعنی آدمی را باید که علم را در خواهشهای نفسانی ضایع نسازد بلکه آنچه حاصل علم است ازان بهره مند گردیده باشد ۱۲

۲ قوله گفت ایزد یعنی کسانیکه علم دارند و مطابق آن عمل نمی نمایند مثال آنها مثل خر باشد که بر وی کتب علوم بار کرده باشند چنانکه ایزد تعالی [illegible] ۱۲

۳ قوله خواب [illegible] عالم بیداریست [illegible] بیداری جاهل [illegible] غافل باشد ۱۲

۴۲

تو همی دانی یجوز و لا یجوز | خود ندانی تو که حوری یا عجوز

این روا آن ناروا دانی ولیک | تو روا یا ناروایی بین تو نیک

گرچه دانی وقتِ علم ای امین | زانت نگشاید دو دیده عیب‌بین

چون مبارک نیست بر تو این علوم | خویشتن گولی کن و بگذر ز شوم

چونکه یک لحظه بخوردی بر ز فن | ترکِ فن کن میطلب ربّ المنن

روزِ حکمت خور علف کان را خدا | بی غرض دادست از محضِ عطا

فهم نان کردی نه حکمت ای رهی | زانچه حق گفتت کلوا من رزقه

دانشی باید که اصلش زان سرست | زانکه هر فرعی باصلش رهبرست

حکمتِ دنیا فزاید ظن و شک | حکمتِ دینی برد فوقِ فلک

دل ز دانشها بشستند این فریق | زانکه این دانش ندانند این طریق

چون تجلی کرد اوصافِ قدیم | پس بسوزد وصفِ حادث را گلیم

چون شدی بر بامهای آسمان | سست باشد جستجوی نردبان

ور کنی خدمت بخوانی یک کتب | علمهای نادره یابی ز جیب

جانِ جمله علمها اینست این | که بدانی من کیم در یوم دین

چیست توحید خدا آموختن | خویشتن را پیشِ واحد سوختن

باب چهاردهم در توحید

روح را توحید الله خوشترست | غیر حاضر دست و پای دیگرست

۵۳ ... علیه السلام جلوه کرد اوصاف حادثهٔ ایشان را سوخته نیست و نابود گردانید و صفت دیگر پیدا شد ۱۲

۵۴ قوله ور کنی یعنی کم خوانند و بسیار خدمت اهل عرفان کرد موجب حصول علوم عجیبه و سعادت سرمدی باشد ۱۲

۵۵ قوله روح را یعنی برای روح طلب توحید بار بهتر و خوشتر است و برای تلاش توحید سوای دست و پای دیگر باشد ۱۲

گر تو پیوندی بدان شه شه شوی ‌ ‌ ‌ ذره گر بودی ولیکن مه شوی

برتر اند از عرش و کرسی و خلا ‌ ‌ ‌ ٥١ ساکنان مقعد صدق خدا

معدن گر نیست اندر لامکان ‌ ‌ ‌ هفت دوزخ از شرارش یک دخان

نور خواهی مستعد نور شو ‌ ‌ ‌ دور خواهی خویش بین و دور شو

دامن او گیر ای یار دلیر ‌ ‌ ‌ کو منزه باشد از بالا و زیر

٥٢ با تو باشد در مکان و لامکان ‌ ‌ ‌ چون بمانی از سر آزادگان

لامکانی کاندرو نور خداست ‌ ‌ ‌ ماضی و مستقبل و حال از کجاست

٥٣ چون ز ساعت ساعتی بیرون شوی ‌ ‌ ‌ چون نماندی محرم بیچون شوی

گر همی خواهی که بفروزی چو روز ‌ ‌ ‌ هستی همچون شب خود را بسوز

دو مگو و دو مدان و دو مخوان ‌ ‌ ‌ بنده را در خواجه خود محو دان

٥٤ آفتاب معرفت را نقل نیست ‌ ‌ ‌ مشرق او غیر جان و عقل نیست

در درون یکذره نور عارفی ‌ ‌ ‌ به بود از صد معرف ای صفی

سیر عارف هر دمی تا تخت شاه ‌ ‌ ‌ سیر زاهد هر مهی یک روزه راه

عارفان که جام حق نوشیده اند ‌ ‌ ‌ رازها دانسته و پوشیده اند

بر لبش قفلست و در دل رازها ‌ ‌ ‌ لب خموش و دل پر از آوازها

هر که را اسرار کار آموختند ‌ ‌ ‌ مهر کردند و دهانش دوختند

عارفا تو از معرف فارغی ‌ ‌ ‌ خود همی بینی که نور بازغی

---

٥١ قوله ساکنان مراد از عارفان و متقیان ۱۲

٥٢ یعنی چون از قیود و لوازم هستی بگذشتی و قید معیت حق گشتی در ینجا جزا مقدم ست بر شرط ۱۲

٥٣ قوله چون ز ساعت یعنی هر گاه که انسان خودی و هستی خویش را فانی ساخت

٥٤ آفتاب معرفت را تنقل [illegible]

۱۲۸

عارفان ز آغاز گشته هوشمند / از غم و احوال آخر فارغند

گفت شاه ما همه صدق و صفاست / آنچه با ما میرسد آنهم زماست

باب پانزدهم در صدق

صدق جان دادن بود هین سابقوا / از نبی برخوان رجال صدقوا

در حدیث راست آرام دلست / راستیها دانهٔ دام دلست

دل نیارامد ز گفتار دروغ / زآب و روغن هیچ نفروزد فروغ

آن دروغست این تن فانی بود / راست آن جان ربانی بود

جوهر صدقت خفی شد در دروغ / همچنانکه روغن اندر ستن دوغ

سالها این دوغ تن پیدا و فاش / روغن جان اندرو فانی و لاش

کودکی گرید پی جوز و مویز / پیش عاقل باشد آن بس سهل چیز

پیش دل جوز و مویز آمد جسد / طفل کی در دانش مردان رسد

هر که محجوب است او خود کودکست / مرد آن باشد که بیرون از شکست

گر بریش و خایه مردستی کسی / هر بزی را ریش و مو باشد بسی

هین روش بگزین و ترک ریش کن / ترک این ما و منی تشویش کن

تا شوی چون بوی گل با عاشقان / پیشوا و رهنمای گلستان

پس قیامت روز عرض اکبرست / عرض او خواهد که با زیب و فرست

هر که چون هندوی بدسوداست / روز عرضش نوبت رسواست

---

۱ قوله [illegible] بالتصریح مراد از قرآن مجید [illegible] ۱۲

۲ قوله در حدیث [illegible] ۱۲

۳ [illegible] ۱۲

۴۵ کسی است که نور معرفت بر دلش پرتو انداز نشده باشد پس آنکس مثل کودک باشد که از جمیع آلایشات صوری و معنوی بی خبرست ۱۲

۵۴ قوله هر که چون یعنی کسی که وعمل و بدا طوارست بروز قیامت ذلیل و رسوا خواهد شد ۱۲

صدق میخواهد گواه حال او	تا بتابد نور او بی گفتگو
برق و فر روی خوب صادقین	تن فنا شد وان بجا تا یوم دین
رنگ شک و رنگ کفران و نفاق	تا ابد باقی بود بر جان عاق
رنگ صدق و رنگ تقوی و یقین	تا ابد باقی بود بر عابدین
چونکه هنگام فراق جان شود	دیو و دلال در ایمان شود
پس فروشد ابله ایمان را شتاب	اندران تنگی بیک ابریق آب
آن خیالی باشد و ابریق نے	قصد آن دلال جز تخریق نے
این زمان که تو صحیح و فربهی	صدق را بهر خیالی میدهی
میفروشی هر زمانی در دکان	همچو طفلی می ستانی گردگان
پس درآن رنجوری روز اجل	نیست نادر گر بود اینت عمل
ای فسرده عاشق مسکین نمد	کو ز بیم جان ز جانان میرمد

باب شانزدهم در عشق

شاد باش ای عشق خوش سودای ما	ای طبیب جمله علتهای ما
ای دوای نخوت و ناموس ما	ای تو افلاطون و جالینوس ما
سینه خواهم شرحه شرحه از فراق	تا بگویم شرح درد اشتیاق
جان عاشق تصویر و هم خویشتن	کی بود چون عاشقان ذوالمنن
جسم خاک از عشق بر افلاک شد	کوه در رقص آمد و چالاک شد

عشق جان طور آمد عاشقا | طور مست و خرّ موسیٰ صاعقا

جمله معشوقست و عاشق پرده‌ای | زنده معشوقست و عاشق مرده‌ای

چون نباشد عشق را پروای او | او چو مرغی ماند بی پر وای او

عاشقِ عشق ست کاندر نی فتاد | جوشش عشقست کاندر می فتاد

آتش ست این بانگ نای و نیست باد | هر که این آتش ندارد نیست باد

عاشقی پیداست از زاری دل | نیست بیماری چو بیماری دل

علت عاشق ز علتها جداست | عشقِ اصطرلاب اسرار خداست

عاشقی گر زین سر و گر زان سرست | عاقبت ما را بدان سر رهبرست

هر چه گویم عشق را شرح و بیان | چون بعشق آیم خجل باشم از آن

گرچه تفسیر زبان روشنگرست | لیک عشقِ بی‌زبان روشن‌ترست

چون قلم اندر نوشتن می‌شتافت | چون بعشق آمد قلم بر خود شکافت

عقل در شرحش چو خر در گل بخفت | شرح عشق و عاشقی هم عشق گفت

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب | گر دلیلت باید از وی رخ متاب

عشقهایی کز پی رنگی بود | عشق نبود عاقبت ننگی بود

زانکه آن مسِ زراندود آمدست | ظاهرش نور اندرون دود آمدست

چون شود نور و شود پیدا دخان | بفسرد عشق مجازی آن زمان

عشق بر مرده نباشد پایدار | عشق را بر حیّ و بر قیوم دار

زانکه عشق مردگان پاینده نیست — زانکه مرده سوی ما آینده نیست

هرچه جز عشق خدای احسن است — گر شکر خوردن بود جان کندن است

عشق زنده در روان و در بصر — هر دمی باشد ز غنچه تازه‌تر

عشق آن زنده گزین کو باقیست — کز شراب جان‌فزایت ساقیست

عشق آن بگزین که جمله انبیا — یافتند از عشق او کار و کیا

عاشق صنع خدا با فر بود — عاشق مصنوع او کافر بود

هر که عاشق دیدیش معشوق دان — کو بنسبت هست هم این و هم آن

تشنگان گر آب جویند از جهان — آب هم جوید بعالم تشنگان

بیدلان را دلبران جسته بجان — جمله معشوقان شکار عاشقان

چونکه عاشق اوست تو خاموش باش — او چو گوشت میکشد تو گوش باش

عاشق از خود چون غذا یابد رحیق — عقل آنجا گم شود گم ای رفیق

عاشقی زین هر دو حالت برترست — بی بهار و بی خزان سبز و ترست

باغ سبز عشق کو بی منتهاست — جز غم و شادی درو بس میوه‌هاست

عقل جزوی عشق را منکر بود — گرچه بنماید که صاحب سر بود

زیرک و داناست اما نیست نیست — تا فرشته لا نشد آهرمنیست

آتشی از عشق در جان برفروز — سر بسر فکر و عبارت را بسوز

من غلام آن مس همت پرست — کو بغیر کیمیا نارد شکست

مراد از طالب با همت ۱۲

ناف ما بر مهر او ببریده اند   عشق او در جان ما کاریده اند
ما همه مستان این می بوده ایم   عاشقان درگه وی بوده ایم
عاشقان را هر نفس سوزیدنیست   بر ده ویران خراج و عشر نیست
سخت تر شد بند من از پند تو   عشق را نشناخت دانشمند تو
آن طرف که عشق می افزود درد   بو حنیفه شافعی درسی نکرد
اندرین بحث ار خرد ره بین بدی   فخر رازی راز دار دین بدی
لیک چون من لم یذق لم یدر بود   عقل و تخییلات او حیرت فزود
آنکه او از صید را عشقست و بس   لیک او کی گنجد اندر دام کس
تو مگر آیی و صید او شوی   دام بگذاری بدام او روی
عشق میگوید بگوشم پست پست   صید بودن بهتر از صیادیست
گول من کن خویش را و غره شو   آفتابی را رها کن ذره شو
بر درم ساکن شو و بیخانه باش   دعوی شمعی مکن پروانه باش
تا ببینی چاشنی زندگی   سلطنت یابی نهان در بندگی
صدق عاشق بر جمادی می تند   چه عجب که بر دل دانا زند
غیر ازین معقولها معقولها   یابی اندر عشق با فر و بها
چون ببازی عقل در عشق صمد   عشر امثالت دهد تا هفتصد
آن زنان چون عقلها درباختند   بر رواق عشق یوسف تاختند

عقل شان یکدم ستد سیاقی عمر | سیر گشتند از خرد باقی عمر

اصل صد یوسف جمال ذوالجلال | ای کم از زن شو فدای آن جمال

ای عدو شرم و اندیشه بیا | که دریدم پرده شرم و حیا

عاشقم من بر فن دیوانگی | سیرم از فرهنگی و فرزانگی

عاشق مستی و بگشاده زبان | الله الله اشتری بر ناودان

وقت آن آمد که من عریان شوم | جسم بگذارم سراسر جان شوم

بوی جانان سوی جانم میرسد | بوی یار مهربانم میرسد

باز آمد آب جان در جوی ما | باز آمد شاه ما در کوی ما

ملک دنیا تن پرستان را حلال | ما غلام ملک عشق بی زوال

عقل هر عطار کاگه شد ازو | طبلها را ریخت اندر آب جو

اژدهای ناپدید و دلربا | عقل همچون کوه را او کهربا

عشق قهارست و من مقهور عشق | چون شکر شیرین شدم از شور عشق

برگ کاهم پیش تو ای تند باد | من چه دانم که کجا خواهم فتاد

در نگنجد عشق در گفت و شنید | عشق دریاییست قعرش ناپدید

۵۳ عشق و ناموس ای برادر راست نیست | بر در ناموس ای عاشق مایست

نعره مستانه خوش می آیدم | تا ابد ای جان چنین می بایدم

هرچه غیر شورش و دیوانگیست | اندرین ره دوری و بیگانگیست

مراد از عشق ۱۲

یعنی ای نفس طالب کم از زن [illegible] شو فدای آن جمال ۱۲

مراد از طالب ۱۲ — مراد از عشق ۱۲ — یای خطاب — صفت ۱۲ [illegible]

۵۱ چون اشتر بر ناودان [illegible] ۱۲

۵۲ قوله وقت آن [illegible] تا حال حرف توحید در پرده [illegible] بلباس عبارت [illegible] گفتم حالا وقت آن رسید که [illegible] ابهام و اجمال را از [illegible] شرح و بیان [illegible] توحید [illegible] ۱۲

۵۳ قوله عشق و ناموس [illegible]

۵۰ [illegible]

زانکه نزدِ عقل هر دانندهٔ است | آنکه با شوریده شوراننده است

بنگر این کشتیِ خلقان غرقِ عشق | اژدهائی گشت سوی حلقِ عشق

عاشقان در سیلِ تند افتاده اند | بر قضای عشق دل بنهاده اند

از قدح گر در عطش آبی خورند | در درونِ آب حق را ناظر اند

آنکه عاشق نیست او در آب در | صورتِ خود بیند ای صاحب نظر

صورتِ عاشق چو فانی شد درو | پس در آب اکنون کرا بیند بگو

کی رسند این خائفان در گردِ عشق | کاسمان را فرش سازد دردِ عشق

دیو اگر عاشق شود هم گوی برد | جبرئیلی گشت وان دیوی بمرد

مایه در بازارِ دنیا این زر است | مایه آنجا عشق و دو چشمِ تر است

خواب را بگذار ای چشمِ پدر | یکشبی بر کوی بیخوابان گذر

عشق را پانصد پر است و هر پری | از فرازِ عرش تا تحت الثری

زاهدان با ترس میتازد بپا | عاشقان پرّان تر از برق و هوا

شرحِ عشق ار من بگویم بر دوام | صد قیامت بگذرد وان ناتمام

زانکه تاریخِ قیامت را حد است | حد کجا آنجا که وصفِ ایزد است

عشق ز اوصافِ خدای بی نیاز | عاشقی بر غیرِ او باشد مجاز

توبه کردم و عشق همچون اژدها | توبه وصفِ خلق وآن وصفِ خدا

عاشقی و توبه یا امکانِ صبر | این محالی باشد ای جانِ بس سطبر

بنده آزادی طمع دارد زجد
عاشق آزادی نخواهد تا ابد

بنده دائم خلعت و ادرار جوست
خلعت عاشق همه دیدار اوست

دور گردونها ز موج عشق دان
گر نبودی عشق بفسردی جهان

همچو سنگ آسیا اندر مدار
روز و شب گردان و نالان بیقرار

عشق بشکافد فلک را صد شکاف
عشق لرزاند زمین را از گزاف

عشق جوشد بحر را مانند دیگ
عشق ساید کوه را مانند ریگ

با محمد بود عشق پاک جفت
بهر عشق او را خدا لولاک گفت

منتهی عشق چون او بود فرد
پس مر او را ز انبیا تخصیص کرد

گر نبودی بهر عشق پاک را
کی وجودی دادمی افلاک را

من بدان افراشتم چرخ سنی
تا بلندی عشق را فهمی کنی

خاک را من خوار کردم یکسری
تا ز ذل عاشقان بوئی بری

خاک را دادیم سبزی و نوی
تا ز تبدیل فقیر آگه شوی

با تو گویند این جبال راسیات
وصف حال عاشقان اندر ثبات

لحم عاشق را نیارد خورد دد
عشق معروفست پیش نیک و بد

تا تو باشی در حجاب بو البشر
سری در عاشقان کمتر نگر

زین گذر کن پند من بپذیر هین
عاشقان را تو بچشم عشق بین

فهم کن موقوف آن گفتن مباش
سینه‌های عاشقان را کم خراش

۵۱ قوله خاک را یعنی ... کیفیت خاک که گاهی خشک و گاهی سرسبز باشد دلیل است بر تغیر حالات اهل معرفت ۱۲

۵۲ قوله خاک را یعنی چنانکه خاک در ظاهر ذلیل و خوار است مگر در حقیقت چه قدر صفات در ذات خود دارد همچنین حال عاشق را بین

۵۲

۵۳ قوله تا تو باشی یعنی تا در حجاب بشریت باشند انسان در حجاب ... عاشقان ... ۱۲

خانه را من روفتم از نیک و بد | خانه ام پر هست از عشق احد

چونکه با حق متصل گردید جان | ذکر آن اینست و ذکر اینست آن

دین من از عشق زنده بودنست | زندگی زین جان و سر ننگ منست

۵۱ چون غبار تن بشد با هم بتافت | ماه جان من هوای صاف یافت

۵۲ عشق ارزد صد چو خرقه کالبد | که حیاتی دارد و حسن و خرد

۵۳ خاصه خرقه ملک دنیا ابتریست | پیچ وانگه مستیش در و سرست

غرق عشقم که غرقست اندرین | عشقهای اولین و آخرین

رستم از آب و زنان همچون ملک | بیغرض گردم برین در چون فلک

۵۴ بیغرض نبود بگردش در جهان | غیر جسم و غیر جان عاشقان

۵۵ هرچه گوید مرد عاشق بوی عشق | از دهانش میجهد در کوی عشق

سالها پرّم به پرّ و بالها | سالها چه بود هزاران سالها

۵۶ می دوم یعنی نمی ارزد بدان | عشق جانان کم مدان از عشق نان

عشق جانان کو غذای عاشقست | بند هستی نیست هر کو صادقست

عاشقان را کار نبود با وجود | عاشقان را هست بی سرمایه سود

۵۷ عشق را با پنج و با شش کار نیست | مقصد او جز که جذب یار نیست

عاشقان اندر عدم خیمه زدند | چون عدم یکرنگ و نفس واحدند

بال بی ورگرد عالم می پرند | دست نی و گوز میدان می برند

۵۵ یعنی ... از هر سخن او بوی عشق می آید گو آن سخن از حکایات عشق نباشد ۱۲

۵۶ یعنی این تلاش تن را بجا نمی برد زیرا که انسان در تلاش نان چقدر مشقت کشیده که بدست می آید پس کمال شدن عشق از طلب نان بگونه کم باید دانست ۱۲

۵۷ قوله عشق را مراد از پنج و شش فلان و جهات است و کاف در مصراع دوم زایده یعنی عاشق را ... نباشد ... وصل معشوق حقیقی ... ۱۲

عشق چون در سینه منزل گرفت ❊ جان هر آنکس از هستی دل گرفت

هر کجا شمع بلا افروختند ❊ صد هزاران جان عاشق سوختند

مرد را این درد در خون افگند ❊ سرنگون از پرده بیرون افگند

تو مکن[۱] تهدید از کشتن که من ❊ تشنه زارم بخون خویشتن

(این ابیات از دفتر چهارست ۱۲)

گر بریزد خون من آن دوست رو ❊ پای کوبان جان بر افشانم برو

گر بریزد خونم آن روح الامین ❊ جرعه جرعه خون خورم همچون جنین

چون[۲] جنین و چون زمین خونخوارهام ❊ تا که عاشق گشتهام این کارهام

گو بران بر جان ستم خشم خویش ❊ عید قربان اوست عاشق گاو میش (یعنی از وقتیکه ۱۲)

سوی[۳] تیغ عشقش ای ننگ زنان (ای زنان ۱۲) ❊ صد هزاران جان نگر دستک زنان

عشق چون دعوی جفا دیدن گواه ❊ چون گواهت نیست شد دعوی تباه

چون گواهت خواهد این قاضی مرنج ❊ بوسه ده بر مار تا یابی تو گنج

عشق[۴] از اول چرا خونی بود ❊ تا گریزد هر که بیرونی بود

تو بیک خواری گریزانی ز عشق ❊ تو بجز نامی چه میدانی ز عشق

(یعنی در اندک تکلیف ۱۲)

چون تو عاشق نیستی ای نر گدا ❊ همچو کوه بیخبر[۵] داری صدا

تا خیال دوست در اسرار ماست ❊ جانگزی و جانسپاری کار ماست

آزمودم[۶] مرگ من در زندگیست ❊ چون رهم زین زندگی پایندگیست

اُقْتُلُونی اُقْتُلُونی یا ثِقات ❊ اِنَّ فی قَتْلی حَیاتاً فی حَیات

---

۱ قوله تو مکن یعنی عاشق خود از جان و دل مشتاق قتل باشد چه نیست که کسی بر قتل او تهدید کند ۱۲

۲ قوله چون جنین و چون زمین خون خوردن جنین که بچه در شکم را گویند ظاهر است که غذای او در شکم مادر خون حیض باشد اما خون خوردن زمین باعتبار آنکه همه چیز را فرو می برد ۱۲

۳ قوله سوی تیغ خطاب به عاشق کاذب است که ای ننگ زنان [illegible] عاشقان صادق [illegible] ۱۲

۴ [illegible]

۵ [illegible]

۶ [illegible]

یا منیرَ الخدِّ یا روحَ البقا | اِجتذب روحی وجُد لی باللقا

لی حبیبٌ حُبُّه یشوی الحشا | لو یشا یمشی علی عینی مشا

پارسی گو گرچه تازی خوشترست | عشق را خود صد زبانِ دیگرست

بوی آن دلبر چو پران می‌شود | آن زبانها جمله حیران می‌شود

بس کنم چون دلبر آمد در خطاب | گوش کن والله اعلم بالصواب

چونکه عاشق توبه کرد اکنون بترس | کو چو عیاران کند بر دار درس

عاشقان را شد مدرس حسنِ دوست | دفتر و درس و سبقشان روی اوست

خامشند و نعرهٔ تکرارشان | می‌رود تا عرش و تختِ یارشان

درسشان آشوب و چرخ و زلزله | نی زیادات است و بابِ سلسله

سلسلهٔ این قوم جعدِ مشکبار | مسئله دورست لیکن دورِ یار

هر که اندر عشق یابد زندگی | کفر باشد پیشِ او جز بندگی

عاشقان را شادمانی و غم اوست | دست مزد و اجرتِ خدمت هم اوست

عشق آن شعله است کو چون بر فروخت | هر چه جز معشوق باقی جمله سوخت

تیغ لا در قتلِ غیرِ حق براند | در نگر زان پس که بعدِ لا چه ماند

ماند الا الله باقی جمله رفت | شاد باش ای عشقِ شرکت سوزِ زفت

عاشقی کز عشقِ یزدان خورد قوت | صد بدن پیشش نیرزد تره توت

عاشقِ آنم که هر آن آنِ اوست | عقل و جان در امرِ یک فرمانِ او

حاصل آنکه درس عشاق از وجد و حال است نه از قیل و قال ۱۲

قوله سلسله این یعنی سلسلهٔ عشاق [illegible] زلف معشوقان [illegible]

قوله تیغ لا مراد از کلمهٔ طیب لا اله الا الله است [illegible] ۱۲

از محبت تلخها شیرین شود / از محبت مسها زرین شود

از محبت دردها صافی شود / از محبت دردها شافی شود

از محبت مرده زنده می شود / از محبت شاه بنده می شود

دوست گیری چیزها را از اثر / پس چرا از آثار بخشی غیب

از خیال دوست گیری خلق را / چون نگیری شاه غرب و شرق را

هیچ عاشق خود نباشد وصل جو / که نه معشوقش بود جویای او

میل معشوقان نهانست و ستیر / میل عاشق با دو صد طبل و نفیر

لیک میل عاشقان تن زه کند / میل معشوقان خوش و فربه کند

چون درین دل برق مهر دوست جست / اندران دل دوستی میدان که هست

در دل تو مهر حق چون شد دوتو / هست حق را بیگمانی مهر تو

هیچ بانگ کف زدن ناید بدر / از یکی دست تو بی دستی دگر

تشنه می نالد که کو آب گوار / آب هم نالد که کو آن آبخوار

عشق معشوقان دو رخ افروخته / عشق عاشق جان او را سوخته

جذب آبست این عطش در جان ما / ما از آن او و او هم زان ما

حکمت حق در قضا و در قدر / کرد ما را عاشقان باهمدگر

لیک شمع عشق چون آن شمع نیست / روشن اندر روشن اندر روشنیست

او بعکس شمعهای آتشیست / مینماید آتش و جمله خوشیست

۵۷ تو از میل معشوقان یعنی معشوقان نیز بسوی عاشق میل و توجه دارند مگر بدین صورت که بر کسی ظاهر نشود

۵۶ میل عاشقان بجلالت

۵۸ تو جذب آبست ... ما در حالت تشنگی حاجت بآب ... همچنان آب نیز براست

پس شدند اشکسته اش آن صادقان	لیک کو آن خود شکستِ عاشقان
عاقلان اشکسته اند از اضطرار	عاشقان اشکسته با صد اختیار
عاقلانش بندگانِ بندی اند	عاشقانش شکّری و قندی اند
ائتیا کرهاً مهارِ عاقلان	ائتیا طوعاً مهارِ عاشقان
با دو عالم عشق را بیگانگی	اندرو هفتاد و دو دیوانگی
سخت پنهانست و پیدا حیرتش	جانِ سلطانانِ جان در حسرتش
غیر هفتاد و دو ملت کیشِ او	تختِ شاهان تخته بندی پیشِ او
مطربِ عشق این زند وقتِ سماع	بندگی بند و خداوندی صداع
نعل یعنی واژگونه در جهان	تخته بندان را لقب گشته شهان
پس چه باشد عشق دریای عدم	در شکسته عقل را آنجا قدم
عقل کی ماند چو باشد مرده او	کُلُّ شَیءٍ هالِکٌ اِلّا وَجهَهُ
بندگی و سلطنت معلوم شد	زین دو پرده عاشقی مکتوم شد
عشق را صد ناز و استکبار هست	عشق با صد ناز می آید بدست
عشق چون وافیست وافی می خرد	در حریفِ بیوفا می ننگرد
آن جماعت را که وافی بوده اند	بر همه اصنافشان افزوده اند
عاشقانی کز درونِ خانه اند	شمعِ رویِ یار را پروانه اند
ملتِ عشق از همه دینها جداست	عاشقان را مذهب و ملت خداست

قوله تخته بند در اصطلاح اهل ظلم آنکه او را میان دو تخته بند نموده بر سرش کشند تا نتواند جنبید و دو پاره اش کنند ۱۲

قوله عقل کی یعنی تا هرگاه انسان در دریای عشق غرق شد عقل کجا ماند زیرا که از مرده عقل و حواس سلب شوند ۱۲

قوله عشق در وفا خود کامل است پس کامل را میجوید و در شخص بوالهوس بی وفا نمی نگرد ۱۲

شرح این هجران و این خون جگر / این زمان بگذار تا وقت دگر

چونکه گل رفت و گلستان درگذشت / نشنوی زان پس ز بلبل سرگذشت

هرکه او از همزبانی شد جدا / بی‌نوا شد گرچه دارد صد نوا

با لب دمساز خود گر جفتمی / همچو نی من گفتنیها گفتمی

تا که در هر گوش ناید این سخن / یک همی گویم ز صد سرّ لدن

ور بگویم عقلها را برکند / ور نویسم بس قلمها بشکند

گر گشاید دل سر انبان راز / جان بسوی عرش سازد ترکتاز

بعد ازین گر شرح گویم ابلهیست / زانکه شرح این ورای آگهیست

در نیابد حال پخته هیچ خام / پس سخن کوتاه باید والسلام

باب هفتدهم در اخلاص

کار پنهان کن تو از چشمان خود / تا بود کارت سلیم از چشم بد

چونکه اسرارت نهان در دل شود / هر مرادت زودتر حاصل شود

گفت پیغمبر که هر کو سر نهفت / زود گردد با مراد خویش جفت

دانه‌ها چون در زمین پنهان شود / سرّ شان سرسبزی بستان شود

شرط من جا بالحسن نی گردنست / این حسن را سوی حضرت بردنست

در حدیث آمد که تسبیح از ریا / همچو سبزه گولخن دان ای کیا

کار او دارد که حق را شد مرید / بهر کار او ز هر کاری برید

۵۱ پس ریای شیخ به ز اخلاص ما کز بصیرت باشد آن وین از عما

۵۲ بی‌ادب حاضر ز غایب خوشترست حلقه گرچه کج بود هم بر درست

عیب کم کن بندهٔ الله را متهم کم کن به دزدی شاه را

در رخ مه عیب بینی می‌کنی در بهشتی خار چینی می‌کنی

در تگِ دریا گهر با سنگهاست فخرها اندر میان ننگهاست

حکایت

آتشی افتاد در عهد عمر همچو چوب خشک می‌خورد او حجر

درفتاد اندر بنای خانها باد زد بر پر مرغ و لانها

نیم شهر از شعلها آتش گرفت آب می‌پاشید او زان می‌شگفت

مشکهای آب و سرکه می‌زدند بر سر آتش کسان هوشمند

آتش از استیزه افزون می‌شدی ۵۳ می‌رسید او را مدد از بی‌حدی

خلق آمد جانب عمر شتاب کآتش ما می‌نمیرد هیچ ز آب

گفت آن آتش ز آیات خداست شعلهٔ آن آتش از بخل شماست

آب چه بود بر عطای نان تنید ۵۴ بخل بگذارید اگر آل منید

خلق گفتندش که در بگشوده‌ایم ما سخی زاهل ۵۵ فتوت بوده‌ایم

گفت نان در رسم و عادت داده‌اید دست از بهر خدا نگشاده‌اید

بهر فخر و بهر بوش و بهر ناز نه برای ترس و تقوی و نیاز

۵۹

۵۱ قوله ریای شیخ اشاره است بقول شیخ ابوسعید ابوالخیر ... ۱۲

۵۲ ...

۵۳ یعنی از ذاتی که او صفاتش را حدی و نهایتی نیست ۱۲

۵۴ در اینجا مراد از آل تابع است ۱۲

۵۵ بضمتین و تشدید واو جوانمردی و کرم ۱۲

هین مگو زین پس فراگیر احتراز	که ز بخشایش در توبه است باز

باب بیحد هم در توبه

توبه را از جانب مشرق دری	تا قیامت باز باشد بر وری
تا ز مغرب بر زند سر آفتاب	باز باشد آن در از وی رو متاب
هست جنت را ز رحمت هشت در	یک در توبه است زان هشت ای پسر
آن همه گه باز باشد گه فراز	وان در توبه نباشد جز که باز
هین غنیمت دار در باز است زود	رخت آنجا کش بکوری حسود
توبه کن مردانه رو آور بره	که فمن یعمل بمثقال یره
در فسون نفس کم شو غره	کافتاب حق نپوشد ذره
ور به بندی چشم خود را از حجاب	کار خود را کی گذارد آفتاب
هست ذرات خواطر وقت کار	پیش خورشید حقائق آشکار
ای خبرهات از خبرده بیخبر	توبهٔ تو از گناه تو بتر
ای تو از حال گذشته توبه جو	کی کنی توبه ازین توبه بگو
عقل تو از بسکه آمد خیره سر	هست عذرت از گناه تو بتر
همچو کم عقلی که از عقل تباه	بشکند توبه بهر دم از گناه
سخرهٔ ابلیس گردد در زمن	از ضعیفی رای آن توبه شکن
میخورد از غیب بر سر زخم او	از شکست توبه آن ادبارجو

توبه او جوید که کرد است او گناه | راه او جوید که گم کرد است راه
هین سوار توبه شو در دزد رس | جامه‌ها از دزد بستان باز پس
مرکب توبه عجایب مرکبست | بر فلک تازد بیک لحظه ز پست
لیک مرکب را نگه میدار از آن | کو بدزدید آن قبایت را نهان
تا نه دزدد مرکبت را نیز هم | پاس دار این مرکبت را دم بدم
هین به پشت آن مکن جرم و گناه | که کنم توبه در آیم در پناه
می بباید آب و تابی توبه را | شرط شد برق و سحابی توبه را
تا نباشد برق دل و ابر دو چشم | کی نشیند آتش تهدید و خشم
آتش و آبی بباید میوه را | واجب آمد ابر و برق این شیوه را
سجده گه را تر کن از اشک روان | که خدایا وارهانم زین گمان
عمر بی توبه همه جان کندنست | مرگ حاضر غایب از حق بودنست
لیک استغفار هم در دست نیست | ذوق توبه نقل هر سرمست نیست
هر دلی را سجده هم دستور نیست | مزد رحمت قسم هر مزدور نیست
گر سیه کردی تو نامهٔ عمر خویش | توبه کن زانها که کردستی تو پیش
عمر اگر بگذشت بیخش این دمست | آب توبش ده اگر او بی نمست
بیخ عمرت را بده آب حیات | تا درخت عمر گردد با ثبات
جمله ماضیها ازین نیکو شوند | زهر پارینه ازین گردد چو قند

پس به آب توبه بیخ آن درخت را تازه کن که ثمرهٔ مراد بخشد ۱۲

سیئات را مبدل کرد حق / تا همه طاعت شود آن ما سبق

خواجه بر توبهٔ نصوحی خوش بتن / کوششی کن هم بجان و هم بتن

نقض توبه و عهد آن اصحاب سبت / موجب مسخ آمد و اهلاک و مقت

اندرین امت نبد مسخ بدن / لیک مسخ دل بود ای بو الفطن

از رهٔ سِر صد هزاران دگر / گشته از توبه شکستن خوک و خر

چونکه عمرت برد دیو فاضحه / بی نمک باشد اعوذ و فاتحه

گرچه باشد بی نمک اکنون چنین / هست غفلت بی نمکتر دان یقین

هم چنین هم بی نمک می‌نال نیز / که ذلیلان را دوا کن ای عزیز

قادری بیگاه باشد یا پگاه / از تو چیزی فوت کی شد ای اله

۶۲

باب نوزدهم در زهد

چون خیالی میشود در زهد تن / تا خیالات از درونه روفتن

آرزو بگذار تا رحم آیدش / آزمودی که چنین میبایدش

آرزو جستن بود بگریختن / پیش عدلش خون تقوی ریختن

این جهان دامست و دانه‌اش آرزو / در گریز از دانهای دام او

دام را بدران رها کن دانه را / باز کن درهای تو این خانه را

چون چنین رفتی بدیدی صد کشاد / چون شدی در ضد آن دیدی فساد

حق همی خواهد که تو زاهد شوی / تا غرض بگذاری و شاهد شوی

٥١ کین غرضها پرده دیده بود | بر نظر چون پرده پیچیده بود
زهد و تقوی را گزیدم دین و کیش | زانکه میدیدم اجل را پیش پیش
٥٢ مرگ همسایه مرا واعظ شده | ٥٣ کسب و دکان مرا برهم زده
چون بآخر فرقه خواهی ماندن | خو نباید کرد با هر مرد و زن
رو بخواهی کرد آخر در لحد | آن به آید که کنی خو با احد
چون زنخ را بست خواهد آن صنم | ٥٤ آن به آید که زنخ کمتر زنم
ای بزربفت و کمر آموخته | آخرستت جامهٔ نادوخته
رو بخاک آریم کزوی رسته‌ایم | دل چرا در بیوفایان بسته‌ایم
٥٥ از عقول و از نفوس پر صفا | پیک می آید بجان کای بیوفا
یارگان پنج روزه یافتی | روز یاران کهن برتافتی
شاد از وی شو مشو از غیر وی | او بهارست و دگرها ماه دی
٥٦ هر چه غیر اوست استدراج تست | گرچه تخت و ملک تست و تاج تست
هر دکان راهست سودای دگر | مثنوی دکان فقرست ای پسر

باب بستم در فقر

مثنوی ما دکان وحدتست | غیر واحد هرچه بینی آن بتست
کار درویشی ورای فهم تست | سوی درویشی تو منگر سست سست
فقر فخری نه از گزافست و مجاز | بل هزاران غیرت پنهانست و ناز

زانکه درویشان ورای ملک و مال ... روزی دارند ژرف از ذو الجلال

استخوان کن فقر را روزی دو تو ... تا بفقر اندر غنا بینی دو تو

صبر کن در فقر و بگذار این ملال ... زانکه در فقر است عز ذو الجلال

۵۲ همچنان کز فقر می‌ترسند خلق ... زیر آب شور رفته تا بحلق

گر بترسندی از آن فقر آفرین ... گنجهاشان کشف گشتی در زمین

فقر فخری را فنا پیرایه شد ... چون زبانهٔ شمع او بی سایه شد

چون فناش از فقر پیرایه شود ... او محمد وار بی سایه شود

فقر فخری بهر آن آمد سنی ... تا ز طماعان گریزم در غنی

گنجها را در خرابی زان نهند ... تا ز حرص اهل عمران وا رهند

وای بیستی سعادت مردم ز فقر ... همچو کبکش صید کن ای باز فقر

باز سلطان عزیز کامگار ... ننگ باشد که کند کبکش شکار

آدمی را عجز و فقر آمد امان ... از بلای نفس پر حرص و غمان

نیست قدرت هر کسی را سازوار ... عجز بهتر مایهٔ پرهیزگار

فقر ازان رو فخر آمد جاودان ... که بتقوی ماند دست نارسان

خصم کشتی را برای آن شکست ... که تواند گشتن از فجار رست

۵۳ چون شکسته میرهد اشکسته شو ... امن در فقر است اندر فقر رو

۵۴ چونکه شاهی دست یابد بر شهی ... بکشدش یا بازدارد در چهی

ازین سبب در آب شور تا بحلق فرو میروند یعنی از خوردن لقمهٔ حرام و در آمدن بامور خلاف شرع باک نمی‌کنند ۱۲

۵۳ قوله چون شکسته یعنی چون رستگاری از شکستگی است پس شکسته شو که شکسته شدن پیوسته بمقصد رسیدن است ۱۲

۶۵

ور بیابد خستهٔ افتاده را / مرهمش سازد و بشد و بدهد عطا
راهزن هرگز گدائی را نزد / گرگ گرگ مرده را هرگز گزد

حکایت

آنچه گفتم از عظتهای ای عزیز / همچنین بشنودم از عطار نیز
رحمة الله علیه گفته است / ذکر شه محمود غازی گفته است

کز غزای هند پیش آن امام / در غنیمت اوفتادش یک غلام
پس خلیفه کرد و بر تختش نشاند / بر سپه بگزیدش و فرزند خواند
حاصل آن کودک بران تخت قضا / شسته پهلوی قباد شهریار
گریه کردی اشک میراندی بسوز / گفت شه او را که ای فیروزه روز
از چه گریه دولتت شد ناگوار / فوق افلاکی قرین شهریار
تو برین تخت و وزیران و سپاه / پیش تختت صف زده چون نجم و ماه
گفت کودک گریه‌ام زانست زار / که مرا مادر در ان شهر و دیار
از توام تهدید کردی هر زمان / بینمت در دست محمود ارسلان
پس پدر مادرم را در جواب / جنگ کردی کین چه خشمست و عذاب
می نیابی هیچ نفرین دگر / زین چنین نفرین مهلک سهلتر
سخت بیرحمی و بس سنگین دلی / که بصد شمشیر او را قاتلی
من ز گفت هر دو حیران گشتمی / در دل افتادی مرا بیم و غمی

پدر و مادر متحیر می‌شدم اکنون که پدر و مادر من شفقت ترا بر حال من مشاهده نمایند عقیدهٔ ایشان که در خدمت تو باعتبار ظلم دارند باطل شود در چنان اعتقاد خود هزار نفرین نمایند ۱۲

تا چه دوزخ خوست محمود ای عجب | که مثل گشتست در محمود دل و کرب
من همی لرزیده ام از بیم تو | غافل از اکرام و از تعظیم تو
باورم کو تا ببیند این زبان | مر مرا بر تخت ای شاه جهان
فقر آن محمود نیستت ای بی سعت | طبع از و دانم همی ترساندت
گر بدانی رحم این محمود زاد | خوش بگویی عاقبت محمود باد
فقر آن محمود نیست ای نیم دل | کم شنو زین مادر طبع مضل
چون شکار فقر کردی تو یقین | همچو کودک اشک باری یوم دین
گرچه اندر پرورش تن نادرست | لیک از صد دشمنت دشمن ترست
جهد کن تا نور تو رخشان شود | تا سلوک و خدمتت آسان شود

باب بیست ویکم در جهاد

ای خنک آن کو جهادی میکند | بر بدن زجری و دادی می کند
تا ز رنج آن جهانی وا رهد | بر خود این رنج عبادت می نهد
حد ندارد وصف رنج آن جهان | سهل باشد رنج دنیا پیش آن
این ریاضتهای درویشان چراست | که فنای تن بقای جانهاست
مردن تو در ریاضت زندگیست | رنج این تن روح را پایندگیست
کشته و مرده به پیشت ای قمر | به که شاهی زندگان جای دگر
آزمودم من هزاران بار بیش | بی تو شیرین می نبینم عمر خویش

۶۶

۹۵ همچو آهن آهن بدرنگ شو	در ریاضت آینهٔ بیزنگ شو
شکسته نیست این سر را هبند	چند روزی جهد کن باقی بخند
صبر کن اندر جهاد و در عنا	دمبدم می‌بین بقا اندر فنا
وصف سنگی هر زمان کم می‌شود	وصف لعلی در تو محکم می‌شود
ذره کز جهد تو افزون بود	در ترازوی خدا موزون بود
پیش این شاهان همارهٔ جان کنی	بیخبر ایشان ز غدر و روشنی
گفت غمازی که بد گوید ترا	ضائع آید خدمت تو سالها
پیش شاهی که سمیع است و بصیر	گفت غمازان نباشد جایگیر
همچو چه کن خاک میکن گر کسی	زین تن خاکی که در آبی رسی
چون ز چاهی میکنی هر روز خاک	عاقبت اندر رسی در آب پاک
جمله دانند این اگر تو نگروی	هر چه می‌کاریش روزی بدروی
هر که رنجی دید گنجی شد پدید	هر که جدی کرد در جدی رسید
من عجب دارم ز جویای صفا	کو رمد در وقت صیقل از جفا
۹۳ همین مراقب باش گر دل بایدت	کز پی هر فعل چیزی زایدت

باب بیست و دوم در مراقبه

گر مراقب باشی و بیدار تو	بینی هر دم پاسخ کردار تو
چون مراقب باشی و گیری رسن	حاجتت ناید قیامت آمدن

هر گاه که در فکر و ذکر خدا مدام دست خواهی کرد و جان متین توکل بدست خواهی گرفت از هول قیامت نجات خواهی یافت ۱۲

ور ازین افزون تو همت بود / از مراقب کار بالا تر رود

همچو روبه ترک این اشکم کنید / پیش او روباه بازی کم کنید

جمله ما و من به پیش او نهید / ملک ملک اوست ملک او را دهید

چون فقیر آئید اندر راه راست / شیر و صید شیر خود آن شماست

زانکه او پاکست و سبحان وصف اوست / بی نیازست او ز نغز و مغز و پوست

هر شکار و هر کرامانی که هست / از برای بندگان آن شه هست

آنکه دولت آفرید و دو سرا / ملک و دولتها چه کار آید ورا

پیش سبحان بس نگه دارید دل / تا نگردید از گمان بد خجل

کو ببیند سر و فکر و جستجو / همچو اندر شیر خالص تار مو

تو مراقب باش بر احوال خویش / نوش بین در داد بعد از ظلم نیش

کار تقوی دارد و زهد و صلاح / که ازو باشد بدو عالم فلاح

باب بیست و سوم در تقوی

چونکه تقوی بست دو دست هوا / حق گشاید هر دو دست عقل را

پس حواس چیره محکوم تو شد / چون خرد سالار و مخدوم تو شد

عفو باشد لیک گو فردا امید / که بود بنده ز تقوی رو سفید

دزد را گر عفو باشد جان برد / کی وزیر و خازن مخزون بود

اعتقاد جان چو ای دل آگهیست / هر که آگه تر بود جانش قویست

دامن فضلش بکف کن کورو آ — قبض اعمی این بود ای بُرده‌بار
۵۱ دامن او امر و فرمان ویست — نیک بختی که تقی جان ویست
مرغ با پر می‌پرد تا آشیان — پرِّ مردم همت است ای مردمان
باز اگر باشد سپید و بی‌نظیر — چونکه صیدش موش باشد شد حقیر
ور بود چندے و میل او بشاه — او سر باز ست منگر در کلاه
جان چه باشد با خبر از خیر و شر — خیر و شر منگر تو در همت نگر
جمله عالم زین سبب گمراه شد — کم کسی ز ابدالِ حق آگاه شد
کافران را دیدهٔ بینا نبود — نیک و بد در دیده‌شان یکسان نمود
همسری با انبیا بر داشتند — اولیا را همچو خود پنداشتند
۵۲ گفته اینک ما بشر ایشان بشر — ما و ایشان بستهٔ خوابیم و خور
این ندانستند ایشان از عمی — هست فرقی درمیان بی‌منتها
هر دو گون زنبور خوردند از محل — لیک شد زین نیش و زان دیگر عسل
هر دو گون آهو گیا خوردند و آب — زین یکی سرگین شد و زان مشک ناب
هر دو نی خوردند از یک آبخور — آن یکی خالی و آن پر از شکر
صد هزاران همچنین اشباه بین — فرقِ شان هفتاد ساله راه بین
این خورد گردد پلیدی زو جدا — آن خورد گردد همه نورِ خدا
این خورد زاید همه بخل و حسد — وان خورد زاید همه عشق احد

۶۹ انبیا علیهم الصلوٰة والسلام را می‌گفتند که شما هم مثل ما مردم هستند در خواب و خورد دیگر جمله لوازم بشریت ۱۲

علم و حکمت زاید از لقمهٔ حلال	عشق و رقت زاید از لقمهٔ حلال
زاید از لقمهٔ حلال اندر دهان	میلِ خدمت عزمِ رفتن آن جهان
لقمه کو نور افزود و کمال	آن بود آورده کسبِ حلال
چون ز لقمه تو حسد بینی و دام	جهل و غفلت زاید آن را دان حرام
لقمه تخمست و برش اندیشه‌ها	لقمه بحر و گوهرش اندیشه‌ها
۵۱ ذکرِ حق کن بانگِ غولان را بسوز	چشمِ نرگس را ازین کرگس بدوز

باب بست و چهارم در ذکر

اذکروا الله شاهِ ما دستور داد	اندر آتش دید ما را نور داد
گفت اگرچه پاکم از ذکرِ شما	نیست لایق مر مرا تصویرها
ذکرِ جسمانه خیالِ ناقص است	وصفِ شاهانه ازینها خالص است
۵۲ ذکرِ حق پاکست چون پاکی رسید	رخت بربندد برون آید پلید
میگریزد ضدها از ضدها	شب گریزد چون برافروزد ضیا
چون در آید نامِ پاک اندر دهان	نی پلیدی ماند و نی آن دهان
از هوا پاکی رهی بی جامِ هو	ای ز هو قانع شده با نامِ هو
از صفت وز نام چه زاید خیال	وان خیالش هست دلالِ وصال
۵۳ اسم خواندی رو مسمی را بجو	مه ببالا دان نه اندر آبِ جو
گر ز نام و حرف خواهی بگذری	پاک کن خود را ز خود هین یکسری

۵۱ تو در ذکر حق کن یعنی در ذکر خدا مشغول شو و شیطان را که بر انداز دین و ایمان تو بوده اند از خود دفع کن و چشم خود را که مثل نرگس است از دیدن این کرگسان بدوز ۱۲

درگذر از نام و بنگر در صفات … تا صفاتت ره نماید سوی ذات

۵۱ اُذکروا الله کارِ هر اوباش نیست … ارجعی بر پای هر قلّاش نیست

جورِ دوران و هر آن رنجی که هست … سهلتر از بُعدِ حق و غفلتست

زانکه اینها بگذرد وان نگذرد … دولت آن دارد که جان آگه برد

۵۲ لاشک این ترکِ هوا تلخی دهست … لیک از تلخیِ بُعدِ حق بهست

حکایت

آن یکی الله می‌گفتی شبی … چونکه شیرین میشد از گفتنش لبی

گفت ابلیسش که ای بسیارگو … این همه الله را لبیک کو

می نیاید یکجواب از پیشِ تخت … چند الله میزنی با رویِ سخت

او شکسته‌دل شد و بنهاد سر … دید در خواب او خضر را در خضر

گفت هان از ذکرِ حق وامانده … چون پشیمانی از آن کش خوانده

گفت لبیکم نمی‌آید جواب … زان همی ترسم که باشم ردِّ باب

گفت آن الله تو لبیکِ ماست … آن نیاز و درد و سوزت پیکِ ماست

لیک توفیقی که لبیک آورد … هست هر لحظه ندای از احد

۵۳ ترس و عشقِ تو کمندِ شوقِ ماست … زیرِ هر لبیکِ تو لبیکهاست

۵۴ جانِ جاهل زین دعا جز دور نیست … زانکه یارب گفتنش دستور نیست

بر دهان و بر دلش قفلست و بند … تا ننالد با خدا وقتِ گزند

---

۵۱ قوله اذکروا الله [illegible] یعنی ذکر خدا [illegible]

۵۲ قوله لاشک [illegible] ترک خواهش نفسانی [illegible] سخت و دشوار است [illegible]

۵۳ قوله ترس و عشق [illegible] است بمضمون کریمهٔ اُجیبُ دَعوَةَ الدّاعِ اِذا دَعانِ یعنی اجابت میکنم خواندن خواننده را هرگاه که مرا می‌خواند و حاجت او را روا میکنم ۱۲

۵۴ قوله جان جاهل یعنی چونکه جاهل از ته دل دعا نمیکند او را جز جدائی و دوری دیگر حاصل نیست ۱۲

مُهرِ حق بر چشم و بر گوش و خرد — گر فلاطونست حیوانش کند

باب بیست و پنجم در استغفار

چونکه غم بینی تو استغفار کن — غم بامرِ خالق آمد کار کن

چون بخواهد عینِ غم شادی شود — عین بندِ پای آزادی شود

از پدر آموز کادم در گناه — خوش فرود آمد بسوی پایگاه

چون بدید آن عالمِ اسرار را — بر دو پا استاد استغفار را

کوه را که کن باستغفارِ خوش — جامِ مغفوران بگیر و خوش بکش

اُدخُلی تو فی عبادی یافتی — اُدخُلی فی جنّتی دریافتی

اِهدِنا گفتی صراط المستقیم — دستِ تو بگرفت و بُرد تا نعیم

روی در دیوار کن تنها نشین — وز وجودِ خویش هم خلوت گزین

باب بیست و ششم در خلوت

قعرِ چه بگزید هر کو عاقلست — زانکه در خلوت صفاهای دلست

ظلمتِ چه به که ظلمتهای خلق — سر نبرد آنکس که گیرد پای خلق

حال چون جلوه ست زان زیبا عروس — وان مقام آن خلوتِ آمد با عروس

جلوه بینند شاه و غیرِ شاه نیز — وقتِ خلوت نیست جز شاه عزیز

هست بسیار اهلِ حال از صوفیان — نادرست اهلِ مقام اندر میان

آنکه در خلوت نظر بر دوختست — آخر آن را هم ز یار آموختست

خلوت از اغیار باید نی زیار ‏ ‏ ‏ پوستین بهر دی آمد نی بهار

هیچ کنجی بی دد و بی دام نیست ‏ ‏ ‏ جز بخلوتگاه حق آرام نیست

زانکه در خلوت هر آنچه تن کند ‏ ‏ ‏ نه از برای روی مرد و زن کند

جنبش و آرامش اندر خلوتش ‏ ‏ ‏ جز برای حق نباشد نیتش

باب بیست و هفتم در تفکر

٥٢ فکر کن تا وارهی از فکر خود ‏ ‏ ‏ فکر کن تا فرد گردی از حسد

چون در معنی زنی بازت کنند ‏ ‏ ‏ پر فکرت زن که شهبازت کنند

٥٣ فکر آن باشد که بگشاید رهی ‏ ‏ ‏ راه آن باشد که پیش آید شهی

شاه آن باشد که از خود شه شود ‏ ‏ ‏ نی بمخزنها و لشکر شه شود

تا بماند شاهی او سرمدی ‏ ‏ ‏ همچو عز ملک دین احمدی

روی نفس مطمئنه در جسد ‏ ‏ ‏ زخم ناخنهای فکرت میکشد

٥٤ فکرت بد ناخن پر زهر دان ‏ ‏ ‏ میخراشد در تعمق روی جان

تا گشاید عقدهٔ اشکال را ‏ ‏ ‏ در حدث کردست زرین بال را

عقده را بگشاده گیر ای منتهی ‏ ‏ ‏ عقدهٔ سختست بر کیسهٔ تهی

در گشاد عقدها گشتی تو پیر ‏ ‏ ‏ عقدهٔ چندین دگر بگشاده گیر

حل این اشکال کن گر آدمی ‏ ‏ ‏ خرج این دم کن اگر آدم دمی

عقده کان بر گلوی ماست سخت ‏ ‏ ‏ که بدانی گر کسی ای نیکبخت

حدّ اعیان و عرض دانسته گیر	حدّ خود را دان که نبود زان گزیر
چون بدانی حدّ خود زین حد گریز	تا به بیحد در رسی ای خاک بیز
عمر در محمول و در موضوع رفت	بی بصیرت عمر در مسموع رفت
هر دلیلی بی نتیجه بی خبر	باطل آمد در نتیجه خود نگر
جز بمصنوعی ندیدی صانعی	بر قیاس اقترانی قانعی
هر خیالی که کند در دل وطن	روز محشر صورتی خواهد شدن
حق همیخواهد که هر میر و وزیر	بار جا و خوف باشند و حذیر

باب بیست و هشتم در خوف

هر که ترسید از حق و تقوی گزید	ترسد از وی جن و انس و هر که دید
هر که ترسد مر ورا ایمن کنند	مر دل ترسنده را ساکن کنند
لا تخافوا هست نزل خائفان	هست در خور از برای خائف آن
نی ز دریا ترس نی از موج و کف	چون شنیدی تو خطاب لا تخف
خوف آنکس راست کو را خوف نیست	قصه آنکس که کش اینجا طوف نیست
من بترسانم وقیح یاوه را	آنکه ترسد من چه ترسانم ورا
اوستادان را من بترسانم بعلم	خائفان را ترس بردارم بحلم
پاره دوزم پاره در موضع نهم	هر کسی را شربت اندر خور دهم
هرچه در دل داری از مکر و رموز	پیش ما رسواست و پیدا همچو روز

گر بپوشیدش ز بنده پروری / تو چرا بی‌شرمی از حد می‌بری

چونکه بد کردی بترس ایمن مباش / زانکه تخمست و برویاند خداش

رازها را میکند حق آشکار / چون بخواهد رست تخم بد مکار

چند گاهی او بپوشاند که تا / آید آخر زان پشیمانی ترا

حکایت

عهد عمر آن امیر مؤمنان / داد دزدی را بجلاد و عوان

بانگ زد آن دزد کای میر دیار / اولین بارست جرمم درگذار

گفت عمر حاش لله که خدا / بار اول قهر نارد در جزا (ظاهراً نفی بطریق استفهام ۱۲)

۵۴ بارها پوشد پی اظهار فضل / باز گیرد از پی اظهار عدل

تا که این هر دو صفت ظاهر شود / آن مبشر گردد این منذر شود (یعنی صفت فضل ۱۲ — یعنی صفت عدل ۱۲)

از کرم دان این که می‌ترساندت / تا بملک ایمنی بنشاندت

ره بترس و طعنه کم زن بر بدان / پیش دام عجز خود او را بدان

این رجا و خوف در پرده بود / تا پس پرده چه پرورده بود

باب بست و نهم در رجا

انبیا گفتند نومیدی بدست / فضل و رحمتهای باری بیحدست

از چنین محسن نشاید ناامید / دست در فتراک این رحمت زنید

بعد نومیدی بسی امیدهاست / از پس ظلمت بسی خورشیدهاست

۵۵ بپوشیدن گناه و جرم از عین فضل و کرم حق تعالی است و بازپرس و مواخذه محض عدل اوست ۱۲

هین چرا خشکی که اینجا چشمه‌هاست / هین چرا زردی که اینجا صد دواست

یا نئید ای گمرهان بی خدا / که ترا میخواند آن لشنو که بیب

گمرهی را منهج ایمان کند / کجروی را مقصد احسان کند

تا نباشد هیچ محسن بی رجا / تا نباشد هیچ خائن بی رجا

نیستم امیدوار از هیچ سو / وآن کرم میگویدم لاتیأسوا

گرچه بازین ناامیدی در گویم / چون صلا زد دست اندازان روم

ناامیدی را خدا گردن زدست / چون گنه مانند طاعت آمدست

تو مگو ما را بدین شه بار نیست / با کریمان کارها دشوار نیست

نی مشو نومید و خود را شاد کن / پیش آن فریادرس فریاد کن

کوی نومیدی مرو امیدهاست / سوی تاریکی مرو خورشیدهاست

حکایت مطرب پیر چنگی

آن شنیدستی که در عهد عمر / بود چنگی مطربی با کر و فر

بلبل از آواز او بیخود شدی / یک طرب ز آواز خوبش صد شدی

مجلس و مجمع دمش آراستی / وز نوای او قیامت خاستی

مطربی کز وی جهان شد پر طرب / رسته ز آوازش خیالات عجب

از نوایش مرغ دل پران شدی / وز صدایش هوش جان حیران شدی

چون برآمد روزگار و پیر شد / باز جانش از عجز پشه‌گیر شد

گشت آوازِ لطیفِ جانفزاش | زشت و نزدِ کس نیرزیدی بلاش

آن نوای رشکِ زهره آمده | همچو آوازِ خرِ پیری شده

چونکه مطرب پیرتر گشت و ضعیف | شد ز بی کسبی رهینِ یک رغیف

گفت عمر و مهلتم دادی بسی | لطفها کردی خدایا با خسی

معصیت ورزیده ام هفتاد سال | باز نگرفتی ز من روزی نوال

نیست کسب امروز مهمانِ توام | چنگ بهرِ تو زنم کانِ توام

چنگ را برداشت شد الله جو | سوی گورستانِ یثرب آه گو

گفت خواهم از حق ابریشم بها | کو به نیکوئی پذیرد قلبها

هیچ قلبی پیشِ او مردود نیست | زانکه قصدش از خریدن سود نیست

چنگ زد بسیار و گریان سر نهاد | چنگ بالین کرد و بر گوری فتاد

خواب بردش مرغِ جان از حبس رست | چنگ و چنگی را رها کرد و بجست

گشت آزاد از تن و رنجِ جهان | در جهانِ ساده و صحرای جان

آن زمان حق بر عمر خوابی گماشت | تا که خویش از خواب نتوانست داشت

در عجب افتاد کین معهود نیست | این ز غیب افتاد بی مقصود نیست

سر نهاد و خواب بردش خواب دید | کامدش از حق ندا جانش شنید

آن ندائی کاصلِ هر بانگ و نواست | خود ندا آنست و این باقی صداست

بانگ آمد مر عمر را کای عمر | بندهٔ ما را ز حاجت باز خر

قوله بانگ آمد یعنی حضرت عمر را از غیب آوازی آمد که این بندهٔ ما را حاجت روا کن ۱۲

بندهٔ داریم خاص و محترم	سوی گورستان تو رنجه کن قدم
ای عمر بر جه ز بیت المال عام (یعنی کرم ۱۲)	هفتصد دینار بر کف نه تمام
[۱] پیش او بر کای تو ما را اختیار (بر جه از دست [illegible] یعنی عنایت کن ۱۲)	این قدر بستان کنون معذور دار
این قدر از بهر ابریشم بها	خرج کن چون خرج شد اینجا بیا
پس عمر زان هیبت آواز جست	تا میان را بهر این خدمت ببست
سوی گورستان عمر بنهاد رو	در بغل همیان دوان در جستجو
گرد گورستان دوانه شد بسی	غیر آن پیر او ندید آنجا کسی
گفت این نبود دگر باره دوید	مانده گشت و غیر آن پیر او ندید
گفت حق فرمود ما را بنده ایست	صافی و شایسته و فرخنده ایست
پیر چنگی کی بود خاص خدا	حبذا ای سر پنهان حبذا
بار دیگر گرد گورستان بگشت	همچو آن شیر شکاری گرد دشت
چون یقین گشتش که غیر پیر نیست	[۲] گفت در ظلمت دل روشن بسیست
آمد و با صد ادب آنجا نشست	بر عمر عطسه فتاد و پیر جست
مر عمر را دید و ماند اندر شگفت	عزم رفتن کرد و لرزیدن گرفت
گفت در باطن خدایا از تو داد	محتسب بر پیر چنگی او فتاد
چون نظر اندر رخ آن پیر کرد	دید او را شرمسار و روی زرد
پس عمر گفتش مترس از من مرم	گفت بشارت‌ها ز حق آورده ام

۱ قوله پیش او بر یعنی هفتصد دینار را پیش آن مطرب ببر و بگو که تو مقبول خدا شدی و این مقدار زر را اجرت چنگ نوازی خود بگیر ۱۲

۲ یعنی ای بسا مردم صاحب باطن که در لباس اهل معصیت و ذلت پوشیده اند ۱۲

چند بیزدان مدحت خوی تو کرد | تا عمر را عاشق روی تو کرد
پیش من بنشین و مهجوری مساز | تا بگوشت گویم از اقبال راز
حق سلامت میکند میپرسدت | چونی از رنج و غمان بیحدت
نک قراضهٔ چند ابریشم بها | خرج کن این را و باز اینجا بیا
پیر لرزان گشت چون این را شنید | دست میخائید و برخود میطپید
بانگ میزد کای خدای بی نظیر | بسکه از شرم آب شد بیچاره پیر
چون بسی بگریست و از حد رفت درد | چنگ را زد بر زمین و خرده کرد
گفت ای بوده حجابم از اله | ای مرا تو راه زن از شاه راه
ای بخورده خون من هفتاد سال | ای ز تو رویم سیه پیش کمال
ای خدای با عطای با وفا | رحم کن بر عمر رفته در جفا

باب سی ام در صبر و حلم

گه نیم کوهم ز صبر و حلم و داد | کوه را کی در رباید تند باد
صبر از ایمان بیاید سر کله | چیست لا صبر فلا ایمان له
گفت پیغمبر خدااش ایمان نداد | هر که را نبود صبوری در نهاد
یوسف حسنی و این عالم چو چاه | وین رسن صبرست بر امر اله
یوسفا اندر رسن درزن دو دست | از رسن غافل مشو بیگه شدست
گر شیطانست تعجیل و شتاب | لطف رحمانست صبر و احتیاط

[Marginal glosses: مخفف کاه بمعنی گیاه ۱۲ — در باب او ارشاد فرمود که هر کسیکه صبر ندارد ایمان ندارد ۱۲ — که آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم ...]

گفت حق ایوب را در مکرمت / من بهر موییت صبری دادمت
هین بصبر خود مکن چندین نظر / صبر دیدی صبر دادن را نگر
صبر کردن جانِ تسبیحات تست / صبر کن کانست تسبیح درست
هیچ تسبیحی ندارد آن درج / صبر کن الصبر مفتاح الفرج
صبر همچون پل صراط آنسو بهشت / هست با هر خوب یک لالای زشت
تا ز لالا میگریزی وصل نیست / زانکه لالا را ز شاهد فصل نیست
تو چه دانی ذوقِ صبر ای شیشه دل / خاصه صبر از بهر آن نقشِ چگل ۵۱
هفت سال ایوب با صبر و رضا / در بلا خوش بود با ضیف خدا
از وفا و صلت و علم و حیا / بود چون شیر و عسل او با بلا
صبر مه با شب منور داردش / صبر گل با خار اذفر داردش
صبر شیر اندر میان فرث و خون ۵۲ / کرده او را ناعش ابن اللبون ۵۳
صبر جمله انبیا با منکران / کردشان خاص حق و صاحبقران
هر کرا بینی یکی جامه درست / دان که او آن را بصبر و کسب جست
هر کرا بینی برهنه بی نوا / هست بر بی صبری او آن گوا
با ستیهای جاهل صبر کن ۵۴ / خوش مدارا کن بعقل من لدن
صبر با نا اهل اهلان را جلیست / صبر صافی میکند هر جا دلیست
آتش نمرود ابراهیم را / صفوت آیینه آمد در جلا

۵۱ نام شهریست که در آن نقاشان بسیار بودند و نیز مردم آنجا خوش صورت باشند ۱۲

۵۲ قوله صبر شیر گفته از آنکه پیدایش شیر از خون و ثفل انسان می شود پس می فرمایند که باید دید که چون شیر در ثفل و خون صبر کرد ایزد تعالی او را باعث زندگی بچهای شیرخواره گردانید ۱۲

۵۳ قوله با ستیهای ... اشاره است بمضمون کریمه که ایزد تعالی در قرآن ...

جور کفر نوحیان و صبر نوح — نوح را شد صیقل مرآت روح

گر سخن خواهی که گویی چون شکر — صبر کن از حرص و این حلوا مخور

صبر باشد مشتهای زیرکان — هست حلوا آرزوی کودکان

۵۱ هر که صبر آورد گردون بر رود — هر که حلوا خورد واپستر رود

۵۲ پردهای دیده را داروی صبر — هم بسوزد هم بسازد شرح صدر

صبر را با حق قرین کن ای فلان — ۵۳ آخر والعصر را آگه بخوان

صد هزاران کیمیا حق آفرید — کیمیایی همچو صبر آدم ندید

۵۴ چونکه رنج صبر نبود مر ترا — شرط نبود پس فرو ناید جزا

حبذا آن شرط و شادا آن جزا — آن جزای دلنواز جان فزا

چون قلاووزی صبرت پر شود — جان باوج عرش و کرسی بر رود

مصطفی بین چونکه صبرش شد براق — برکشانیدش ببالای طباق

عاقبت جوینده یابنده بود — که فرج از صبر زاینده بود

رزق آید پیش هر که صبر جست — رنج کوششها ز بی‌صبری تست

تیغ حلم از تیغ آهن تیزتر — بل ز صد لشکر ظفرانگیزتر

این تأنی پرتو رحمان بود — وان شتاب از هزهٔ شیطان بود

حکایت

گفت عیسی را یکی هشیار سر — چیست در هستی ز جمله صعب‌تر

۵۱ قوله هر که صبر آورد ... یعنی صاحب صبر ... و صاحب حلوا ... ذلیل و خوار میگردد

۵۲ قوله پردهای دیده ... ۸۱ و صابر نور معرفت می‌بیند و شرح صدر که در حدیث است از صفای قلب صابر را حاصل میگردد ۱۲

۵۳ یعنی وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر یعنی اهل ایمان یکدیگر را وصیت کردند بگفتن حق و صبر و شکیبائی ۱۲

۵۴ قوله چونکه رنج صبر یعنی هر کس که رنج صبر نخواهد برداشت فلاح و رستگاری نخواهد یافت اِنَّ مَعَ العُسْرِ یُسْراً ۱۲

گفت ای جان صعب‌تر خشم خدا ‌‌ ‌ که ازان دوزخ همی‌لرزد چو ما

گفت از خشم خدا چه بود امان ‌ ‌ ‌ گفت ترک خشم خویش اندر زمان

تیغ حلمم گردن خشمم زدست ‌ ‌ ‌ خشم حق بر من همه رحمت شدست

صبر آرد آرزو را نی شتاب ‌ ‌ ‌ صبر کن والله اعلم بالصواب

شکر میکن مر خدا را در نعم ‌ ‌ ‌ نیز میکن شکر و ذکر خواجه هم

ای حسن طاهری ۱۲

باب سی و یکم در شکر

۵۱ شکر منعم واجب آمد در خرد ‌ ‌ ‌ ورنه بگشاید در خشم ابد

۵۲ شکر کن مر شاکران را بنده باش ‌ ‌ ‌ پیش ایشان مرده شو افگنده باش

شکر یزدان طوق هر گردن بود ‌ ‌ ‌ نی جدال و روترش کردن بود

گر ترش رو کردن آمد شکر و بس ‌ ‌ ‌ پس چو سرکه شکر گوئی نیست کس

شکر جان نعمت و نعمت چو پوست ‌ ‌ ‌ زانکه شکر آرد ترا تا کوی دوست

نعمت آرد غفلت و شکر انتباه ‌ ‌ ‌ صید نعمت کن بدام شکر شاه

۵۳ گم شد از بی شکر خوبی و هنر ‌ ‌ ‌ که دگر هرگز نبیند زان اثر

شکر کن ای مرد درویش از قصور ‌ ‌ ‌ که ز فرعونی رهیدی وز کفور

شکر کن مظلومی و ظالم نه ‌ ‌ ‌ ایمن از فرعونی و هر فتنه

۵۴ شکر گویم دوست را در خیر و شر ‌ ‌ ‌ زانکه هست اندر قضا از بد بتر

۵۵ چونکه قسام اوست کفر آمد گله ‌ ‌ ‌ صبر باید صبر مفتاح الصله

[illegible] ۱۲

۵۱ چنانچه سعدی شیرازی گوید: نفسی جز بشکر خدا بر میار + که واجب بود شکر پروردگار +

۵۲ قوله شکر کن یعنی شکر اختیار کن و شاکران که عبارت از کاملین است اتباع میکرده باش ۱۲

۵۳ قوله گم شد مصدق این مضمون است آنچه سعدی علیه الرحمه گفته است که زوال نعمت ناسپاس +

۵۴ قوله شکر گویم یعنی در هر حال شکر خدا باید کرد چه در رنج و چه در راحت زیرا که در پرده تقدیر بتر در [illegible]

۸۲ [illegible]

۵۵ قوله [illegible] ۱۲

غیر حق جمله عدو اند او ست دوست	با عدو از دوست کی شکوه نکوست
شکر از شکر خدا باشد یقین	چون باحسان کرد توفیقش قرین
رحمت مادر اگرچه از خداست	خدمت او هم فریضه ست و سزاست
ترک شکرش ترک شکر حق بود	حق او لا شک بحق ملحق بود
هر زمان در گلشن شکر خدا	رو بر آور همچو بلبل صد نوا
دلبر و مطلوب با ما حاضر ست	وز نثار رحمتش جان شاکر ست
جز ز اهل شکر و اصحاب وفا	که مر ایشان راست دولت در قفا

باب سی و دوم در وفا

عقل را باشد وفای عهدها	تو نداری عقل رو ای خربها
عقل را یاد آید از پیمان خود	پردهٔ نسیان بدراند خرد
چونکه عقلت نیست نسیان میرتست	دشمن و باطل کن تدبیرتست
گر بخواهی رشک ابلیسی بیا	از در دعوی بدرگاه خدا
چون وفایت نیست باری دم مزن	که سخن دعویست اغلب ما و من
وعدها باشد حقیقی دلپذیر	وعدها باشد مجازی تاسه گیر
وعدهٔ اهل کرم گنج روان	وعدهٔ نااهل شد رنج روان
چونکه در عهد خدا کردی وفا	از کرم عهدت نگهدارد خدا
چون درشکست آدمی و هیچ عهد	هیچ را اشکسته میباید بجهد

[illegible] برو و ذلیل شو و دعوی را بگذار و قدم ایمان در راه حق بنه ۱۲

۵۴ قوله چون وفایت یعنی هرگاه که وفای عهدها نداری دعوی کردن محض لغو است که من چنین و چنان هستم ۱۲

۵۵ قوله وعدها باشد یعنی وعدهٔ حقیقی که مراد از صدق دلست مقبول باشد و وعدهٔ مجازی که فقط از زبان باشد باعث تاسه گردد و تاسه مرادف تلواسه است بمعنی اضطراب و بیقراری ۱۲

عهدِ فاسد بیخ پوسیده بود	وز ثمار و لطف ببریده بود
گوش نه اوفوا بعهدی گوش دار	تا که اوفِ عهدکم آید زیار
از وفای حق تو بسته دیده	اذکروا اذکرکم نشنیده
آن جماعت را که وافی بوده اند	بر همه اصناف شان افزوده اند
٥١ گشت دریا ها مسخرشان و کوه	چار عنصر نیز بنده آن گروه
چون ندارد مرد کج در دین وفا	هر زمانی بشکند سوگند را
راستان را حاجت سوگند نیست	زانکه ایشان را دو چشم روشنیست
نقض میثاق و عهود از احمقیست	حفظ ایمان و وفا کار تقیست
٥٢ جرعه بر خاکِ وفا آنکس که ریخت	کی تواند صیدِ دولت زو گریخت
سوی عهدِ بیوفایان هین مرو	کان پل ویران بود نیکو شنو

باب سی و سوم در توکل

گر توکل میکنی در کار کن	کسب کن پس تکیه بر جبار کن
٥٣ گفت پیغمبر بآواز بلند	با توکل زانوی اشتر ببند
رمزِ الکاسب حبیب الله شنو	از توکل در سبب کاهل مشو
نیست کسبی از توکل خوبتر	چیست از تسلیم خود محبوب تر
٥٤ آن توکل کو خلیلانه ترا	تا نبرد رحمت اسماعیل را
آن توکل کو کلیمانه ترا	تا کند شهراه قعرِ نیل را

کسب جز نامی مدان ای نامدار — جهد جز وهمی مدان ای با عیار
حیله کرد انسان و حیلش دام بود — آنکه جان پنداشت خون آشام بود
ما عیال حضرتیم و شیرخواه — گفت الخلق عیال للاله
آنکسی راکش خدا حافظ بود — مرغ و ماهی مر ورا حارس شود
هائی هوی باد و شیر افشان ابر — در غم ما اند یکساعت تو صبر
فی السماء رزقکم بشنیده — اندرین پستی چه بر چفسیده
هین توکل کن ملرزان پا و دست — رزق تو بر تو ز تو عاشق ترست
عاشقست و مینزد او مول مول — که ز بی صبریت داناهی فضول
گر ترا صبری بدی رزق آمدی — خویش را چون عاشقان بر تو زدی
آنچنان که عاشقی بر رزق زار — هست عاشق رزق هم بر رزق خوار
ور تو نشتابی بیاید بر درت — ور تو بشتابی دهد درد سرت
گر بخواهی ور نخواهی رزق تو — پیش تو آید دوان از عشق تو
رو حیات عشق خواه و جان مخواه — تو از و آن رزق خواه و نان مخواه
آنکه او از آسمان باران دهد — هم تواند کو ز رحمت نان دهد
رزق از وی جو مجو از زید و عمر — مستی از وی جو مجو از بنگ و خمر
منعمی زو خواه نی از گنج و مال — نصرت از وی خواه نی از عم و خال
عاقبت زینها بخواهی ماندن — هین کرا خواهی در آن دم خواندن

۸۵ از چارکه سعدی علیه الرحمه گفته
ابر و باد و مه و خورشید و فلک در کارند
الی آخر القطعه یعنی انسان را باید
که در طلب رزق صابر باشد
و بر روزی دهنده متوکل ۱۲
۹۰ در لفظ ماندن و
خواندن حرکت نون اول را
از تصرفات باید دانست ۱۲

این دم او را خوان و باقی را بمان | تا تو باشی وارث ملک جهان

حکایت

گفت موسی را بوحی دل خدا | کای گزیده دوست میدارم ترا
گفت چه خصلت بود ای ذو الکرم | موجب آن تا من آن افزون کنم
گفت چون طفلی به پیش والده | وقت قهرش دست هم بر وی زده
خود نداند جز که او دیار نیست | هم از و مخمور و هم از اوست مست
مادرش گر سیلیی بر وی زند | هم بمادر آید و بر وی تند
از کسی یاری نخواهد غیر او | اوست جمله شر او و خیر او
خاطر تو هم ز ما در خیر و شر | التفاتش نیست جاهای دگر
غیر من پیشت چو سنگست و کلوخ | گر صبی و گر جوان و گر شیوخ
هست این ایاک نعبد حصر را | در لغت وان از پی نفی ریا
هست ایاک نستعین از بهر حصر | حصر کرده استعانت را بقصر
که عبادت مر ترا آریم و بس | طمع یاری هم ز تو داریم و بس
گفت پیغمبر که جنت از اله | گر همی خواهی ز کس چیزی مخواه
ور نخواهی ضامنم پس مر ترا | جنة الفردوس و دیدار خدا
هین از و خواهید نی از غیر او | آب در یم جو مجو در خشک جو
ور بخواهی از دگر هم او دهد | بر کفش میل سخا هم او نهد

۵۱ ای تو نیز در خیر و شر خیال بطرف دیگر مکن ۱۲

حکایت

یک جزیره سبز هست اندر جهان ‌‌ ‌‌ کاندرو گاویست تنها خوش دهان

جمله صحرا را چرد او تا بشب ‌‌ ‌‌ تا شود زفت و عجیب و منتجب

شب ز اندیشه که فردا چه خورم ‌‌ ‌‌ گردد او چون تارِ مو لاغر ز غم

چون برآید صبح گردد سبز دشت ‌‌ ‌‌ تا میانِ رسته قصیل و سبز کشت

اندر افتد گاو با جوع البقر ‌‌ ‌‌ تا بشب آنرا چرد او سربسر

باز زفت و فربه و لمتر شود ‌‌ ‌‌ آن تنش از پیه و قوت پر شود

باز شب اندر تب افتد از فزع ‌‌ ‌‌ تا شود لاغر ز خوفِ منتجع

که چه خواهم خورد فردا وقتِ خور ‌‌ ‌‌ سالها اینست کارِ آن بقر

هیچ نندیشد که چندین سالِ من ‌‌ ‌‌ میخورم زین سبزه زار و زین چمن

هیچ روزی کم نیامد روزیم ‌‌ ‌‌ چیست این ترس و غم و دلسوزیم

این نفس گاوست و آن دشت این جهان ‌‌ ‌‌ که همی لاغر شود از خوفِ نان

که چه خواهم خورد مستقبل عجب ‌‌ ‌‌ قوتِ فردا از کجا سازم طلب

سالها خوردی و کم نامد ز خور ‌‌ ‌‌ ترکِ مستقبل کن و ماضی نگر

گر جهان را پر درِ مکنون کنند ‌‌ ‌‌ روزیِ تو چون نباشد چون کنند

غم خور و نانِ غم افزایان مخور ‌‌ ‌‌ زانکه عاقل غم خورد کودک شکر

ورفگن تدبیرِ خود را پیشِ دوست ‌‌ ‌‌ گرچه تدبیرت هم از تدبیرِ اوست

کار آن دارد که حق افراشتست | آخر آن روید که اول کاشتست
هرچه کاری از برای او بکار | چون اسیر دوستی ای دوستدار
ننگ درویشی ز درویشی ماست | روز و شب از روزی اندیشی ماست
بر دلِ خود کم نه اندیشهٔ معاش | عیش کم ناید تو بر درگاه باش
ای دو دیده سوی دکان از پگاه | هین بمسجد رو بجو رزق از اله
چون قضا آید شود تنگ این جهان | از قضا حلوا شود رنج دهان

باب سی و چهارم در رضاء بالقضا

گفت اذا جاء القضا ضاق الفضا | تحجب الابصار اذ جاء القضا
گر شود ذرات عالم حیله پیچ | با قضای آسمان هیچست هیچ
چون قضا بیرون کند از چرخ سر | عاقلان گردند جمله کور و کر
حکم تقدیرش چو آید بی وقوف | عقل چه بود در قمر افتد خسوف
غیر آنکه در گریزی در قضا | هیچ حیله ندهدت از وی رها
با قضا هر که شبیخون آورد | سرنگون آید ز خونِ خود خورد
اعجمی چون گشته اندر قضا | میگریزانی ز داور مال را
این قضا را هم قضا داند علیج | عقل خلقان در قضا گیجست و گیج
با قضا پنجه مزن ای تند و تیز | تا نگیرد هم قضا با تو ستیز
مرده باید بود پیش حکم حق | تا نیاید زخم از رب الفلق
چون قضا آید شود دانش بخواب | مه سیه گردد بگیرد آفتاب

چرخ گردان را قضا گمره کند / صد عطارد را قضا ابله کند

زیرکی بفروش و حیرانی بخر / زیرکی ظنست و حیرانی نظر

داند آنکو نیکبخت و محرمست / زیرکی ز ابلیس و عشق از آدمست

اکثر اهل الجنة البله ای پدر / بهر این گفتست سلطان البشر

زیرکی چون باد کبر انگیز تست / ابلهی شو تا بماند دل درست

ابلهی نی کو بمسخرگی دوتوست / ابلهی کو واله و حیران هوست

چون قضا آید فرو پوشد بصر / تا نداند عقل ما پا را ز سر

چشم آدم چون بنور پاک دید / جان و سر نامها گشتش پدید

اینهمه دانست چون آمد قضا / دانشش یک نهی شد بروی خطا

این قضا ابری بود خورشید پوش / شیر و اژدرها شود زو همچو موش

بر قضا کم نه بهانه ای جوان / جرم خود را چون نهی بر دیگران

بل قضا حقست و جهد بنده حق / هین مباش اعور چو ابلیس خلق

گرد خود برگرد و جرم خود ببین / جنبش از خود بین و از سایه مبین

فعل تو که زاید از جان و تنت / همچو فرزندت بگیرد دامنت

فعل را در غیب صورت می کنند / فعل دزدی را بدار می برند

دار کی ماند بدزدی لیک آن / هست تصویر خدای غیب دان

رنج را باشد سبب بد کردنی / بد ز فعل خود شناس از بخت نی

چرم بر خود نه که تو خود کاشتی
با جزا و عدل حق کن آشتی

هر چه از تو یاوه گردد از قضا
تو یقین دان که خریدت از بلا

گر قضا پوشد سیه همچون شبت
هم قضا دستت بگیرد عاقبت

گر قضا صد بار قصد جان کند
هم قضا جانت دهد درمان کند

این قضا صد بار گر راهت زند
بر فراز چرخ خرگاهت زند

چون قضا خواهد کسی را بفسرد
سردی از صد پوستین هم بگذرد

در وجودش لرزه بنهد که آن
نی بجامه به شود نی ز آتش آن

چون قضا آید طبیب ابله شود
وان دوا در نفع هم گمره شود

حکایت

آمد از آفاق یار مهربان
یوسف صدیق را شد میهمان

کآشنا بودند وقت کودکی
بر وساده آشنائی متکی

یاد دادش جور اخوان و حسد
گفت کان زنجیر بود و ما اسد

عار نبود شیر را از سلسله
نیست ما را از قضای حق گله

در قضا یعقوب چون بنهاد سر
چشم روشن کرد از بوی پسر

در توکل جز که تسلیم تمام
در غم و راحت همه مکرست و دام

شرط تسلیمست نی کار دراز
سود نبود در ضلالت ترکتاز

باب سی و پنجم در تسلیم

همچو اسمعیل پیشش سر بنه — شاد و خندان پیش تیغش جان بده

تا بماند جانت خندان تا ابد — همچو جان پاک احمد با احد

عاشقان جام فرح آنگه کشند — که بدست خویش خوبانشان کشند

من نهم پیش تو شمشیر و کفن — میکشم پیش تو گردن را بزن

ای جفای تو ز دولت خوبتر — وانتقام تو ز جان محبوبتر

آن بدی که تو کنی از خشم و جنگ — با طرب‌تر از سماع و بانگ چنگ

عاشقم بر قهر و بر لطفش بجد — ای عجب من عاشق این هر دو ضد

گر مرادت را مذاق شکرست — بی‌مرادی نه مراد دلبرست

ناخوش او خوش بود بر جان من — جان فدای یار دل رنجان من

عاشقم بر رنج خویش و درد خویش — بهر خشنودی شاه فرد خویش

هست تارش خونبهای صد هلال — خون عاشق ریختن او را حلال

چون ز عفو او چنین اغرا ساختم — توبه کردم اعتراض انداختم

دوستی چون زر بلا چون آتشست — زر خالص در دل آتش خوشست

91

باب سی و هشتم در صبر

وصل پیدا گشت از عین بلا — زان حلاوت شد عبارت ما قلا

رنج گنج آمد که رحمتها در وست — مغز تازه شد چو بخراشید پوست

آن بهاران مضمرست اندر خزان — در بهارست آن خزان مگریز از آن

رنج و غم را حق پی آن آفرید — تا بدین ضد خوشدلی آید پدید

آفتابی گر برآید نارگون — ساعتی دیگر شود او سرنگون

اختری تافته بر چار طاق — لحظه لحظه مبتلای احتراق

ماه کو افزود ز اختر در جمال — شد ز رنج دق او همچون هلال

آب خوش کو روح را همشیره شد — در غدیری زرد و تلخ و تیره شد

آتشی کو باد دارد در بروت — هم یکی بادی برو خواند یموت

حال دریا ز اضطراب و جوش او — فهم کن تبدیلهای هوش او

چرخ سرگردان که اندر جستجوست — حال او چون حال فرزندان اوست

گه حضیض و گه میانه گاه اوج — اندرو از سعد و نحسی فوج فوج

چونکه کلیات را رنجست و درد — جزو ایشان چون نباشد روی زرد

گوی آنکه راست بی نقصان شود — کو ز زخم دست شه رقصان شود

جان سپر کن تیغ بگذار ای پسر — هر که بی سر بود ازین شه بر دهد سر

همره غم باش و با وحشت بساز — می طلب در مرگ خود عمر دراز

۵۴ ما التصوف قال وجد الفرح — فی الفؤاد عند اتیان الترح

عاقلان از بی‌مرادیهای خویش — با خبر گشتند از مولای خویش

بی‌مرادی شد قلاوز بهشت — حفت الجنه شنوای خوش سرشت

دوستان بین کو نشان دوستان — دوستان را رنج باشد همچو جان

کی گران گیرد ز رنج دوست دوست — رنج مغز و دوستی آنرا چو پوست

۵۱ قوله آتشی کو ...

۵۲ قوله ما التصوف ...

۵۳ ...

۹۲

بی نشان از دوستی شد سرخوشی | در بلا و آفت و محنت کشی

چون گرانیها اساس راحتست | تلخها هم پیشوای نعمتست

زان حدیث تلخ میگویم ترا | تا ز تلخیها فرو شویم ترا

حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِمَکْرُوهاتِنا | حُفَّتِ النِّیرانُ مِنْ شَهَواتِنا

هر که در زندان قرین محنتست | آن جزای لقمهای شهوتست

جز بشب خلوت نباشد شاه را | جز بدرد دل مجو دلخواه را

هر کجا شمع بلا افروختند | صد هزاران جان عاشق سوختند

حق تعالی گرم و سرد و رنج و درد | بر تن ما می نهد ای شیرمرد

خوف و جوع و نقص اموال و بدن | جمله بهر نقد جان ظاهر شدن

داد مر فرعون را صد ملک و مال | تا بکرد او دعوی عز و جلال

تو ز تلخی چونکه دل پرخون شوی | پس ز تلخیها همه بیرون شوی

در همه عمرش ندید او دردسر | تا ننالد با خدا آن بدگهر

داد او را جمله ملک اینجهان | تا نخواند مر خدا را در نهان

شاد از غم شو که غم دام بقاست | اندرین ره سوی پستی ارتقاست

غم یکی گنجست و رنج تو چو کان | لیک کی در گیرد این در کودکان

کان بلا دفع بلاهای بزرگ | وان زیان منع زیانهای سترگ

تا بدانی که زیان جسم و مال | سود جان باشد رهاند از وبال

---

۹ کر رنج دنیا بسیار خواهی کشید از بلا عقوبات اخروی نجات خواهی یافت ۱۲

۵ ای این سخن در گوش کودکان که مراد از فرقه غافلان باشد کجا اثر خواهد کرد ۱۲

۶ قوله کان بلا یعنی بعض بلا موجب دفع بلاهای بزرگ باشد چنانکه تب یکروزه مومن گنهگار را زائل کننده هفتاد گناه باشد ۱۲

بنده مینالد بحق از درد و نیش　　صد شکایت میکند از رنج خویش

حق همیگوید که آخر رنج و درد　　مر ترا لابه کنان و راست کرد

نی تو صیادی و جویای منی　　بندهٔ افکندهٔ رای منی

حیله اندیشی که در من در رسی　　در فراق و جستن من بیکسی

چاره می جوید پی من درد تو　　میشنودم دوش آه سرد تو

می توانم هم که بی این انتظار　　ره دهم بنمایمت راه گذار

تا ازین گرداب دوران وا رهی　　بر سر گنج وصالم پا نهی

لیک شیرینی و لذات مقر　　هست اندازهٔ رنج سفر

آنکه از شهر و ز خویشان بر خوری　　کز غریبی رنج و محنتها بری

در حقیقت هر عدو داروی تست　　کیمیا و نافع و دلجوی تست

که ازو اندر گریزی در خلا　　استعانت جویی از لطف خدا

در حقیقت دوستانت دشمن اند　　که ز حضرت دور و مشغولت کنند

آدمی را پوست نامدبوغ دان　　از رطوبتها شده زشت و گران

تلخ و تیزه مالش بسیار ده　　تا شود پاک و لطیف و با فره

ور نمی تابی رضا ده ای عیار　　تا خدا رنجت دهد بی اختیار

که بلای دوست تطهیر شماست　　علم او بالای تدبیر شماست

هر زمان گوید بگوشم بخت نو　　گر ترا غمگین کنم غمگین مشو

من ترا غمگین و گریان زان کنم	تا کت از چشم بدان پنهان کنم
تلخ گردانم ز غمها خوی تو	تا بگردد چشم بد از روی تو
چون نشان مؤمنان مغلوبیست	لیک در اشکست مؤمن خوبیست
در اگرچه خرد و اشکسته شود	توتیای دیدهٔ خسته شود
ای در از اشکست خود بر سر مزن	کز شکستن روشنی خواهد شدن
تو مبین گر برد رختی یا بچاه	تو مرا بین که منم مفتاح راه
تا توانی بنده شو سلطان مباش	زخم کش چون گوی شو چوگان مباش
خدمت اکسیر کن مس وار تو	جور میکش ای دل از دلدار تو
نیکبختی را چو حق رنجی دهد	رخت را نزد یکی تر وا می نهد
لیک چون رنجی دهد بدبخت را	او براندازد بکفران رخت را
چون محک آید بلا و بیم جان	زان پدید آید شجاع از هر جبان
همچو آب نیل آمد این بلا	سعد را آبست و خون بر اشقیا
هر که پایان بین تر او مسعودتر	جد تر او کارگر افزون دیدتر
عمر خوش در قرب جان پروردنست	عمر زاغ از بهر سرگین خوردنست

باب سی و هفتم در قرب

قرب بر انواع باشد ای پدر	میزند خورشید بر کهسار و در
آن نمی بینی که قرب اولیا	صد کرامت دارد و کار و کیا

یعنی کسی که اوقات خود را در اطاعت و تقرب ایزدی بسر می برد عمر خوش میگذراند از عمر بسیار چه حاصل زیرا که زاغ عمر دراز دارد و در خوردن گندگی بسر می کند ۱۲

قرب بر انواع یعنی تقرب الی الله را اقسام بسیارست که هر کرا بقدر ماده و استعداد او حاصل گردد چنانکه ضیای خورشید یکسان است لیکن هر شی روشنی او را بقدر حالت خود استیعاب می کند ۱۲

قرب خلق و رزق بر جمله است عام	قرب وحی عشق دارند این کرام
گفت پیغمبر که معراج مرا	نیست بر معراج یونس اجتبا
آن من بر چرخ و آن او نشیب	زانکه قرب حق برونست از حسیب
قرب نی بالا و پستی رفتنست	قرب حق از قید هستی رستنست
آنکه چون سگ ز اصل کهدانی بود	کی مر او را حرص سلطانی بود
آنچه جستست اقرب از حبل الورید	تو فگنده تیر فکرت را بعید
ای کمان و تیرها بر ساخته	صید نزدیک و تو دور انداخته
هر که دور اندازتر او دورتر	وز چنین گنجست او مهجورتر

باب سی و هشتم در انس

در غم ما روزها بیگاه شد	روزها با سوزها همراه شد
روزها گر رفت گو رو باک نیست	تو بمان ای آنکه چون تو پاک نیست
هر که جز ماهی ز آبش سیر شد	هر که بی روزیست روزش دیر شد
اتصالی بی تکیف بی قیاس	هست رب الناس را با جان ناس
اتصالی که نگنجد در کلام	گفتنش تکلیف باشد والسلام
پیش من آوازت آواز خداست	عاشق از معشوق حاشا کی جداست
چونکه با حق متصل گردید جان	ذکر آن اینست و ذکر اینست آن
چونکه با معشوق گشتی همنشین	رفع کن دلالگان را بعد ازین

خوی با او کن امانتهای تو — این آید از افول و از عتو

خوی با او کن که خور را آفرید — خوهای انبیا را پرورید

رو بجو اهی کرد آخر در لحد — آن به آید که کنی خو با احد

آنکه شد انسش بشاه فرد خویش — یافت درمانهای جمله درد خویش

چون از آن اقبال شیرین شد دهان — سرزد شد بر آدمی ملک جهان

این خبرها از نظر خود نائبست — بهر حاضر نیست بهر غائبست

هرکه او اندر نظر موصول شد — این خبرها پیش او معزول شد

باب سی و نهم در مکاشفه و مشاهده

مطرب جان مونس مستان بود — نقل و قوت و قوت مستان بود

چرخ را در زیر پا آر ای شجاع — بشنو از فوق فلک بانگ سماع

پنبه وسواس بیرون کن ز گوش — تا بگوشت آید از گردون خروش

پاک کن دو چشم را از موی عیب — تا ببینی باغ و سروستان غیب

چشم را در روشنائی خوی کن — گر نه خفاشی نظر آن سوی کن

دیده بینا از لقای حق شود — حق کجا همراز هر احمق شود

هرکه دید الله را اللهیست — هرکه دید آن بحر را او ماهیست

حاصل اندر وصل چون افتاد مرد — گشت دلاله به پیش مرد سرد

چون شدی بر بامهای آسمان — سرد باشد جستجوی نردبان

غیب را ابری و آبی دیگرست / آسمان و آفتابی دیگرست

ناید آن الا که بر خاصان پدید / باقیان فی لبس من خلق جدید

دفع کن از مغز و از بینی زکام / تا که ریح الله آید در مشام

گر به بینی یکنفس حسن ودود / اندر آتش افگنی جان و وجود

چند بینی گردش دولاب را / سر برون کن هم ببین تو آب را

تو همیگویی که می بینم ولیک / دیدن آن را بس علامتهاست نیک

گردش کف را چو دیدی مختصر / حیرتت باید بدریا در نگر

آنکه کف را دید سر گویان شود / وانکه دریا دید او حیران شود

هر ولی کو در تحیر با خداست / کی شود پوشیده بر وی چپ و راست

حیرتی باید که روبد فکر را / خورده حیرت فکر را و ذکر را

آنکه کف را دید نیتها کند / وانکه دریا دید دل دریا کند

آنکه کفها دید باشد در شمار / وانکه دریا دید شد بی اختیار

آنکه او کف دید در گردش بود / وانکه دریا دید او بی غش بود

کی کند آن مست جز عدل و صواب / که ز جام حق کشیدست او شراب

جادوان فرعون را گفتند بیست / مست را پروای دست و پای نیست

دست و پای ما شراب حق شدست / دست ظاهر سایه است و کاسدست

خلق نبود گر سزای آن شراب / آن بریده به ز شمشیر ضراب

قوله ابری و آبی دیگرست از کف در جمله اشعار مظهرات ظاهری اند و مراد از دریا ذات حقیقی ۱۲

[illegible]

قوله حیرتی باید بیاید در نسبت که حیرت برو قسم است یکی محمود که بعد فکر و ذکر در تصور صفات جلال و جمال حیرتی دست دهد دوم آنکه در آغاز حق طلبی رو نماید و دست از طلب باز کشد و اینجا مراد از قسم اول است ۱۲

یعنی آن حیرت باعث ترقی [illegible]

قوله جادوان [illegible]

قوله [illegible]

دیده کو نبود ز وصلش در گره / آنچنان دیده سفید و کور به

اندران دستی که نبود آن نقاب / آن شکسته به بساطور قصاب

ساحران واقف از دست خدا / کی نهند این دست و پا را دست و پا

آنچنان پایی که از رفتار او / جان نه پیوندد بغیر از یار او

آنچنان پا در حدید اولی است / آنچنان پا عاقبت در و سست

گوش کو نبود سزای راز او / برکنش از سر که نبود آن نکو

ای همه دریا چه خواهی کرد نم / ای همه هستی چه میجویی عدم

هیچ محتاج می گلگون نه / ترک کن گلگونه تو گلگونه

ای رخ چون زهره ات شمس الضحی / ای گدای رنگ تو گلگونها

باده کاندر خم همی جوشد نهان / ز اشتیاق روی تو جوشد چنان

ای مه تابان چه خواهی گرد گرد / ای که مه در پیش رویت روی زرد

تاج کرمناست بر فرق سرت / طوق اعطیناک آویز برت

جوهرست انسان و چرخ او را عرض / جمله فرع و پایه اند او شد غرض

بحر علمی در نمی پنهان شده / در سه گز تن عالمی پنهان شده

ای غلامت عقل و تدبیرات و هوش / چون چنینی خویش را ارزان فروش

علم جویی از ورقها ای فسوس / ذوق جویی تو ز حلوا ای فسوس

می چه باشد یا سماع و یا جماع / تا بجویی زو نشاط و انتفاع

کبریا انسان را بر جملهٔ مخلوقات تفضیل داده است و هرگاه که افلاک با اینهمه رفعت و سعت از انسان بمرتبه ادنی باشند دیگران در چه حساب باشند

آفتاب از ذره شد وام خواه	زهره از خمره شد جام خواه
جان بی کیفی شده محبوس کیف	آفتابی حبس عقده اینت حیف
جای روح پاک علیین بود	کرم باشد کش وطن سرگین بود
بهر مخمور خدا جام طهور	بهر این مرغان کور این آب شور
در ده ای ساقی یکی رطل گران	خواجه را از ریش و سبلت وا رهان

باب چهلم در وجد

این نفس جان دامنم برتافتست	بوی پیراهان یوسف یافتست
سن چه گویم یک رگم هشیار نیست	شرح آن یاری که او را یار نیست
خوشتر آن باشد که سر دلبران	گفته آید در حدیث دیگران
چون زنم دم کاتش دل تیز شد	شیر هجر آشفته و خونریز شد
آنکه او هشیار خود تندست و مست	چون بود چون او قدح گیرد بدست
مرد برنا زان شراب زود گیر	درمیان راه می افتد چو پیر
خاصه این باده که از خم نبیست	نی ازین می که مستی آن یکشبیست
آنکه از اصحاب کهف از نقل نقل	سیصد و نه سال گم کردند عقل
وان زنان مصر جامی خورده اند	دستها را شرحه شرحه کرده اند
ساحران هم سکر موسی داشتند	دار را دلدار می پنداشتند
جعفر طیار زان می بود مست	زان گرو میکرد بیخود پا و دست

آب رحمت بایدت رو پست شو / وانگهان خور خمر رحمت مست شو

رحمت اندر رحمت آید تا بسر / بر یکی رحمت فرو آ ای پسر

سخت مست و بیخود و آشفته شد / دوش ای جان بر چه پهلو خفته‌ئی

عشق جوشد باده تحقیق را / او بود ساقی نهان صدیق را

چون بجوئی تو بتوفیق حسن / باده آب جان بود ابریق تن

چون بیفزاید می توفیق را / قوت می بشکند ابریق را

پرتو ساقی ست کاندر شیره رفت / شیره بر جوشید و رقصان گشت و زفت

بی تفکر پیش هر داننده هست / اینکه با جنبنده جنباننده هست

گر تو او را می نبینی در نظر / فهم کن آنرا باظهار اثر

تن بجان جنبد نمی بینی تو جان / لیک از جنبیدن تن جان بدان

همچنان که قدر تن از جان بود / قدر جان از پرتو جانان بود

گر بدی جان زنده بی پرتو کنون / هیچ گفتی کافران را میتون

بی تماشای صفتهای خدا / گر خورم نان در گلو ماند مرا

چون گوارد لقمه بی دیدار او / بی تماشای گل و گلزار او

زین خرد جاهل همی باید شدن / دست در دیوانگی باید زدن

هر که بستاید ترا دشنام ده / سود و سرمایه بمفلس وام ده

ایمنی بگذار و جای خوف باش / بگذر از ناموس و رسوا باش فاش

۱۰۱ خرد عقل فلاسفه بود که با وجود چنین عقول کامله داشته باری را نشناختند و در اسماء و افتادند پس بیفزاید که از چو عقل دیوانگی بهتر است ۱۲

آزمودم عقل دوراندیش را / بعد ازین دیوانه سازم خویش را

عقل من گنج است و من ویرانه ام / گنج اگر پیدا کنم دیوانه ام

اوست دیوانه که دیوانه نشد / این عسس را دید و در خانه نشد

ما اگر قلاش و گر دیوانه ایم / مست آن ساقی و آن پیمانه ایم

بر خط فرمان او سر می نهیم / جان شیرین را گروگان میدهیم

بار دیگر آمدم دیوانه وار / رو رو ای جان زود زنجیری بیار

هین بنه بر پایم آن زنجیر را / که دریدم سلسلهٔ تدبیر را

غیر آن زنجیر زلف دلبرم / گر دو صد زنجیر آری بر درم

هرچه غیر شورش و دیوانگیست / اندرین ره دوری و بیگانگیست

عشق شور انگیز باید مرد را / تا صلائی در دهد این درد را

تا چنین کاری نیفتد مرد را / او چه داند عشق را و درد را

باز دیوانه شدم من ای طبیب / باز سودائی شدم من ای حبیب

حلقهای سلسلهٔ آن ذو فنون / هر یکی حلقه دهد دیگر جنون

زیر هر حلقه فنون دیگرست / پس مرا هر دم جنون دیگرست

پس فنون باشد جنون این شد مثل / خاصه در زنجیر آن میر اجل

آنچنان دیوانگی بگسست بند / که همه دیوانگان پندم دهند

اندرین محضر خردها شد ز دست / چون قلم اینجا رسیده شد شکست

هیچکس را تا نگردد او فنا	نیست ره در بارگاه کبریا

باب چهل و یکم در فنا و بقا

هیچ حاکی و همه فهم و فکر ماست	موج آبی محو و سکر است و فناست
تا درین سکری ازان سکری تو دور	تا ازین مستی ازان جامی تو کور
٥٢ راه فانی گشته راه دیگر است	زانکه هشیاری گناه دیگر است
هست هشیاری زیاد ما مضا	ماضی و مستقبلت پرده خدا
آتش اندر زن بهر دو تا بکی	پرگره باشی ازین هر دو چو نی
٥٣ چون بطوف خود بطوفی مرتدی	چون بخانه آمدی هم با خودی
آینه هستی چه باشد نیستی	نیستی بگزین گر ابله نیستی
پیش هست او بباید نیست بود	چیست هستی پیش او کور و کبود
دیده ما چون بسی علت درست	رو فنا کن دید خود در دید دوست
دید ما را دید او نعم العوض	یابی اندر دید او کلی غرض
طفل تا گویا و تا پویا نبود	مرکبش جز گردن بابا نبود
چون فضولی گشت و دست و پا نمود	در عنا افتاد و در کور و کبود
جانهای خلق پیش از دست و پا	می پریدند از وفا اندر صفا
٥٤ چون بامر اهبطوا بندی شدند	حبس خشم و حرص و خرسندی شدند
هست خود در هست آن هستی بباز	همچو مس در کیمیا اندر گداز

٥٢ قوله راه فانی حاصل این ... که هر که فانی فی الله گردید همیشه در استغراق معرفت خواهد بود و هیچگاه ازان کیفیت جدا نخواهد شد هرگاه که هشیار شد ازان کیفیت مفارقت کرد پس جدا شدن ازان معامله نزد عرفا گناه باشد زیراکه در صورت هوشیاری از توجه ... ظاهری ... بغفلت ... حالت لازم آمد ١٢

٥٣ قوله چون بطوف خود یعنی هرگاه انسان وجود خود را موجود ... غافل شد ...

٥٤ قوله چون بامر یعنی چون حضرت آدم و حوا علیه السلام در بهشت بودند از جمله آفات دنیا محفوظ بودند و چون ...

۵۱ درمن و ما سخت کردستی تو دست / هست این جملهٔ خرابی از دو هست
۵۲ هستی اندر نیستی بتوان نمود / مالداران بر فقیر آرند جود
نیستی و نقص هر جایی که خاست / آینهٔ خوبی جمله پیشه‌هاست
نقصها آیینهٔ وصف کمال / وان حقارت آینهٔ عز و جلال
هر که نقص خویش را دید و شناخت / اندر استکمال خود دو اسپه تاخت
هر که آوا ز هستی خود دور شد / منتهای کار او مسرور شد
علتی بدتر ز پندار کمال / نیست اندر جانت ای مغرور ضال
زان نمی‌پرد بسوی ذو الجلال / کو گمانی می‌برد خود را کمال
از دل و از دیده‌ات بس خون رود / تا ز تو این معجبی بیرون رود
۵۳ علت ابلیس انا خیری بدست / وین مرض در نفس هر مخلوق هست
بس زیادتها درون نقصهاست / مر شهیدان را حیات اندر فناست
گفت قائل در جهان درویش نیست / ور بود درویش آن درویش نیست
۵۴ عاشق حق و حق آنست کو / چون بیاید از تو نبود تار مو
۵۵ صد چو تو فانیست پیش آن نظر / عاشقی بر نفی خود خواجه نگر
۵۶ سایه‌ای و عاشقی بر آفتاب / شمس آید سایه لا گردد شتاب
سایه‌هایی کو بود جویای نور / نیست گردد چون کند نورش ظهور
همچنین جویای درگاه خدا / چون خدا آید شود جوینده لا

۵۳ قوله علت ابلیس یعنی شیطان لعین که خود را از آدم علیه السلام بهتر دانست و گفت انا خیر منه ملعون گردید و مراد از لفظ مخلوق در مصراع ثانی مردم عوام اند نه خواص فافهم ۱۲

۵۴ قوله عاشق حق یعنی هرگاه وصل حق میسر شود عاشق حقیقی وجود خود را برابر تار موی هم موجود نخواهد دانست ۱۲

گرچه آن وصلت بقا اندر بقاست / لیک ز اول آن بقا اندر فناست

هالک آمد پیش وجهش هست و نیست / هستی اندر نیستی خود طرفه ایست

چیست معراج فلک این نیستی / عاشقان را مذهب و دین نیستی

چون شنیدی شرح بحر نیستی / کوش دائم تا برین بحر ایستی

چونکه اصل کارگاه آن نیستیست / که خلا و بی نشانست و تهیست

نیستی چون هست بالایین طبق / بر همه بردند درویشان سبق

سر موتوا قبل موت این بود / کز پس مردن غنیمتها رسد

غیر مردن هیچ فرهنگی دگر / در نگیرد با خدا ای حیله گر

یک عنایت به ز صد گون اجتهاد / جهد را خوفست در کون و فساد

وان عنایت هست موقوف ممات / تجربه کردند این ره را ثقات

تا نگشتند اختران ما نهان / وانکه پنهانست خورشید جهان

ذره سایه عنایت بهترست / از هزاران کوشش طاعت پرست

خرم آنکه عجز و حیرت قوت اوست / در دو عالم خفته اندر ظل دوست

هم در اول هم در آخر عجز دید / مرده شد دین العجائز را گزید

زندگی در مردن و در محنتست / آب حیوان در درون ظلمتست

چون ز خود رستی همه برهان شدی / چونکه بنده نیستی سلطان شدی

من غلام آنکه نفروشد وجود / جز بدان سلطان با افضال و جود

[illegible]

... که وجود خورشید عالم تاب طلوع نکرده باشد ۱۲

۵ قوله مرده شد حدیث شریف ست که دین خود را چنان محکم گیرید چنانکه زنان فرتوت بر امور قدیمه خود مستحکم می باشند و تا مرگ نمی گذارند ۱۲

مرده شو تا مُخرج الحیِّ الصمد ۞ زنده‌ای زین مرده بیرون آورد

پشم را زانکه شناسی از گهر ۞ کز خیالِ خود کنی کلّی عبر

زانکه هستی سخت مستی آورد ۞ عقل از سر شرم از دل می‌برد

کارگاهِ گنجِ حق در نیستی ست ۞ غرهٔ هستی چه دانی نیست چیست

کاشکی هستی زبانی داشتی ۞ تا ز هستان پرده‌ها برداشتی

هرچه گوئی ای دم هستی ازان ۞ پردهٔ دیگر برو بستی بدان

همچنین معدوم کو از خویش رفت ۞ بهترینِ هستها افتاد و رفت

خوش براتی گشت خنگِ نیستی ۞ سوی هستی آردت گر نیستی

چون بمردی گشتی زنده ز دو ۞ باغیی باشی بشرکت ملک جو

چون بدو زنده شدی آن خود دو است ۞ وحدتِ محض است آن شرکت کی است

شرح این در آینهٔ اعمال جو ۞ که نیابی فهم آن از گفتگو

گر همیخواهی که بفروزی چو روز ۞ هستی همچون شب خود را بسوز

گر بگویم آنچه دارم در درون ۞ بس جگرها گردد اندر حال خون

بس کنم خود زیرکان را این بس است ۞ بانگ دو کردم اگر در ده کس است

حکایت

آن یکی نحوی بکشتی در نشست ۞ رو بکشتیبان نهاد آن خودپرست

گفت هیچ از نحو خواندی گفت لا ۞ گفت نیم عمر تو شد در فنا

دل شکست گشت کشتیبان زتاب / لیک خامش کرد آندم از جواب

باد کشتی را بگرداب افگند / گفت کشتیبان بدان نحوی بلند

هیچ دانی آشنا کردن بگو / گفت نی ای خوش جواب خوبرو

گفت کل عمرت ای نحوی فناست / زانکه کشتی غرق این گردابهاست

محو می باید نه نحو اینجا بدان / گر تو محوی بی خطر در آب ران

آب دریا مرده را بر سر نهد / ور بود زنده ز دریا کی رهد

چون بمردی تو ز اوصاف بشر / بحر اسرارت نهد بر فرق سر

خویش را صافی کن از اوصاف خود / تا ببینی ذات پاک صاف خود

بی نشان را مید هد حق هوشها / حلقه حلقه حلقها در گوشها

پای کوبان دست افشان در ثنا / تا زنازان ربنا احییتنا

بازگرد از هست سوی نیستی / طالب ربی و ربانیستی

جهد کن در بیخودی خود را بیاب / زودتر والله اعلم بالصواب

باب چهل و دوم در صحبت

نار خندان باغ را خندان کند / صحبت مردانت از مردان کند

گر اناری همچو خندان بجز / تا دهی خنده ز دانها وجبر

گر تو سنگ خاره و مرمر شوی / چون بصاحبدل رسی گوهر شوی

مهر پاکان درمیان جان نشان / دل مده الا بمهر دلخوشان

[margin notes] ۹۰ قوله محو می باید ... [illegible] ۹۱ یعنی اهل عرفان ... [illegible] ۱۰۷ قوله گر اناری ... که اگر طالب شخص کامل بود چنان کاملی بدست آرد که آثار فیض و برکت از صورت حال او پیدا و هویدا باشد ۱۲

دل ترا در کوی اهل دل کشد / تن ترا در حبس آب و گل کشد
هین غذای دل بده از همدلی / رو بجو اقبال را از مقبلی
مرد حجی همره حاجی طلب / خواه هندو خواه ترک و یا عرب
منگر اندر نقش و اندر رنگ او / بنگر اندر عزم و در آهنگ او
حق ز هر چیزی چو زوجین آفرید / پس نتایج شد ز جمعیت پدید
پس صلهٔ یاران ره لازم شمار / هر که باشد گر پیاده گر سوار
راه سنت با جماعت خوش بود / اسپ با اسپان یقین خوشتر رود
زانکه انبوهی و جمع کاروان / ره زنان را بشکند تیر و سنان
یار غالب جو که تا غالب شوی / یار مغلوبان مشو هین ای غوی
یار باشد یار را پشت و پناه / گر تو نیکو بنگری یار است راه
اتحاد یار با یاران خوش است / پای معنی گیر صورت سرکش است
صورت سرکش گدازان کن برنج / تا ببینی زیر او وحدت چو گنج
یار شو تا یار بینی بی عدد / زانکه بی یاران بمانی بی مدد
چشمها را چار کن در اعتبار / یار کن با چشم خود دو چشم یار
یار چشم تست ای مرد شکار / از خس و خاشاک او را پاک دار
رو بجو یار خدائی را تو زود / چون چنین کردی خدا یار تو بود
کم ز خاکی چونکه خاکی یار یافت / از بهاری صد هزار انوار یافت

امرهم شوری بخوان اندر صحف   یار را باش و مکن از یار اف
چونکه در یاران رسی خامش نشین   اندران حلقه مکن خود را نگین
یار آئینه است جان را در حزن   بر رخ آئینه ای جان دم مزن
تا نپوشد روی خود را از دمت   دم فرو خوردن بباید هر دمت
چشم را با روی او می دار جفت   گرد منگیزان ز راه بحث و گفت
گفت پیغمبر که در بحر هموم   در دلالت دان تو یاران را نجوم
چشم در استارگان نه ره بجو   نطق تشویشش نظر باشد مگو
یار را با یار چون بنشسته شد   صد هزاران سر دل دانسته شد
لوح محفوظ است پیشانی یار   راز کونینش نماید آشکار
اهل دین را باز دان از اهل کین   همنشین حق بجو با او نشین
همنشین اهل معنی باش تا   هم عطا یابی و هم باشی فتا
همنشین مقبلان چون کیمیاست   چون نظرشان کیمیایی خود کجاست
سوی این مرغابیان رو روز چند   تا ترا در آب حیوانی کشند
حاصل این آمد که یار جمع باش   همچو بتگر از حجر یاری تراش
همرهی را جو کزو یابی مدد   همدل و همدرد جویان احد
لیک هر گمراه را همره مدان   غافلان خفته را آگه مدان
هست سنت ره جماعت چون رفیق   بی ره و بی یار افتی در مضیق

یعنی عمل خیر مثل راه باشد ۱۲

۵۰ قوله امرهم شوری الخ اشاره است بآیه و امرهم شوری بینهم یعنی کار ایشان در کار خود با یکدیگر مشورت کردن است ۱۲

۵۱ قوله گفت پیغمبر الخ اشاره است بحدیث شریف اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم یعنی اصحاب من مثل ستارگانند هر که با ایشان اقتدا کند هدایت یابد ۱۲

۵۲ قوله همنشین مقبلان چون کیمیاست یعنی مثل کیمیاست که ... همنشینی ایشان ... کیمیاست ۱۲

۵۳ قوله حاصل این آمد الخ یعنی انسان را ضرورست که صحبت مقبلان اختیار کند و در مجمع اهل دل باشد و اگر همدم اهل هم نرسد چنانکه بتگر از برای خود از سنگ یاری می تراشد همچنان تو نیز رفیقی راهرسان باز میجو تا بینی که گمراه را مصاحب خود مکن که او اوقات تو ضایع خواهد شد ۱۲

هر خری کز کاروان تنها رود / بر وی آن راه از تعب صد تو شود

مر ترا میگوید آن خر خوش شنو / گر نه خر همچنین تنها مرو

راه دین زان رو پر از شور و شرست / که نه راه هر مخنث گوهرست

دیو گرگست و تو همچون یوسفی / دامن یعقوب مگذار ای صفی

گفت اطفال من اند این اولیا / در غریبی فرد از کار و کیا

از برای امتحان خوار و یتیم / لیک اندر سر منم یار و ندیم

هان و هان این دلق پوشان من اند / صد هزار اندر هزار و یک تن اند

سایهٔ شاهان طلب هر دم شتاب / تا شوی زان سایه بهتر ز آفتاب

گرگ اغلب آنگهی گیرا بود / کز رمه شیشک بخود تنها بود

هر نبی خود اندرین راه درست / معجزه بنمود و همراهان بجست

ناریان مر ناریان را جاذبند / نوریان مر نوریان را طالبند

جان هامان جاذب قبطی شده / جان موسی جاذب سبطی شده

هست موسی پیش قبطی بس ذمیم / هست هامان پیش سبطی بس رجیم

آن یکی را صحبت اخیار خار / لاجرم شد پهلوی فجار جار

ای فغان از یار ناجنس ای فغان / همنشین نیک جویید ای مهان

جان جلیس الله گشت آن نیکبخت / که به پهلوی سعیدی برد رخت

بندهٔ یکمرد روشندل شوی / به که بر فرق سر شاهان روی

خاک پاکان لیسی و دیوار شان | بهتر از عام و زر و گلزار شان
دوستی جاهل شیرین سخن | کم شنو کان هست چون سم کهن
جان مادر چشم روشن گویدت | جز غم و حسرت ازان نفزویدت
گرگ گر با تو نماید روبهی | هین مکن باور که ناید زو بهی
جاهل ار با تو نماید همدلی | عاقبت زخمت زند از جاهلی
حق ذات پاک الله الصمد | که بود به مار بد از یار بد
مار بد جانی ستاند از سلیم | یار بد آرد سوی نار جحیم
هر که با دشمن نشیند در زمن | هست او در بوستان در گولخن
هر کجا باشد شه مار البساط | هست صحرا گر بود سم الخیاط
هر کجا دلبر بود خود همنشین | فوق گردونست نی زیر زمین
هر کجا که یوسفی باشد چو ماه | جنتست آن ار چه باشد قعر چاه

مثل

گفت معشوقی بعاشق کای فتی | تو بغربت دیده بس شهرها
پس کدامی شهر زانها خوشترست | گفت آن شهری که در وی دلبرست
هر که باشد همنشین دوستان | هست در گلخن میان بوستان
دل ز هر یاری غذائی میخورد | دل ز هر علمی صفائی می برد
از لقای هر کسی چیزی خوری | وز قران هر قرین چیزی بری
چون ستاره با ستاره شد قرین | لایق هر دو اثر زاید یقین

از قرانِ مرد و زن زاید بشر — از قرانِ سنگ و آهن شد شرر

وز قرانِ خاک با بارانها — میوه‌ها و سبزه و ریحانها

وز قرانِ سبزه‌ها با آدمی — دلخوشیّ و بی‌غمیّ و خرّمی

وز قرانِ خرّمی با جانِ ما — می‌بزاید خوبی و احسانِ ما

چونکه گنجی هست در عالم مرنج — هیچ ویران را مدان خالی ز گنج

قصدِ هر درویش میکن از گزاف — چون نشان یابی بجد میکن طواف

چون ترا آن چشمِ باطن‌بین نبود — گنج می‌پندار اندر هر وجود

گر ترا باز است آن دیدهٔ یقین — زیرِ هر سنگی یکی سرهنگ بین

تا ز درویشی نیابی تو گهر — کی گهر جویی ز درویشی دگر

در طلب زن دائما تو هر دو دست — کین طلب در راه نیکو رهبرست

باب چهل و سوم در طلب

لنگ و لوک و خفته‌شکل و بی‌ادب — سوی او می‌غیژ و او را می‌طلب

این طلب در راهِ حق مانع‌کشیست — کین طلبگاری مبارک جنبشیست

این طلب مفتاحِ مطلوباتِ تست — این سپاه و نصرت و راياتِ تست

گرچه آلت نیستت تو می‌طلب — نیست آلت حاجت اندر راهِ رب

هر کرا بینی طلبگار ای پسر — یار او شو پیش او انداز سر

کز جوارِ طالبان طالب شوی — وز ظلالِ غالبان غالب شوی

تو بهر حالی که باشی می طلب / آب میجو دائما ای خشک لب

خشک لب را هست پیغامی ز آب / که بمانت آرد یقین این اضطراب

آب کم جو تشنگی آور بدست / تا بجوشد آبت از بالا و پست

هر کجا دردی دوا آنجا رود / هر کجا فقرے نوا آنجا رود

هر کجا مشکل جواب آنجا رود / هر کجا تشنه است آب آنجا رود

آن نیاز مریمی بوده است و درد / که چنان طفلے سخن آغاز کرد

حق تعالی گر سموات آفرید / از برای دفع حاجات آفرید

هر چه روئید از پی محتاج رست / تا بیابد هر کسے چیزی که جست

تا سقاهم ربهم آید خطاب / تشنه باش الله اعلم بالصواب

گفت پیغمبر که چون کوبی درے / عاقبت زان در برون آید سرے

چون نشینی بر سر کوی کسے / عاقبت بینی تو هم روی کسے

سایهٔ حق بر سر بنده بود / عاقبت جوینده یابنده بود

عجز و بیداری از یزدان طلب / تا ز کتاب و ز مقال و حرف لب

بخشش بسیار دارد شه بدو / ای شده در وهم تصویری گرو

مغز نغزی دار و آخر آدمی / یکدمی آن را طلب گر زادمے

مرد غرقه گشته جانی می کند / دست را در هر گیاهی می زند

تا کدامش دست گیرد در خطر / دست و پاے می زند از بیم سر

۱۳۸ یعنی بخشایش الهی را پایانی نیست مگر تو از غفلت اصل ما گذاشته تو به بری فزع زاری ۱۲

۱۴۰ قوله مرد غرقه یعنی انسان در حالت اضطراب ناکردنی میکند ... الغریق یتشبث بکل حشیش ۱۲

دوست دارد دوست این آشفتگی	کوشش بیهوده به از خفتگی
اندرین ره می تراش و می خراش	تا دم آخر دمی فارغ مباش
تا دم آخر دمی آخر بود	که عنایت با تو صاحب سر بود
جستجویی از ورای جستجو	من نمیدانم تو میدانی بگو
بانگ می آید که ای طالب بیا	جود محتاج گدایان چون گدا
جود میجوید گدایان و ضعاف	همچو خوبان کاینه جویند صاف
روی خوبان ز آینه زیبا شود	روی احسان از گدا پیدا شود
پس ازین فرمود حق در والضحی	بانگ کم زن ای محمد بر گدا
چون گدا آیینه جود است هان	دم بود بر روی آیینه زیان
پس گدایان آینه جود حق اند	وانکه با حقند جود مطلقند
گر گدایان طامعند و زشت خو	در شکم خواران تو صاحبدل بجو
در تگ دریا گهر با سنگهاست	فخرها اندر میان ننگهاست
الصلا گفتیم یا اهل الرشاد	کین زمان رضوان در جنت گشاد
هین بیا ای طالب دولت شتاب	که فتوحست این زمان در فتح باب
جهد کن تا این طلب افزون شود	تا دلت زین چاه تن بیرون شود
ایکه تو طالب نه تو هم بیا	تا طلب یابی ازین یار وفا
حاصل آنکه هر که او طالب بود	جان مطلوبش بر او راغب بود

کو وین چه سر بود ارشاد شده که آن وقت این شخص محض بیکار نشسته بود شیطان مصاحب او بود و این وقت این کس خط بر زمین می کشد اگرچه فعل عبث است لیکن شیطان از و جدا شد ۱۲

۵۲ قوله اندرین ره الخ یعنی انسان را باید که در طلب جانان هر قدر که ممکن باشد از ذکر و فکر غافل نباشد که مقرون به کاری محرومیست ۱۲

آب را در جوی نبود زان قرار		که نباشد جوی تشنه و آبخوار
تشنه می نالد که ای آب گوار		آب هم نالد که کو آن آبخوار
تشنگان گر آب جویند از جهان		آب هم جوید بعالم تشنگان
دمبدم بر آسمان میدار امید		در هوای آسمان رقصان چو بید
دمبدم از آسمان می آیدت		آب و آتش رزق می افزایدت
گر ترا آنجا برد نبود عجب		منگر اندر عجز و بنگر در طلب
کین طلب در تو گروگان خداست		زانکه هر طالب بمطلوبی سزاست
منگر اندر نقش زشت و خوب خویش		بنگر اندر عشق و در مطلوب خویش
منگر آنکه تو حقیری یا ضعیف		بنگر اندر همت خود ای شریف
چاره آن دل عطای مبدلیست		داد او را قابلیت شرط نیست
بلکه شرط قابلیت داد اوست		داد مغز و قابلیت هست پوست
قابلی گر شرط فعل حق بدی		هیچ معدومی بهستی نامدی
گر بگویم شرح این بیحد شود	ز تا	مثنوی هشتاد من کاغذ شود
هر ولی را نوح کشتیبان شناس		صحبت این خلق را طوفان شناس
هر که خواهد همنشینی با خدا		گو نشین اندر حضور اولیا

باب چهل و چهارم در صفت اولیا

از حضور اولیا گر بگسلی		تو هلاکی زانکه جزو بی کلی

۱۱۵ ان الله لغنی عن العالمین

چون شوی دور از حضور اولیا — در حقیقت گشته دور از خدا

اولیا اطفال حقند ای پسر — غایبی و حاضری بس باخبر

برترند از عرش و کرسی و خلا — ساکنان مقعد صدق خدا

از برای امتحان خوار و یتیم — لیک اندر سر منم یار و ندیم

پیش خلقان خوار و زار و ریشخند — پیش ما محفوظ و مقبول و پسند

هان و هان این دلق پوشان منند — صد هزار اندر هزار و یک تنند

سایهٔ شاهان طلب هر دم شتاب — تا شوی زان سایه بهتر ز آفتاب

چون نتیجهٔ هجر همراهان غمست — کی فراق روی شاهان زان کمست

این سواران شکنند اندر جهان — هیچ چیزی همچو سایهٔ همرهان

گر سفر داری بدین نیت برو — ور حضر باشی ازین غافل مشو

گفت حق اندر سفر هر جا روی — باید اول طالب مردی شوی

قصد گنجی کن که این سود و زیان — در تبع آید تو آن را فرع دان

هر که کارد قصد گندم بایدش — کاه خود اندر تبع می آیدش

که بکاری بر نیاید گندمی — مردمی جو مردمی جو مردمی

قصد کعبه کن چو وقت حج بود — چونکه رفتی مکه هم دیده شود

قصد در معراج دید دوست بود — در تبع عرش و ملائک هم نمود

پاسبان آفتابند اولیا — در بشر واقف ز اسرار خدا

قوله اولیا اشاره است بحدیث شریف که فرموده است خدای برتر که بندگان من عیان من اند و تفریح این امر بالا گذشت ۱۲

اولیا را هست قدرت از اله | تیر جسته باز آرندش ز راه
کیف مد الظل نقش اولیاست | کو دلیل نور خورشید خداست
سایهٔ یزدان بود بندهٔ خدا | مردهٔ این عالم و زندهٔ خدا
طبع ناف آهویست این قوم را | از برون خون و درون شان مشکها
از حدیث اولیا نرم و درشت | تن مپوشان زانکه دینت راست پشت
گرم گوید سرد گوید خوش بگیر | تا ز گرم و سرد بجهی از سعیر
گرم و سردش نوبهار زندگیست | مایهٔ صدق و یقین و بندگیست
دامن او گیر و رو تو بیگمان | تا رهی از دامن آخر زمان
اندرین وادی مرو بی این دلیل | لا احب الآفلین گو چون خلیل
گرنه بینایان بدندی و شهان | جمله کوران مرده اندی در جهان
اختران اند از ورای اختران | کاحتراق و نقص نبود اندران
سائران در آسمانهای دگر | غیر این هفت آسمان مشتهر
راسخان در تاب انوار خدا | نی بهم پیوسته نی از هم جدا
هر که باشد طالع او زان نجوم | نفس او کفار سوزد در رجوم
خشم مریخی نباشد خشم او | منقلب و غالب و مغلوب جو
نور غالب ایمن از نقص و غسق | درمیان اصبعین نور حق
حق فشاند آن نور را بر جانها | مقبلان بر داشته دامانها

کسی که دل او نورانیست حق دارد و خشم او محض لله باشد و مصراع ثانی صفت مریخ است یعنی خشمش او بر خلاف اهل الله است و او چون مریخ غالب و مغلوبست یعنی گاهی غالب و گاهی مغلوب و اهل الله همیشه بر نفس غالب باشند و گاهی مغلوب نفس نشوند ۱۲

وان نثار نور را او یافته — روی از غیر خدا بر تافته

نغمها[۵۱] اندر درون اولیا — اولا گوید که ای اجزای لا

هین ز لای نفی سرها بر زنید — این خیال و وهم را یکسو کنید

ای همه پوسیده در کون و فساد — جان باقیتان نروئید و نزاد

گر بگویم شمه[۵۲] زان نغمها — جانها سر بر زنند از دخمها

گوش را نزدیک کن کان دور نیست — لیک آن گفتن بتو دستور نیست

هین که[۵۳] اسرافیل وقتند اولیا — مرده را زیشان حیاتست و نما

صاحب دل را ندارد آن زیان — گر خورد او زهر قاتل را عیان

زانکه صحت یافت وز پرهیز رست — طالب مسکین میان تب درست

ور تو نمرودیست در آتش مرو — رفت خواهی اول ابراهیم شو

او ز آتش ورد احمر آورد — از زیانها سود بر سر آورد

اولیا[۵۴] اصحاب کهفند ای عنود — در قیام و در تقلب هم رقود

میکشد شان بی تکلف در فعال — بیخبر ذات الیمین ذات الشمال

چیست آن ذات الیمین فعل حسن — چیست آن ذات الشمال اشغال تن

بندگان[۵۵] خاص علام الغیوب — در جهان جان جواسیس القلوب

در درون دل در آید چون خیال — پیش او مکشوف باشد سر حال

آنکه واقف گشت بر اسرار هو — سر مخلوقات چه بود پیش او

۵۳ قوله هین یعنی آگاه باشید که اولیاء الله اسرافیل وقت خود اند که مرده را زنده می‌کنند چنانکه از آواز صور حضرت اسرافیل علیه السلام مردگان زنده خواهند شد ۱۲

۵۵ قوله بندگان ... اشاره است بحدیث شریف ... که ایشان واقف می‌باشند از احوال ... بنور خدا ۱۲

آنکه بر افلاک رفتارش بود	بر زمین رفتن چه دشوارش بود
چشمشان راهم ز نور آسرشته اند	تا ز روح و از ملک بگذشته اند
چونکه موصوفی باوصاف جلیل	ز آتش امراض بگذر چون خلیل
گردد آتش بر تو هم برد و سلام	ای عناصر مر مزاجت را غلام
بر نویس احوال پیر راه دان	پیر را بگزین و عین راه دان

باب چهل و پنجم در پیر و شیخ

پیر تابستان و خلقان تیرماه (ای مردم ۱۲)	خلق مانند شب‌اند و پیر ماه
کرده ام بخت جوان را نام پیر (مراد از مرد کامل ۱۲)	کو ز حق پیرست نز ایام پیر (ای نه از ۱۲)
پیر را بگزین که بی پیر این سفر	هست بس پر آفت و خوف و خطر
هر که در ره بی قلاووزی رود	هر دو روزه راه صد ساله شود
هر که تنها بادیه این ره برید (یعنی بی رهبر ۱۲)	هم بعون همت پیران رسید
آن رهی که بارها تو رفته	بی قلاووز اندر آن آشفته (مددگار ۱۲)
پس رهی را که ندیدستی تو هیچ	هین مرو تنها ز رهبر سر مپیچ
گر نباشد سایهٔ او بر تو گول	پس ترا سرگشته دارد بانگ غول
اندر آ در سایهٔ آن عاقلی	کش نتاند برد از ره ناقلی (ای نتواند برد ۱۲)
ظل او اندر زمین چون کوه قاف	روح او سیمرغ بس عالی طواف
در بشر روپوش کردست آفتاب	فهم کن والله اعلم بالصواب

یعنی نادان و احمق و در حقیقت و تنگیکه حال پیر نباشد نادانست ۱۲

قوله پیر تابستان و خلقان
لفظ خلقان ای الضعف ...
پیر راست ... تیرماه ...
پیراست چون ...
نفع ... پیر و شیخ
۱۱۹
پیر طریقت را بگزین ...
نمود یعنی از ... خصائل ...
بدون هدایت و اعانت
پیر و مرشد صورت نبندد ۱۲

اکمه و ابرص چه باشد مرده نیز — زنده گردد از فسون آن عزیز
آنچه تو در آینه بینی عیان — پیر اندر خشت بیند بیش از آن
هیچ نکشد نفس را جز ظل پیر — دامن آن نفس‌کش را سخت گیر
چون بگیری سخت آن توفیق هوست — در تو هر قوت که باشد جذب اوست
بی سلاحی تو مرو در معرکه — همچو بیباکان مرو در تهلکه
پیر آن نشانند کین عالم نبود — جان ایشان بود در دریای جود
لوح محفوظست او را پیشوا — از چه محفوظست محفوظ از خطا
مومن از ینظر بنور الله شده — از خطا و سهو امین آمده
آنکه از حق یابد او وحی و جواب — هرچه فرماید بود عین ثواب
نه نجومست و نه رملست و نه خواب — وحی حق والله اعلم بالصواب
از پی روپوش عامه در بیان — وحی دل گویند آن را صوفیان
وحی دل گیرش که منظرگاه اوست — چون خطا باشد چو دل آگاه اوست
دست را مسپار جز در دست پیر — حق شدست آن دست او را دستگیر
چونکه دست خود بدست او دهی — پس ز دست آکلان بیرون جهی
دست تو از اهل آن بیعت شود — که یدالله فوق ایدیهم بود
چون بدادی دست خود در دست پیر — پیر حکمت که علیمست و خبیر
کو نبی وقت خویشست ای مرید — تا ازو نور نبی آید پدید

هر که گیرد پیشه‌ای بی اوستا ریشخندی شد به شهر و روستا

هر که تازد سوی کعبه بی دلیل همچو آن سرگشتگان ماند ذلیل

اندر آیینه چه بیند مرد عام که نبیند پیر اندر خشت خام

چشم بینا بهتر از سیصد عصا چشم بشناسد گهر را از حصا

سایهٔ رهبر بهست از ذکر حق یک قناعت به که صد لوت و طبق

غیر پیر استاد و سرلشکر مباد پیر گردون نی ولی پیر رشاد

پیر باشد نردبان آسمان تیر پران از که گردد از کمان

آنچه گوید آن فلاطون زمان هین هوا بگذار و رو بر وفق آن

دست پیر از غایبان کوتاه نیست دست او جز قبضهٔ الله نیست

چون گزیدی پیر نازک دل مباش سست و ریزنده چو آب و گل مباش

چون گرفتی پیر هین تسلیم شو ۵۳ همچو موسی زیر حکم خضر رو

گر چه کشتی بشکند تو دم مزن گر چه طفلی را کشد تو مو مکن

آنکه جان بخشد اگر بکشد رواست نایب است و دست او دست خداست

دست حق میراندش زنده کند زنده چه بود جان پاینده کند

آن پسر را کش خضر ببرید حلق سر آن را درنیابد عام خلق

گر خضر در بحر کشتی را شکست صد درستی در شکست خضر هست

آن کسی را کش چنین شاهی کشد سوی تخت و بهترین جاهی کشد

پس پیر هدایت و ارشاد باید که از افاضه و استفاضه از وجود آید ۱۲

۵۳ قصهٔ حضرت موسی و حضرت خضر علیهما السلام مشهور در باب شکستن کشتی و کشتن طفلی وغیره ۱۲

نیم جان بستاند و صد جان دهد / انچه در وهمت نیاید آن دهد

پس بهر دوری ولیی قایمست / تا قیامت آزمایش دایمست

من نجویم زین سپس راه اثیر / پیر جویم پیر جویم پیر پیر

ای مرا تو مصطفی من چون عمر / از برای خدمتت بندم کمر

ای لقای تو جواب هر سوال / مشکل از تو حل شود بی قیل و قال

ترجمانی هر چه ما را در دلست / دستگیری هر که پایش در گلست

آن یکی را روی او شد سوی دوست / وان یکی را روی او خود روی او

روی هر یک می نگر میدار پاس / بو که گردی تو ز خدمت رو شناس

چون بسی ابلیس آدم روی هست / پس بهر دستی نشاید داد دست

دست ناقص دست شیطانست و دیو / زانکه اندر دام تکلیفست و ریو

مر ترا عقلیست جزوی در نهان / کامل العقلی بجو اندر جهان

جزو تو از کل او کلی شود / عقل کل بر نفس چون غلی شود

ای خنک آن مرد کز خود رسته شد / در وجود زنده پیوسته شد

چون تعلق یافت نان با بو البشر / نان مرده زنده گشت و باخبر

موم و هیزم چون فدای نار شد / ذات ظلمانی او انوار شد

سنگ سرمه چون که شد در دیدگان / گشت بینایی شد آنجا دیدبان

وای آن زنده که با مرده نشست / مرده گشت و زندگی از وی بجست

کار مردان روشنی و گرمیست — کار دونان حیله و بی شرمیست

حرف درویشان بدزدد مرد دون — تا بخواند بر سلیمی زان فسون

تو چو موری بهر دانه میدوی — هین سلیمان جو چه می باشی غوی

دانه جو را دانه اش دامی شود — وان سلیمان جوی را هر دو بود

هم سلیمان هست اکنون لیک ما — از بساط دوربینی در عما

یار با او غار با او در سرود — مهر بر گوشست و بر چشمت چه سود

آن سلیمان پیش جمله حاضرست — لیک غیرت چشم بند و ساحرست

او عصاتان داد تا پیش آمدید — آن عصا از خشم هم بر وی زدید

دامن او گیر کو دادت عصا — در نگر کادم چها دید از عصا

حلقه کوران بچه کار اندرید — دیدبان را در میانه آورید

گر نه نامعقول بودی این مزه — کی بدی حاجت بچندین معجزه

گر نه بینایان بدندی و شهان — جمله کوران مرده اندی در جهان

در بدر این شیخ می آرد نیاز — بر فلک صد در برای شیخ باز

گنجهای خاک تا هفتم طبق — عرضه کرده بود پیش شیخ حق

شیخ گفتا خالقا من عاشقم — گر بجویم غیر تو من فاسقم

هشت جنت گر در آرم در نظر — ور کنم خدمت من از خوف سقر

مؤمنی باشم سلامت جوی من — زانکه این هر دو بود حظ بدن

که در عقل و قیاس نگنجد چنانکه معجزات حضرات انبیا علیهم الصلوة والسلام اند ۱۲

قوله گر نه یعنی اگر حضرات انبیا علیهم الصلوة والسلام برای هدایت مخلوق مبعوث نمی شدند کسی را دولت ایمان نصیب نمی شد و تمام عالم محروم می ماند ۱۲

قوله یعنی در این صورت من سلامت جو خواهم بود و این هر دو امر دلالت بر آنکه اراده و احتظاظ بدن دارد ۱۲

ذلت او به ز طاعت نزد حق / پیش کفرش جمله ایمانها خلق

هر دمی او را یکی معراج خاص / بر سر تاجش نهد صد تاج خاص

از حدیث شیخ جمعیت رسد / تفرقه آرد دم اهل حسد

صورتش بر خاک و جان بر لامکان / لامکانی فوق وهم سالکان

لامکانی نی که در وهم آیدت / هر دمی در وی خیالی زایدت

بل مکان و لامکان در حکم او / همچو در حکم بهشتی چار جو

ماهیان قعر دریای جلال / بحرشان آموخته سحر حلال

بس محال از حال ایشان حال شد / نحس آنجا رفت و نیکوفال شد

شرح این کوته کن و رخ زین بتاب / دم مزن والله اعلم بالصواب

حکایت

آمد از حق سوی موسی این عتیب / کای طلوع ماه دیده تو ز جیب

مشرقت کردم ز نور ایزدی / من حقم رنجور گشتم نامدی

گفت سبحانا تو پاکی از زیان / اینچه رمزست این بکن یا رب بیان

باز فرمودش که در رنجوریم / چون نپرسیدی تو از روی کرم

گفت یا رب نیست نقصانی ترا / عقل گم شد این سخن را برگشا

گفت آری بندهٔ خاص گزین / گشت رنجور او منم نیکو ببین

هست معذوریش معذوری من / هست رنجوریش رنجوری من

هر که خواهد همنشینی با خدا — گو نشیند در حضور اولیا
۵۱ هر کرا دیو از کریمان وابرد — بیکسش یابد سرش را او خورد

باب چهل و ششم در صوفی

۵۲ صوفی ابن الوقت باشد ای رفیق — نیست فردا گفتن از شرط طریق
دفتر صوفی سواد و حرف نیست — جز دل اسپید همچون برف نیست
زاد دانشمند آثار قلم — زاد صوفی چیست آثار قدم (انوار)
چون بنالد زار بی شکر و گله — اندر افتد هفت گردون غلغله
هر دمی صد نامه صد پیک از خدا — یاربی زو شصت لبیک از خدا (ناله)
از هزاران اندکی زین صوفیند — باقیان در دولت او می‌زیند
باشد ابن الوقت صوفی در مثال — لیک صافی فارغست از وقت و حال (وجد)
هست صوفی صفا چون ابن وقت — وقت را همچون پدر بگرفته سخت
هست صوفی غرق عشق ذو الجلال — هست صافی فارغ از اوقات و حال
۵۳ پادشاهان را چنان عادت بود — این شنیده باشی ار یادت بود
دست چپشان پهلوانان ایستند — زانکه دل پهلوی چپ باشد ببند
مشرف اهل قلم بر دست راست — زانکه علم و خط و ثبت آن دست راست
صوفیان را پیش رو موضع دهند — کاینهٔ جانند و ز آیینه بهند
۵۴ با ازل خوش با اجل خوش شادکام — فارغ از تشنیع و گفت خاص و عام

۵۳ قوله پادشاهان بیان آداب مجلس پادشاهانست ۱۲
۵۴ قوله با ازل یعنی در هر حال چه در حالت رنج و چه در حالت مسرت خوش باشند و گاهی غم و اندوه بر خود ظاهر نکنند

آنکه جان در روی او خندد چو قند | از ترش روئی خلقش چه گزند
آنکه جان بوسه دهد بر چشم او | کی خورد غم از فلک و ز خشم او
در شب مهتاب مه را بر سماک | از سگان و عوعو ایشان چه باک
سگ وظیفه خود بجا می آورد | مه وظیفه خود برخ می گسترد
کار خود کی میگذارد هر کسی | آب نگذارد صفا بهر خسی
خس خسانه میرود بر روی آب | آب صافی میرود بی اضطراب
مصطفی مه می شگافد نیم شب | ژاژ میخاید ز کینه بولهب
آن مسیحا مرده زنده می کند | وان جهود از خشم سبلت میکند
بانگ سگ هرگز رسد در گوش ماه | خاصه ماهی کو بود خاص اله
خارستی میکن برای کردگار | با قبول ورد خلقانت چه کار
گر دو سه ابله ترا منکر شوند | تلخ کی گردی چو هستی کان قند
پیر و پیغمبران شو در سپر | طعنه خلقان همه بادی شمر
آن خداوندان که ره طی کرده اند | گوش با بانگ سگان کی کرده اند

باب چهل و هفتم در محقق و مقلد

از مقلد تا محقق فرقهاست | کین چو داود است و آن دیگر صداست
منبع گفتار این سوزی بود | وان مقلد کهنه آموزی بود
زانکه تقلید آفت هر نیکویست | که بود تقلید اگر کوه قویست

ای مقلد تو مجو پیشی بر آن — که بود منبع ز نور آسمان

پای استدلالیان چوبین بود — پای چوبین سخت بی تمکین بود

مرغ چون بر آب شوری می تند — ز آب شیرین راندیست او بدو

بلکه تقلیدست آن ایمان او — روی ایمان را ندیده جان او

پس خطر باشد مقلد را عظیم — از ره و رهزن ز شیطان رجیم

شیخ نورانی ز ره آگه کند — با سخن هم نور را همره کند

صد دلیل آرد مقلد در بیان — در زبان او ندارد هیچ جان

چونکه گوینده ندارد جان و فر — گفت او را کی بود جان و ثمر

میکند گستاخ مردم را براه — او بجان لرزان ترست از برگ کاه

پس حدیثش گرچه بس با فر بود — در حدیثش لرزه هم مضمر بود

گرچه تقلیدست استون جهان — هست رسوا هر مقلد ز امتحان

وهم مخلوقست و مولود آمدست — حق نزاییدست او لم یولد است

سالها گر ظن دود با پای خویش — نگذرد ز اشکاف بینیهای خویش

گرچه عقلت سوی بالا می پرد — مرغ تقلیدت بپستی می چرد

جهد کن تا مست و نورانی شوی — تا حدیثت را شود نورش روی

آسمان شو ابر شو باران ببار — ناودان بارش کند نآید بکار

آب اندر ناودان عاریتیست — آب اندر ابر و دریا فطرتیست

اصطلاح عروضیان حرفی از قافیه را گویند و چون این حرف لازم و ملزوم آن لفظ است لهذا فرموده اند که حدیث ترا نور معرفت لازم خواهد بود اگر از راه صدق و صفا در تحصیل معرفت سعی بلیغ خواهی کرد ۱۲

باب چهل و هشتم در مکالمه

خوش بود پیغامهای کردگار / کو ز سر تا پای باشد استوار

با دو مردم هوا و آرزوست / چون هوا بگذاشتی پیغام هوست

چون تو در قرآن حق بگریختی / با روان انبیا آمیختی

گر بخوانی و نه قرآن پذیر / انبیا و اولیا را دیده گیر

ور پذیرایی و برخوانی قصص / مرغ جانت تنگ آید در قفص

گرچه قرآن از لب پیغمبرست / هر که گوید حق نگفت او کافرست

معنی قرآن ز قرآن پرس و بس / وز کسی کاتش زدست اندر هوس

پیش قرآن گشت قربانی و پست / تا که عین روح او قرآن شدست

روغنی کو شد فدای گل بگل / خواه روغن بوی کن خواهی تو گل

منطقی کز وحی نبود از هواست / همچو خاکی در هوا و در هباست

گر نماید خواجه را این دم غلط / ز اول والنجم برخوان چند خط

پس بدان کآب مبارک ز آسمان / وحی دلها باشد و صدق و بیان

آب نیلست این حدیث جانفزا / یا بیش در چشم قبطی خون نما

باب چهل و نهم در مدح نطق و گویائی

آدمی مخفیست در زیر زبان / این زبان پرده است بر درگاه جان

زین قبل فرمود احمد در مقال / در زبان پنهان بود حسن رجال

آن دمِ نطقت که جزو جزوهاست | فائده شد کل وکل خالی چراست
گفت را گر فائده نبود مگو | ور بود هِل اعتراض و شکر گو
این سخن شیرست در پستانِ جان | بی کشنده خوش نمی‌گردد روان
جاذبِ سمعت از کسی کو خوش لبیست | گرمی و وجدِ معلم از صبیست
مستمع چون تشنه و جوینده شد | واعظ ار مرده بود گوینده شد
مستمع چون تازه آید بی ملال | صد زبان گردد بگفتن گنگ و لال
چونکه نامحرم درآید از درم | پرده در پنهان شوند اهلِ حرم
ور درآید محرمِ دور از گزند | برگشایند آن ستیران روی بند
هرچه را خوب و خوش و زیبا کنند | از برای دیدهٔ بینا کنند (پرده نشینان ۱۲)
قائلِ این گفتها شو گوش دار | تاکه از زر سازمت من گوشوار
هان و هان هش دار بر ناری دوی | اولا بر جه طلب کن محرمی
چون زرا زو ناز او گوید زبان | یا جمیل الستر خواند آسمان
سرّ چه در پشم و پنبه آذرست | تا همی پوشیش او پیداترست
چون بکوشم تا سرش پنهان کنم | سر برآرد چون علم کاینک منم
رغمِ انفم گیردم او هر دو گوش | کای مدمّغ چونش می‌پوشی بپوش
جوشِ نطق از دل نشانِ دوستیست | بستگیِ نطق از بی الفتیست (مغرور ۱۲)
دل که دلبر دید کی ماند ترش | بلبلِ گل دیده کی ماند خمش

۵۰ قوله آن دم نطقت [illegible] یعنی ای جزو از اجزا [illegible] کلام انسان [illegible] اگر کلام [illegible] [illegible]

۱۲۹

۵۱ قوله جاذب سمعت یعنی قوت گویائی و سمعت کلام متکلم از جوش و خروش متکلم و خروش مذاق مستمع می باشد ۱۲

۵۳ یعنی مثل سر چه گفته که گویا در پنبه آتش نهاده شود ۱۲

۵۴ رغم انف یعنی بینی را در خاک آلودن و حاصل آن ذلیل و خوار نمودن باشد ۱۲

همگنان که هر زبان پرده ویست — چون بجنبد پرده سرها واصلست

گر بیان نطق کاذب نیز هست — لیک بو از صدق و کذبش مخبرست

۵۱ آن نسیمی که بیاید از چمن — همچنانکه بوی احمد از یمن

بوی صدق و بوی کذب گول گیر (ای احمق ۱۲) — هست پیدا از نفس چون مشک و سیر

بانگ حیزان و شجاعان دلیر — هست پیدا چون فن روباه و شیر

گر ندانی یار را از ده دله (نامرد ۱۲) — از مشام فاسد خود کن گله

گر ندانی بو ز جان روشناس — رو دماغی دست آور بوشناس

آن دماغی که بران گلشن تند — چشم یعقوبان هم او روشن کند

این سخنهایی که از عقل کلست — بوی آن گلزار و سرو و سنبلست

بوی گل دیدی که آنجا گل نبود — جوش مل دیدی که آنجا مل نبود

بو قلاووزست و رهبر مر ترا (مددگار ۱۲) — می برد تا خلد و کوثر مر ترا

۵۲ بینی آن باشد که او بویی برد — بوی او را جانب کویی برد

هر که بویش نیست بی بینی بود — بوی آن بوییست کان دینی بود

۵۳ بود و ای چشم باشد نورساز — شد ز بوئی دیده یعقوب باز

بوی بد مر دیده را تاری کند (تاریک ۱۲) — بوی یوسف دیده را یاری کند

گفت یوسف ابن یعقوب نبی — بهر بو القوا علی وجه ابی (سورهٔ یوسف ۱۲)

۵۴ بهر این بو گفت احمد در عظات (ای پند ۱۲) — دائما قرة عینی فی الصلوة

---

۵۱ قوله آن نسیمی اشاره است بحدیث شریف که فرموده اند بدرستی که من هر آئینه می یابم نفس رحمن را از جانب یمن بعضی ازان انصار مراد داشته اند و بعضی خواجه اویس قرنی ۱۲

۵۲ قوله بینی آن باشد یعنی انسان باید که آن راه اختیار کند که او را بمنزل مقصود رساند ۱۲

۵۳ قوله بود و ای چشم اشاره است به بوی پیراهن یوسف علیه السلام ۱۲

۱۳۰

۵۴ در لفظ ... اشارت است بحدیث شریف یعنی حبب الی من دنیاکم ثلث الطیب والنساء وقرة عینی فی الصلوة ۱۲

چنگ حکمت چونکه خوش آواز شد | تا چه در از روضِ جنت باز شد
دل بسیار آمد ز گفتار صواب | آنچنانکه تشنه را آمد بآب

باب پنجاهم در آفت لسان

بعد ازان در بستوری گفتار نیست | بعد ازین با گفتگویم کار نیست
نکته کان جست ناگه از زبان | همچو تیری دان که جست آن از کمان
وانگه در واز ره آن تیر ای پسر | بند باید کرد سیلی را ز سر
عالمی را یک سخن ویران کند | روبهان خفته را شیران کند
این زبان هم سنگ و هم آهن وشست | وانچه بجهد از زبان چون آتش است
ای زبان تو بس زیانی مر مرا | چون توئی گویا چه گویم من ترا
ای زبان هم آتش و هم خرمنی | چند این آتش تو در خرمن زنی
در نهان جان از تو افغان میکند | گرچه هر چه گوئیش آن میکند
ای زبان هم گنج بی پایان توئی | ای زبان هم رنج بی درمان توئی
بانگ گفت تو چو در وا میشود | از سقر تا خود چه در وا میشود
غافلند این قوم از خود سر بسر | لاجرم گویند عیب همدگر
هر کسی کو عیب خود دیدی ز پیش | کی بدی فارغ وی از اصلاح خویش
ور خدا خواهد که پوشد عیب کس | کم زند در عیب معیوبان نفس
چون خدا خواهد که پرده کس درد | میلش اندر طعنه پاکان برد

زبان سرخ سر سبز میدهد برباد

تا تو می بینی عزیزان البشر — وانکه میراث بلیسست آن نظر
گر نه فرزند بلیسی ای عنید — پس بتو میراث آن سگ چون رسید
هر کرا افعال دیو و دد بود — باکریمانش گمان بد بود
پیش بینا برده سرگین خشک — که بخر این را بجای نافهٔ مشک
بعر را ای گنده مغز گنده مخ — پیش بینی می بری گوئی که اخ
اخ اخی بر داشتی ای گیج کاج — تا که کالائی بدست یابد رواج
تا فریبی آن مشام پاک را — آن چرنده گلشن افلاک را
پیش بینا شد خموشی نفع تو — بهر این آمد خطاب انصتوا
حلم او خود را اگر چه گول ساخت — خویشتن را اندکی باید شناخت
دیگ را گر باز ماند امشب دهن — گربه را هم شرم باید داشتن
خویشتن گر خفته کرد آن خوب فر — سخت بیدارست دستارش مبر
صد هزاران حلم دارند این گروه — هر یکی حلمی از آنها صد چو کوه
گفت تو زان رو که عکس دیگریست — جمله احوالت بجز هم عکس نیست
حرف حکمت بر زبان ناحکیم — حلّه‌های عاریت دان ای سلیم
گفتگوی ظاهر آمد چون غبار — مدتی خاموش کن تو هوش دار
تا بکی عکس خیال لامعه — جهد کن تا گردی صاحب واقعه
تا که گفتارت ز حال تو بود — سیر تو با پر و بال تو بود

عه قوله تو می بینی یعنی مردمان بزرگان عظام را از خود کمتر دانستن شیوه شیطان و شعار شیطان است پس اگر ذات تو این عیب را دارد یعنی بد دانستن مردم لا محاله تو از پیروان و تابعین شیطان بوده ورنه این میراث شیطانی بتو چگونه رسیدے ۱۲

صید گیرد تیر هم با پر غیر — لاجرم بی بهره است از لحم طیر

از سخن گویی مجویید ارتفاع — منتظر را به ز گفتن استماع

منصب تعلیم نوع شهوتست — هر خیال شهوتی در ره بتست

گر بفضلش پی ببردی هر فضول — کی فرستادی خدا چندین رسول

این سخن در سینه دخل مغزهاست — در خموشی مغز جان را صد نماست

چون بیامد در زبان شد خرج مغز — خرج کم کن تا بماند مغز نغز

مرد کم گوینده را فکریست زفت — قشر گفتن چون فزون شد مغز رفت

جوز را در پوستها آوازهاست — مغز و روغن را خود آوازی کجاست

چندگاهی بی لب و بی گوش شو — وانگهان چون لب حریف نوش شو

چند گفتی نظم و نثر و راز فاش — خواجه یک روز امتحان کن گنگ باش

ترک معشوقی کن و کن عاشقی — ای گمان برده که خوب و فائقی

ای که در معنی ز شب خامشتری — گفت خود را چند جویی مشتری

سر بجنبانند پیشت بهر تو — رفت در سودای ایشان دهر تو

هست تعلیم خسان ای چشم شوخ — همچو نقش گرد کردن بر کلوخ

خویش را تعلیم کن عشق و نظر — کان بود چون نقش فی جرم الحجر

تا کنی مر غیر را حبر و سنی — خویش را خالی و بد خو میکنی

متصل چون شد دلت با آن عدن — هین بگو مهراس از خالی شدن

امر قل زین آمدش ای راستین — کم نخواهد شد بگو دریاست این

انصتوا یعنی که آبت را بلاغ — هین تلف کم کن که لب خشکست باغ

خامشی بحرست و گفتن همچو جو — بحر میجوید ترا جو را مجو

از اشارتهای دریا سر متاب — ختم کن والله اعلم بالصواب

باب پنجاه و یکم در مذمت دنیا و اهل آن

ترک ٥٢ دنیا هر که کرد از زهد خویش — بیش آمد پیش او دنیا و بیش

هر که از دیدار برخوردار شد — این جهان در پیش او مردار شد

این جهان خود حبس جانهای شماست — هین روید آن سو که صحرای شماست

تو مکانی اصل تو در لامکان — این دکان بربند و بگشا آن دکان

معدن گرمیست اندر لامکان — هفت دوزخ از شرارش یک دخان

گر به بینی میل خود سوی زمین — نوحه میکن هیچ منشین اینچنین

گر به بینی میل خود سوی سما — پر دولت برگشا همچون هما

٥٣ عاقلان خود نوحه ها پیشین کنند — جاهلان آخر بسر بر میزنند

زابتدای کار آخر را ببین — تا نباشی تو پشیمان یوم دین

٥٤ هر چه از وی شاد گردی در جهان — از فراق آن بیندیش آن زمان

زانچه گشتی شاد بس کس شاد شد — آخر از وی جست و همچون باد شد

از تو هم بجهد تو دل بر وی منه — پیش از آن کو بجهد تو خود از وی بجه

٥١ قوله انصتوا یعنی خاموش شوید و کلمات پند و وعظ از راه بیهودگی بناکسان گفتن ضایع مکنید که مر ایشان را قوت پذیرفتن ندارند ۱۲

٥٢ قوله ترک دنیا موافق حدیث شریف است که هر که دنیا را ترک می نماید دنیا کثیرا پیش او می آید که او را قبول کند ۱۲

٥٣ قوله عاقلان [illegible] ۱۲

٥٤ قوله هر چه [illegible] ۱۲

گفت دنیا لعب و لهوست و شما کودکید و راست فرماید خدا

خلق اطفالند جز مست خدا نیست بالغ جز رهیده از هوا

از لعب بیرون نرفتی کودکی بی زکات روح کی باشی زکی

چشم کودک همچو خر در آخرست چشم عاقل در حساب آخرست

هر که آخربین ترا و مسعود تر هر که آخر بین ترا و بیهوده تر

فضل مردان بر زن حالی پرست زان بود که مرد پایان بین ترست

مرد کاندر عاقبت بینی خمست و ز اهل عاقبت چون زن کمست

بنگر آنها را که آخر دیده اند حسرت جانها و رشک دیده اند

باد و دیده اول و آخر ببین هین مباش اعور چو ابلیس لعین

اعوران باشد که حالی دید و بس چون بهایم بیخبر از باز و پس

ای تو بنده اینجهان محبوس جان چند گویی خویش را خواجه جهان

بازگونه ای اسیر اینجهان نام خود کردی امیر اینجهان

تخته بندست آنکه تختش خوانده صدر پنداری و بر در مانده

پادشاهی نیستت بر ریش خود پادشاهی چون کنی بر نیک و بد

بی مراد تو شود ریشت سپید شرم دار از ریش خود ای کژ امید

ملک بر هم زن تو ادهم وار زود تا بیابی همچو او ملک خلود

خیز بلقیسا بیا و ملک بین بر لب دریای یزدان دُر بچین

ای خدا در قرآن ۱۲ — پاک نشین ۱۲ — احوال ۱۲ — یعنی جنت — ای ذات خود ۱۲

نام زوجه حضرت سلیمان علیه السلام ۱۲

۱۳۵ شرم کنی ای نا امید از اعمال خود که ریش تو سپید گردد و از مطلوب خود جدا مانی ۱۲

خواهرانت ساکن ملک سنی / تو بمرداری چه سلطانی کنی

خواهرانت یافته ملک خلود / تو گرفته مملکت کور و کبود

ملک را بگذار بلقیس از نخست / چون مرا یابی همه ملک آن تست

ملک را تو ملک غرب و شرق گیر / چون نمی ماند تو آنرا برق گیر

ای خنک آنرا که این ملکت بجست / که اجل این ملک را ویران گرست

مملکت گر می نماند جاودان / ای دولت خفته تو آنرا خواب دان

هیچ دیگر بهر چنین هیچی منه / نام دولت بر چنین هیچی منه

مرد باش و سخره مردان مشو / رو سر خود گیر و سرگردان مشو

ساحران مهتاب بنمایند زود / پیش بازرگان و زر گیرند سود

سیم پیمایند زین گون پیچ پیچ / سیم از کف رفته و کرباس هیچ

این جهان جادوست ما آن تاجریم / که از و مهتاب پیموده خریم

گز کند کرباس پانصد گز شتاب / ساحرانه او ز نور ماهتاب

تا ستد او سیم عمرت ای رهی / سیم شد کرباس نی کیسه تهی

نیست وش باشد خیال اندر روان / تو جهانی بر خیالی بین روان

بر خیال صلحشان و جنگشان / وز خیال فخرشان و ننگشان

آن خیالاتی که دام اولیاست / عکس مه‌رویان بستان خداست

انبیا را کار عقبی اختیار / جاهلان را کار دنیا اختیار

۵ قوله ساحران الخ جادوگران بقوت سحر مهتاب را کرباس نموده بمردم می فروشند و زر حاصل میکنند پس از آنکه آن زر را گرفته راه خود پیش گرفتند آن کرباس که در حقیقت از قوت جادو از شعاع مهتاب پیموده بودند معدوم شده و بدست مشتری هیچ نماند همچنین حال دنیاست که طالب دنیا عمر خود را تلف میکند و در کف او جز باد هیچ نمی ماند ۱۲

۶ قوله نیست وش الخ یعنی که در خیالات افتاده بوجود در کالعدم

زانکه هر مرغی بسوی جنس خویش — می‌پرد او در پس و جان پیش پیش

کافران چون جنس سجین آمدند — سجن دنیا را خوش آیین آمدند

انبیا چون جنس علیین بدند — سوی علیین جان و دل شدند

بدسگالی جست کو دنیا بجست — نیک حالی جست کو عقبی بجست

فکرها در کسب دنیا بارد است — فکرها در ترک دنیا وارد است

چیست دنیا از خدا غافل بدن — نی قماش و نقره و فرزند و زن

مال و زر سر را بود همچون کلاه — کل بود او کز کله سازد پناه

آنکه زلف و جعد رعنا باشدش — چون کلاهش رفت خوشتر آیدش

زر چه از جانست پیش ابلهان — زر نثار جان بود پیش شهان

مال را گر بهر دین باشی حمول — نعم مال صالح خواندش رسول

هین بملک نوبتی شادی مکن — ای تو بسته نوبت آزادی مکن

این جهان زندان و ما زندانیان — حفره کن زندان و خود را وارهان

مرغ کاب شور باشد مسکنش — او چه داند جای آب روشنش

مرغ کاندر قفس زندانیست — می‌نجوید رستن از نادانیست

ایکه اندر چشمهٔ شورست جات — تو چه دانی شط جیحون و فرات

ای تو نارسته ازین فانی رباط — تو چه دانی محو و سکر و انبساط

ای که صبرت نیست از دنیای دون — چونت صبرست از خدا ای دوست چون

باشد همچنین است حال انسانی که اگر همیشه در کجروی و گمراهی معروف بوده باشد او از کیفیت راه راست چه خبر دارد ۱۲

ای که صبرت نیست از ناز و نعیم   صبر چون داری ز الله کریم
ای که صبرت نیست از پاک و پلید   صبر چون داری (چگونه ۱۲) از آن کیت آفرید
چونکه صبرت نیست از آب سیاه   چون صبوری داری از چشمهٔ آله
اطلس عمرت بمقراض شهور   پاره پاره کرد خیاط غرور (ای غفلت ۱۲)
مال و تن برفند و ریزان و فنا   حق خریدارش که الله اشتری
برفهاذان از ثمن او لیستت   که همی در شک یقینی نیستت
مال دنیا دام مرغان ضعیف   ملک عقبی دام مرغان شریف
سوی دریا عزم کن زین آبگیر   بحر جوئی و ترک این گرداب گیر

حکایت

استن حنانه از هجر رسول   ناله می کردی چو ارباب عقول
گفت پیغمبر چه خواهی ای ستون (نام ستون که در کعبه بود ۱۲)   گفت جانم در فراقت گشت خون
مسندت من بودم از من تاختی   بر سر منبر تو مسند ساختی
گفت خواهی که ترا نخلی کنند   شرقی و غربی ز تو میوه چشند
یا در آن عالم حقت سروی کند   که تر و تازه بمانی تا ابد
گفت آن خواهم که دایم شد بقاش   بشنو ای غافل کم از چوبی مباش

باب پنجاه و دوم در مذمت خلق

کار ما از خلق شد بر ما دراز   داد از این مشتی گدایی بی نیاز

اشاره است بکریمهٔ ان الله اشتری الآیة و تفریع آن ۱۲

تا نمیرم از خود و از خلق پاک — بر نیاید جانِ ما از حلقِ پاک

چون یفرّ المرء آمد من اخیه — یهربُ المولودُ یوماً من ابیه

زان شود هر دوست آن ساعت عدو — کہ بتِ تو بود از رہ مانعِ او

این دم ار یار است با تو ضد شوند — وز تو برگردند و بر خصمی روند

هین بگو نک روزِ من پیروز شد — آنچه فردا خواست شد امروز شد

یارِ تو چون دشمنی پیدا کند — حقد را ور رشک را سودا کند

تو ازان اقبالِ او افغان مکن — خویشتن را ابله و نادان مکن

بلکه شکرِ حق کن و نان بخش کن — کہ نگشتی در جوالِ او کهن

از جوالش زود بیرون آمدی — تا بجوئی یارِ صدقِ سرمدی

رستی از قلّابِ سالوس و دغل — غیرِ او دیدی عیان پیش از اجل

این جفای خلق با تو در جهان — گر بدانی گنجِ زر آمد نهان

در شبِ بدرنگ بس نیکی بود — آبِ حیوان جفتِ تاریکی بود

خلق را با تو چنین بدخو کنند — تا ترا ناچار رو آن سو کنند

این یقین میدان که در آخر جمله‌شان — خصم گردند و عدو و سرکشان

تا بمانی با فغان اندر لحد — لا تذرنی را فرد خوان از احد

نازنین یاری کہ بعد از مرگِ تو — رشتهٔ یاریّ او گردد دوتو

مهرِ الله مهرِ خیر آمد یقین — کینها و مهرهاست و مهرِ اوست کین

اعراض

ایزدی بجا آر کہ از دوست دشمن رهائی یافتی و چون اورا گذشتی باید کہ طلبِ دوست صادق نمائی کہ بعد وا در برمنزلِ مقصود فائز شوی ۱۲

قوله لا تذرنی یعنی هرگاه در گورِ تاریکِ خود تنها بمانی آنوقت از ذاتِ باری تعالیٰ مددی طلب کن و این آیہ را بخوان ربّ لا تذرنی فرداً یعنی ای ربّ مرا تنها مگذار کہ ...

قوله نازنین یاره ... یعنی یاری کہ بعد از ... یارِ خوب باشد ... نیست مگر ذاتِ پاکِ پروردگار ۱۲

عهد او سستست و ویران و ضعیف / گفت او زفت و وفای او نحیف

گر خورد سوگند هم باور مکن / بشکند سوگند مرد کژسخن

چونکه بی سوگند گفتش بد دروغ / تو میفت از مکر و سوگندش بدوغ

نفس او میرست و عقل او اسیر / صد هزاران مصحفش خود خورده گیر — خوانده

می بلرزد عرش از مدح شقی[۵۱] / بدگمان گردد ز مدحش متقی

نار زان آمد عذاب کافران / که حجر را نار باشد امتحان

این دل چون سنگ ما تا چند چند / نرم گفتیم و نمی پذرفت پند

نی ترا از روی ظاهر طاعتی / نی ترا در سر و باطن نیتی

نی ترا شبها مناجات و قیام / نی ترا در روز پرهیز و صیام

نی ترا حفظ زبان ز آزار کس / نی نظر کردن بعبرت پیش و پس

نی ترا بر ظلم توبه پر خروش / ای دغا گندم نمای جو فروش

چون ترازوی[۵۲] تو کژ بود و دغا / راست چون جوئی ترازوی جزا

خویش را رنجور سازی زار زار / گر ترا بیرون کنند از اشتهار

کاشتهار خلق بند محکمست / در ره این از بند آهن کی کمست

گرد حق[۵۳] ناموس را صد من حدید / ای بسا بسته به بند ناپدید — حدید ۱۲

ای بسا کفار را سودای دین / بندشان ناموس کبر و آن و این — و کبر

بند پنهان لیک از آهن بتر / بند آهن را کند پاره تبر

---

۵۱ در حدیث شریف آمده است که هرگاه مدح شقی می نمایند حق تعالی بر وی غضب می نماید و عرش بلرزد اعاذنا الله من ذلک ۱۲

۵۲ تو چون ترازوی تو خطا بود پس دست یعنی هرگاه حال تو چنان باشد که در ابیات سابق مذکور شد پس امید رستگاری چگونه میداری ۱۲

۵۳ گرد حق یعنی [illegible] ننگ و دنیا [illegible] ایشان را از راه راست باز میدارد چنانکه اکثر کفار [illegible] آنحضرت صلی الله علیه وسلم حقیقت نبوت آنحضرت را میدانستند لیکن بسبب ننگ و عار دنیوی [illegible] ایمان نیاوردند ۱۲

بند آهن را توان کردن جدا	بند غیبی را نداند کس دوا
ای عجب این بند پنهان و گران	عاجز از تکسیر آن آهنگر آن

حکایت

آن یکی میگفت در وقتِ شعیب	که خدا از من بسی دیدست عیب
چند دید از من گناه و جرمها	وز کرم یزدان نمی‌گیرد مرا
حق تعالی گفت در گوشِ شعیب	در جوابِ او فصیح از راهِ غیب
که بگفتی چند کردم من گناه	وز کرم نگرفت در جرمم اله
عکس میگویی و مقلوب ای سفیه	ای رها کرده ره و بگرفته تیه
چند چندت گیرم و تو بیخبر	در سلاسل مانده پا تا بسر
زنگِ تو بر توت ای دیگِ سیاه	کرد سیمای درونت را تباه
بر دلت زنگار بر زنگارها	جمع شد تا کور شد ز اسرارها
چون شعیب آن نکته‌ها با او بگفت	زان دمِ جان در دلِ او گل شکفت
جانِ او بشنید وحی آسمان	گفت گر بگرفت ما را کو نشان
گفت یا رب دفع من میگوید او	وان گرفتن را نشان میجوید او
گفت ستارم نگویم رازهاش	جز یکی رمز از برای ابتلاش
یک نشانش آنکه بگرفتم ورا	آنکه طاعت دارد و صوم و دعا
از زکات و از نماز و غیر آن	لیک یک ذره ندارد ذوقِ جان

ام و علامت آن اینست
که آنچه در اشعار آینده بیان
شد ۱۲

میکنند طاعات و افعالِ سنی — لیک یک ذرّه ندارد چاشنی

طاعتش نغزست و معنی نغز نی — جوزها بسیار و در وی مغز نی

ذوق باید تا دهد طاعات بر — مغز باید تا دهد دانه شجر

دانهٔ بی مغز کی گردد نهال — صورتِ بیجان نباشد جز خیال

چون شعیب این نکتها بر وی بخواند — از تفکر همچو خر در گل بماند

باب پنجاه و سوم در مذمتِ اهل نفاق

آن منافق با موافق در نماز — از پی استیزه آمد نی نیاز

در نماز و روزه و حج و زکات — با منافق مومنان در برد و مات

مومنان را برد باشد عاقبت — بر منافق مات اندر آخرت

چند صورت آخر ای صورت پرست — زانکه معنی در بر صورت پرست

گر بصورت آدمی انسان بدی — احمد و بوجهل پس یکسان بدی

بت پرستی چون بمانی در صور — صورتش بگذار و در معنی نگر

گر ز صورت بگذری ای دوستان — جنتست و گلستان در گلستان

چونکه ایشان هست جو خود آن بود — آدمی آنست کو را جان بود

این نه مردانند اینها صورتند — مردهٔ نانند و کشتهٔ شهوتند

زین قدحهای صور کم باش مست — تا نگردی بت تراش و بت پرست

نان گلست و گوشت کمتر خور ازین — تا نمانی همچو گل اندر زمین

۵۱ یعنی همه عبادات او بتقلید است که از ته دل نمی کند و لطف عبادت او را حاصل نیست ۱۲

۵۲ و نه طاعتش یعنی بظاهر عبادات او از اعمال حسنه است مگر چون با اخلاص نیست پس مغز آن که عبادات از رضای ایزدی باشد هیچ نیست ۱۲

[illegible]

چون گرسنه میشوی سگ میشوی
تند و بدپیوند و بدرگ می شوی

چون شدی تو سیر مرداری شدی
بیخبر افتاده دیواری شدی

پس دمی مردار و دیگر دم سگی
چون کنی در راهِ شیران خوش تگی

گوش خر بفروش و دیگر گوش خر
کین سخن را در نیابد گوش خر

لافِ شیخی در جهان انداخته
خویشتن را بایزیدی ساخته

هم ز خود سالک شده واصل شده
محفلی واکرده در دعوی کده

از خدا بوی نه او را نی اثر
دعویش افزون ز شیث و بوالبشر

دیو ننموده ورا هم نقشِ خویش
او همی گوید ز ابدالیم بیش

حرفِ درویشان بدزدیده بسی
تا گمان آید که هست او خود کسی

این جهان پر آفتاب و نورِ ماه
او بهشته سر فرو برده بچاه

جمله عالم شرق و غرب آن نور یافت
تا تو در چاهی نخواهد بر تو تافت

خرده گیرد در سخن بر بایزید
ننگ دارد از وجود او یزید

بی نوا از نانِ خوانِ آسمان
پیش او ننداخت حق یک استخوان

در گوهی دا در جهی ای قلتبان
دست وادار از سبالِ دیگران

سوی من منگر بخواری سست سست
تا نگویم آنچه در رگهای تست

چند دزدی حرفِ مردانِ خدا
تا فروشی و ستانی مرحبا

طالبِ حیرانیِ خلقان شدیم
دست طمع اندر الوهیت زدیم

کنایه از دشنام که در هند بهره‌وا گویند و دیوث و بی حمیت و بی غیرت ۱۲ رشیدی

تا به افسون مالکِ دلها شویم | این نمی‌بینیم ما کاندر گرویم
آن محک که او نهان دارد صفت | نی محک باشد نه نورِ معرفت
آینه کو عیبِ رو دارد نهان | از برای خاطرِ هر قلتبان
آینه نبود منافق باشد او | اینچنین آینه تا بتوان مجو
گر هزاران طالبند و یک ملول | از رسالت بازمیماند رسول
صد کس از گرگین همه گرگین شوند | خاصه این گرگِ خبیثِ ناپسند
یک کسی نامستمع از رویِ رد | صد کس گوینده را خامش کند
پند گفتن با جهولِ خوابناک | تخم افگندن بود در شوره‌خاک
چاکِ حمق و جهل نپذیرد رفو | تخم حکمت کم دهش ای پندگو
گرچه ناصح را بود صد داعیه | پند را اذنی بباید واعیه
تو بصد تلطیف پندش میدهی | او ز پندت میکند پهلو تهی
ز انبیا ناصح‌تر و خوش‌لهجه‌تر | که گهی بگرفت دمشان در حجر
زانکه کوه و سنگ در کار آمدند | می نشد بدبخت را بگشاده بند
آنچنان دلها که بدشان ما و من | نعتشان شد بل اشد قسوة
گر تو پیغامِ زنی آری و زر | پیش تو بنهند جمله سیم و سر
کای فلان جا شاهدی میخواندت | عاشق آمد بر تو او میداندت
ور تو پیغامِ خدا آری چو شهد | کای بیا سوی خدا ای نیک‌عهد

قوله صد کس از گرگین رض خارش را گویند و این بیماری متعدیست یعنی از یکی بدیگری میرسد همچنین حال صحبت نااهلان و غافلان است که هر که در صحبت ایشان نشیند غافل گردد ۱۲

قوله یعنی از انبیا کدام ناصح تر بود که از نصیحت شان در سنگ اثر میگردد ۱۲

قوله زانکه یعنی کوه و سنگ فیضی حاصل می‌شود مگر بدبختان را فائده نشدی ۱۲

قوله [illegible] ۱۲

قوله [illegible]

از جهان مرگ سوی برگ رو | چون بقا ممکن بود فانی مشو
قصد خون تو کنند و قصد سر | نه از برای حیلت و دین و هنر
بلکه از چفسیدگی بر خان و مان | تلخ شان آید شنیدن این بیان
خرقه بر ریش خر چفسیده سخت | چونکه خواهی بر کنی زو لخت لخت
جفته انداز د یقین آن خر ز درد | حبذا آنکس کزو پرهیز کرد
خاصه پنجه ریش و هر جا خرقه | بر سر ریش چفسیده در یم غرقه
خان و مان چون خرقه و این حرص ریش | حرص هر که بیش باشد ریش بیش
خان و مان جغد ویرانست و بس | نشنود اوصاف بغداد و طبس

باب پنجاه و چهارم در حرص

بدگمانی کردن و حرص آوری | کفر باشد پیش خوان مهتری
هر که دور از رحمت رحمان بود | او گدا چشمست اگر سلطان بود
حرص نابیناست بیند مو بمو | عیب خلقان و بگوید کو بکو
عیب یک ذره دو چشم کور او | می نبیند گرچه هست او عیب جو
بارها در دام حرص افتاده | حلق خود را در بریدن داده
حرص تو چون آتشست اندر جهان | باز کرده بهر خوردن صد دهان
بگسل آن حبلی که حرصست و حسد | یاد کن فی جیدها حبل مسد
حرص کورت کرد و محرومت کند | دیو همچون خویش مرجومت کند

آزرده و خشمناک می شوند ۱۲
مراد از خوان مهتری احکام خدا و رسول باشد ۱۲
حرص و حسد را بگذار و نظر کن سوی زن ابولهب که بسبب حرص و حسد رسنی در گردن او افتاد و هلاک شد ۱۲

حرص کور و احمق و نادان کند / مرگ را بر احمقان آسان کند

نیست آسان مرگ بر جانِ خران / که ندارند آبِ جانِ جاودان

چون ندارد جانِ جاوید آن شقیست / جرأتِ او بر اجل از احمقیست

حرص ۵۱ در پیری جهودان را مباد / ای شقی نتوان خداش آن حرص داد

ریخت دندانهای سگ چون پیر شد / ترکِ مردم کرد و سرگین گیر شد

این سگانِ شصت ساله را نگر / هر دمی دندانِ سگشان تیزتر

پیر سگ را ریخت پشم از پوستین / این سگانِ پیرِ اطلس پوش بین

عشقِ شان و حرصِ شان در فرج و زر / دمبدم چون نسلِ سگ بین بیشتر

اینچنین عمری که مایهٔ دوزخست / مر قصابانِ غضب را مسلخست

اژدهای هفت سر دوزخ بود / حرصِ تو دانه ست و دوزخ فخ بود

دام ۵۲ را بدران بسوزان دانه را / باز کن درهای نو اینخانه را

آن حریصی عاقبت نادیدنست / بر دل و بر عقلِ خود خندیدنست

هر که را جامه ز عشقش چاک شد / او ز حرص و جمله عیبش پاک شد

حرص و شهوت مرد را احول کند / ز استقامت روح را مُبدَل کند

هوشیاری ۵۳ آفتاب و حرص یخ / هوشیاری آبِ این عالم وسخ

مرغ کو ناخورده است آبِ زلال / اندر آبِ شور دارد پرّ و بال

در میانِ چوب گوید کرمِ چوب / مر کرا باشد چو من حلوای خوب

۵۱ قوله حرص در پیری ... که در عالم پیری ... ۱۲

۵۲ قوله دام را یعنی حرص ... باز کن ۱۲

۵۳ قوله هوشیاری یعنی ...

کرم سرگین در میان آن حدث | در جهان نقلی نداند جز خبث
جز بضد ضد راهی نتوان شناخت | چون ببیند زخم بشناسد نواخت
لاجرم دنیا مقدم آمدست | تا بدانی قدر اقلیم الست
چون ازینجا وارهی آنجا روی | در شکرخانه ابد شاکر شوی
گوی آنجا خاک راهی بیخستم | زین جهان پاک می بگریخستم
صد حکایت بشنود مدهوش حرص | در نیاید نکته در گوش حرص
بند بگسل باش آزاد ای پسر | چند باشی بند سیم و بند زر
گر بریزی بحر را در کوزه | چند گنجد قسمت یک روزه
کوزه چشم حریصان پر نشد | تا صدف قانع نشد پر در نشد

باب پنجاه و پنجم در قناعت

از قناعت کی تو جان افروختی | از قناعتها تو نام آموختی
گفت پیغمبر قناعت هست گنج | گنج را تو وانسدانی ز رنج
چون قناعت را پیمبر گنج گفت | هر کسی را کی رسد گنج نهفت
این قناعت نیست جز گنج روان | تو مزن لاف از غم و رنج روان
بهر که مفروش و هزاران جان ببین | از قناعت غرق بحر انگبین
از قناعت هیچکس بیجان نشد | وز حریصی هیچکس سلطان نشد
زانکه مرغی کو بترک دانه کرد | دانه از صحرای بی تهمت خورد

تو فقط نام قناعت آموختی و مفهوم قناعت را نفهمیدی و بران عمل ننمودی ورنه دولت صبر و قناعت ترا حاصل میشد ۱۲

چون بریده گشت حلقِ رزق‌خوار / یرزقون فرحین شد خوشگوار
هم بدان قانع شد و از دام جست / هیچ دامی پرّ و بالش را نبست
سائل آن باشد که جانِ او گداخت / قانع آن باشد که جسم خویش باخت
می روم سوی قناعت دل قوی / تو چرا سوی شناعت می روی
عاقل اندر بیش و نقصان ننگرد / زانکه این هر دو چو سیلی بگذرد
خواه صاف و خواه سیلِ تیره رو / چون نمی پاید دمی از وی مگو
اندرین عالم هزاران جانور / میزید خوش عیش بی زیر و زبر
شکر میگوید خدا را فاخته / بر درخت و برگ شب ناساخته
حمد میگوید خدا را عندلیب / کاعتماد رزق بر تست ای مجیب
همچنین از پشه گیری تا به پیل / شد عیال الله و حق نعم المعیل
بس کن ای دون همتِ کوته زبان / تا کیست باشد حیاتِ جاودان
زان نداری میوه مانند بید / کابرو بردی پی نانِ سفید
زردی رو بهترینِ رنگهاست / زانکه اندر انتظارِ آن لقاست
لیک سرخی بر رخی کان لامعست / بهر آن آمد که جانش قانعست
گر نداری صبر زین نان جانِ حس / کیمیا را گیر و زر گردان تو مس
جامه شوئی کرد خواهی ای فلان / رو مگردان از محله گازران
قلتی کان از قناعت وز لقاست / آن ز فقر و قلتِ دونان جداست

یعنی فاخته بر درختی نشسته شکر خدای گوید و فکر قوت شب ندارد ۱۲

قناعت صبر کردن نمی توانی پس ...

قوله قلتی کان ... ۱۲

تهیدستی و مفلسی ۱۲

حبه این گر بیابد بسر نهد — وان زر گنج و زر بهمت می جهد
این همه غمها که اندر سینهاست — از بخار و گرد و باد و بود ماست
آن غمان بیخ کن چون واس پاست — اینچنین شد وانچنان وسواس ماست
حاش لله طمع من از خلق نیست — از قناعت در دل من عالمیست
از طمع هرگز نخواهم من فسون — این طمع را کرده ام من سرنگون

باب پنجاه و ششم در طمع

صاف خواهی چشم عقل و سمع را — بردران تو پردهاے طمع را
گر ترا زور طمع بودی محال — راست کی گفتی ترا ز وصف حال
هر کرا باشد طمع الکن بود — با طمع کی چشم و دل روشن بود
پیش چشم او خیال جاه و زر — همچنان باشد که موی اندر بصر
خواجه ور عیبست غرقه تا بگوش — خواجه را مالست و مالش عیب پوش
کز طمع عیبش نه بیند طامعی — گشت دلها را طمعها جامعی
ور گدا گوید سخن چون زر کان — ره نیابد کاله او در دکان
کور از خلقان طمع دارد ز جهل — من ز تو کز تست هر دشوار سهل

باب پنجاه و هفتم در حسد

وز حسد گیرد ترا در ره گلو — وز حسد ابلیس را باشد غلو
کو ز آدم ننگ دارد از حسد — با سعادت جنگ دارد از حسد

149
در بهاران یعنی هر که دیده بصیرت ندارد بسبب جهل و ناروانی از مخلوق طمع فلاح دارد و من از تو که حلال مشکلات عالم بوده طمع نجاح و فلاح دارم که هر دشواری از فضل و کرم تو آسان میگردد ۱۲

عقبهٔ زین صعب‌تر در راه نیست ‌‌ ‌‌ ای خنک آنکش حسد همراه نیست

این جسد خانهٔ حسد آمد بدان ‌‌ ‌‌ کز حسد آلوده باشد خاندان

گر جسد خانهٔ حسد آمد ولیک ‌‌ ‌‌ آن جسد را پاک کرد الله نیک

طهرا بیتی بیانِ پاکیست ‌‌ ‌‌ گنجِ نورست ار طلسمش خاکیست

چون کنی بر بی‌حسد مکر و حسد ‌‌ ‌‌ زان حسد دل را سیاهیها رسد

خاک شو مردانِ حق را زیر پا ‌‌ ‌‌ خاک بر سر کن حسد را همچو ما

خود حسد نقصان و عیبِ دیگرست ‌‌ ‌‌ بلکه از جمله کمینها بدترست

هر کسی کو را حسد بینی کند ‌‌ ‌‌ خویشتن بی‌گوش و بی‌بینی کند

آن ابوجهل از محمد ننگ داشت ‌‌ ‌‌ وز حسد خود را بالا می‌فراشت

بوالحکم نامش بُد و بوجهل شد ‌‌ ‌‌ ای بسا اهل از حسد نااهل شد

آن بلیس از ننگ و عارِ کمتری ‌‌ ‌‌ خویش را افکند در صد ابتری

از حسد میخواست تا بالا بود ‌‌ ‌‌ خود چه بالا بلکه خون پالا بود

آن شیاطین خود حسودِ کُهنه اند ‌‌ ‌‌ یک زمان از رهزنی خالی نیند

یوسفان از مکرِ اخوان در چهند ‌‌ ‌‌ کز حسد یوسف بگرگان میدهند

از حسد بر یوسفِ مصری چه رفت ‌‌ ‌‌ این حسد اندر کمین گرگیست زفت

لاجرم زین گرگ یعقوبِ حلیم ‌‌ ‌‌ داشت بر یوسف همیشه خوف و بیم

گرگ ظاهر گرد یوسف خود نگشت ‌‌ ‌‌ این حسد در فعل از گرگان گذشت

هر که را باشد مزاج و طبع سست
او نخواهد هیچکس را تندرست

زانکه هر بدبخت خرمن سوخته
می نخواهد شمع کس افروخته

هین کمالی دست آور تا تو هم
از کمال دیگران نفتی بغم

هر کرا دید او کمال از چپ و راست
از حسد قولنجش آمد درد خاست

در نعیم فالی مال و جسد
چون همی سوزند عامه از حسد

پادشاهان بین که لشکر می کشند
از حسد خویشان خود را می کشند

هان و هان ترک حسد کن با شهان
ورنه ابلیسی شوی اندر جهان

از خدا میخواه دفع این حسد
تا خدایت وارهاند زین حسد

کز حسد وز چشم بد بی هیچ شک
سیر و گردش را بگرداند فلک

پر طاؤس مبین و پای بین
تا که سوء العین نکشاید کمین

که بلغزد کوه از چشم بدان
یزلقونک از نبی برخوان بدان

۵۲ احمدا چون کوه لغزید از نظر
در میان راه بی گل بی مطر

در عجب درماند کین لغزش ز چیست
من نه پندارم که این حالت تهیست

۵۳ تا بیامد آیت و آگاه کرد
کان ز چشم بد رسیدت در نبرد

۵۴ گر بدی غیری تو در دم لا شدی
صید چشم و سخره افنا شدی

کافران هم جنس شیطان آمده
جانشان شاگرد شیطانان شده

صد هزاران خوی بد آموخته
دیدهای عقل و دل بر دوخته

مهمان

[illegible]

۵۱ بانکه بر آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم نیز نظر بد اثر کرده بود چنانچه سوره فلق بران شاهد ست ۱۲

۵۳ مراد از آیت همان آیه و ان یکاد الذین کفروا الآیه بوده است ۱۲

۵۴ قوله گر بدی یعنی اگر تو از خاصان خدا نبودی از نظر بد دشمنان فنا شدی ۱۲

کمترین خوشان به زشتی آن حسد — آن حسد که گردن ابلیس زد
زان سگان آموخته صید و حسد — که نخواهد خلق را ملک ابد
وان بنی آدم که عصیان کشته‌اند — وز حسودی نیز شیطان گشته‌اند

باب پنجاه و هشتم در عداوت شیطان

طفل جان از شیر شیطان باز کن — بعد از آنش با ملک انباز کن
تا تو تاریک و ملول و تیره‌ای — دان که با دیو لعین همشیره‌ای
جان بابا گویدت ابلیس هین — تا بدم بفریبدت دیو لعین
همچنین تلبیس با بابات کرد — آدمی را این سیه‌رخ مات کرد
در گلو ماند خس او سالها — چیست آن خس مهر جاه و مالها
مال آید که در وی زهرهاست — وان قبول و سجدهٔ خلق اژدهاست
مال خس باشد چو هست ای بی‌ثبات — در گلویت مانع آب حیات
گر برد مالت عدوی پرفنی — رهزنی را برده باشد رهزنی
هر که دید آن مال جاهش سجده کرد — سجدهٔ افسوسیان را او بخورد — بخورد
چونکه برگردد از و آن ساجدش — داند او کان زهر بود و موبدش
جان فدا کردن برای صید غیر — کفر مطلق دان و نومیدی ز خیر
چند هنگامه نهی بر راه عام — گام خستی بر نیاید هیچ کام — چند
بیشتر رفتست و بیگاهست روز — تو بجد در صید خلقانی هنوز

کارت این بود است از وقت ولاد صید مردم کردن از دام وداد

زان شکار و انبهی باد و بود دست درکن هیچ یابی تار و پود

چون شکار خوک آمد صید عام رنج بیحد لقمه زو خوردن حرام

پس فرشته وار گشته عرضه دار بحر تحریک عروق اختیار

وان فرشته خیرها بر رغم دیو عرضه دارد میکند در دل غریو

میشود ز الهامها و وسوسه اختیار خیر و شرت ده کسه

وقت تهلیل و نماز ای با نمک زان سلام آورده باید بر ملک

که ز الهام و دعای خوبتان اختیار این نمازم شد روان

باز از بعد گنه لعنت کنی بر بلیس آنرا کزو بی محنتی

این دو ضد عرضه کننده در سرار در حجاب غیب آمد عرضه دار

چونکه پرده غیب برخیزد ز پیش تو ببینی روی دلالان خویش

در سخن‌شان واشناسی بی گزند کان سخن گویان نهان اینها بدند

دیو گوید ای اسیر طبع و تن عرضه میکردم نکردم زور من

وان فرشته گویدت من گفتمت که ازین شادی فزون گردد غمت

آن فلان روزت نگفتم من چنان که از آن سوی است ره سوی جنان

ما محب جان و روح افزای تو ساجدان مخلص بابای تو

این زمان هم خدمتت می کنیم سوی مخدومی صلایت میزنیم

چونکه برای آنکه فرشته ترغیب نماز داده بود ۱۲

آن گره با بات را بوده عدا | در خطاب اسجدوا کرده ابا
آن گرفتی وان ما انداختی | حق خدمتهای ما نشناختی
این زمان ما را و ایشان را عیان | ور نگه بشناس از محو نیان
بس عداوتها که آن یاری بود | بس خرابیها که معماری بود
هر که در دنیا خورد تلبیس دیو | وز عدوی دوست رو تعظیم دیو
چونکه ویران کرد چندین عالم او | پس بگفت انی بری منکم
هر که جست از دام شیطان در نماز | رست از قید دو عالم وقت راز
زانکه این شیطان عدو جان ماست | وانکه در فکرت ایمان ماست
بانگ شیطان گله بان اشقیاست | بانگ سلطان پاسبان اولیاست

باب پنجاه و نهم مدح طاعت

آدمی راهست در هر کار دست | لیک از مقصود این خدمت بدست
ما خلقت الجن والانس بخوان | جز عبادت نیست مقصود از جهان
ذوق دارد هر کسی در طاعتی | لاجرم نشکیبد از وی ساعتی
ما درین دهلیز قاضی قضا | بهر دعوی الستیم و بلی
که بلی گفتیم آن را ز امتحان | فعل و قول ما شهود است و عیان
این نماز و روزه و حج و جهاد | هم گواهی دادنست از اعتقاد
این زکوة مال و ترک این حسد | هم گواهی دادنست از سر خود

فعل و قول اظهار سرست و ضمیر — هر دو پیدا میکند سرّ ستیر

بر مصلی مسجد آمد هم گواه — کو همی آمد بمن از دور راه

این گواهی چیست اظهار نهان — خواه قول و خواه فعل و غیر آن

فعل قول آمد گواهان ضمیر — زین دو بر باطن تو استدلال گیر

تزکیه باید گواهان را بدان — تزکیه اش صدقی که موقوفی بدان

بهر این آورد ما یزدان برون — ما خلقت الانس الا لیعبدون

چون تو می بینی که نیکی می کنی — بر حیات و راحتی بر می زنی

چونکه تقصیر و فسادی میرود — آن حیات و ذوق پنهان می شود

دست کورانه بحبل الله بزن — جز با مر و نهی یزدانی متن

چیست حبل الله[51] رها کردن هوا — کین هوا شد صرصری مر عاد را

خلق در زندان نشسته از هواست — مرغ را پرها ببسته از هواست

خشم شحنه شعلهٔ نار از هواست — رفته از مستوریان عار از هواست

لا تطرّقوا[52] فی هوا کسلسبیل — من جناب الله نحو السلسبیل

لا تکن[53] طوع الهوی مثل الحشیش — ان ظل العرش اولی من عریش

گوش سر بربند از هزل و دروغ — تا ببینی شهر جان با فروغ

هیچ وازر[54] و زر غیبی بر نداشت — هیچکس ندرود تا چیزی نکاشت

سال بیگه گشت وقت کشت نی — جز سیه روئی و فعل زشت نی

۵۱ قوله چیست مراد از آن حبل الله صراط مستقیم است ترک کردن خواهش نفسانی است زیرا که بسبب خواهش نفس عاد هلاک شدند ۱۲

۵۲ قوله لا تطرّقوا یعنی پرواز مکنید در خواهش نفس ... بسوی سلسبیل ۱۲

۵۳ قوله لا تکن یعنی مشو مانند گیاه تابع هوا که بتحقیق سایه عرش بهترست از عریش و عریش خانه باشد که از برگ درختان و گیاه ساخته باشند ۱۲

۵۴ قوله وازر اشاره است بکریمه و لا تزر وازرة وزر اخری یعنی بر ندارد هیچ نفس گناه کننده بار گناه نفس دیگر ۱۲

روز بیگه لاشه لنگ و ره دراز ‫ ‫ کارگه ویران عمل رفته ز ساز

بیخهای خوی بد محکم شده ‫ ‫ قوت برکندن آن کم شده

کرم در زیر درخت تن فتاد ‫ ‫ بایدش برکند و بر آتش نهاد

هین و هین ای راه رو بیگاه شد ‫ ‫ آفتاب عمر سوی چاه شد

این دو روزک را که زورت هست زود ‫ ‫ پر فشانیی بکن از راه جود

اینقدر تخمی که ماندستت بباز ‫ ‫ تا بروید زین دو دم عمر دراز

تا نمردست این چراغ باگهر ‫ ‫ هین فتیلش ساز و روغن زوتر

هین مگو فردا که فرداها گذشت ‫ ‫ تا بکلی نگذرد ایام کشت

عمر تو مانند همیان زرست ‫ ‫ روز و شب مانند دینار اشمرست

در زمانه مر ترا سه همرهند ‫ ‫ آن یکی وافی و آن دو غدرمند

آن یکی یاران و دیگر رخت و مال ‫ ‫ وان سوم وافیست آن حسن الفعال

مال ناید با تو بیرون از قصور ‫ ‫ یار آید لیک آید تا بگور

چون ترا روز اجل آید به پیش ‫ ‫ یار گوید از زبان حال خویش

تا بدینجا بیش همره نیستم ‫ ‫ بر سر گورت زمانی بایستم

فعل تو وافیست زو کن ملتحد ‫ ‫ که در آید با تو در قعر لحد

پس پیمبر گفت بهر این طریق ‫ ‫ با وفاتر از عمل نبود رفیق

گر بود نیکو ابد یارت شود ‫ ‫ ور بود بد در لحد مارت شود

عاشقانت در پس پرده کرم / بهر تو نعره زنان بین دمبدم
عاشق آن عاشقان غیب باش / عاشقان پنجروزه کم تراش
که بخوردندت بخدعه جذبه / سالها زیشان ندیدی حبه
وقت صحت با تو یارند و حریف / وقت درد و غم بجز حق کو الیف
وقت درد چشم و دندان هیچکس / دست تو گیرد بجز فریادرس
پس همان درد و مرض را یاد دار / چون ایاز آن پوستین کن اعتبار
در تمام کارها چندین مکوش / جز بکاری که بود در دین بکوش
عاقبت تو رفت خواهی ناتمام / کارهایت ابتر و نانت تو خام
وان عمارت کردن گور و لحد / نی بسنگست و بچوب و نی لبد
بلکه خود را در صفا گوری کنی / در منی او کنی دفن منی
خاک او گردی و مدفون غمش / تا دمت یابد مددها از دمش
گورخانه قبها و کنگره / نبود از اصحاب معنی آن سره
از برون بر ظاهرش نقش و نگار / وز درون اندیشهاے زار زار
همچو گور کافران بیرون حلل / اندرون قهر خدا عز و جل
حق همی گوید چه آوردی مرا / اندرین مهلت که من دادم ترا
عمر خود را در چه پایان برده / قوت و قوت در چه فانی کرده
گوهر دیده کجا فرسوده / پنج حس را در کجا پالوده

چشم و گوش و هوش و گوهرهای عرش / خرج کردی چه خریدی تو ز فرش

دست و پا دادیم چون بیل و کلند / من نه بخشیدم ز خود آن کی شدند

آن مکن که هست مختار نبی / وان مکن که کرد مجنون و صبی

باب شصتم در مذمت معصیت

هر روش هر ره که آن محمود نیست / عقبهٔ و مانعی و رهزنیست

بس کسان کایشان ز طاعت گمرهند / دل برضوان و ثواب آن نهند

توبه نندیشد و گر شیرین شود / بر دلش آن جرم تا بی دین شود

آن پشیمانی و یا رب رفت ازو / شست بر آیینه زنگ پنج تو

آهنش را زنگها خوردن گرفت / گوهرش را زنگ کم کردن گرفت

خود حقیقت معصیت باشد خفی / بس کدر کان را تو پنداری صفی

چون ز دستت زخم بر مظلوم رفت / آن درختی گشت ازو زقوم رست

چون ز خشم آتش تو در دلها زدی / مایهٔ نار جهنم آمدی

آن سخنهای چو مار و کژدمت / مار و کژدم گشت می‌گیرد دمت

پیشها و خلقها همچون جهیز / سوی خصم آیند روز رستخیز

گرچه دیوار افگند سایه دراز / باز گردد سوی او آن سایه باز

این جهان کوهست و فعل ما ندا / سوی ما آید نداها را صدا

حمله بر خود می‌کنی ای ساده مرد / همچو آن شیری که بر خود حمله کرد

اشارتست بقصهٔ شیر و روباه ۱۲

ف۱ قوله توبه یعنی کسانیکه عبادت معبود حقیقی را گذاشته در معصیت افتاده‌اند و از گناهان توبه نمی‌کنند آن معاصی در دل آنها چنان لذیذ بوده اندکه ترک آنها برایشان بغایت دشواری نماید و روز بروز تیرگی دل می‌افزاید ۱۲

ف۲ قوله پیشها یعنی اعمال و افعال انسان بروز حشر پیش او متمثل آید ۱۲

ف۳ قوله این جهان کوه یعنی چنانکه در کوه آواز انسان بازگشت می‌کند همچنین اعمال انسان [illegible] ۱۲

ای زره بر بیخودان تو ذوالفقار — بر تن خود میزنی تو هوشدار

هر که او بنهاد ناخوش سنتی — سوی او نفرین رود هر ساعتی

نیکوان رفتند و سنتها بماند — واز لئیمان ظلم و لعنتها بماند

تا قیامت هر که جنس آن بدان — در وجود آید بود رویش بدان

بر کنار بام ای مست مدام — پست بنشین یا فرود آ والسلام

هر زمانی که شدی تو کامران — آن دم خوش را کنار بام دان

سیرتی کان در وجودت غالبست — هم بدان تصویر حشرت واجبست

روز محشر هر نهان پیدا شود — هم ز خود هر مجرمی رسوا شود

دست و پا بدهد گواهی با بیان — بر فساد او به پیش مستعان

دست گوید من چنین دزدیده ام — لب بگوید من چنین بوسیده ام

پای گوید من شدستم تا منی — فرج گوید من بکردستم زنی

چشم گوید کرده ام غمزه حرام — گوش گوید چیده ام سوء الکلام

گر رهی خواهی سلامت از ضرر — چشم ز اول بند و پایان را نگر

اینچنین مشکین که زلف یار ماست — چونکه بی عقلیم این زنجیر پاست

حلم حق گرچه مواساها کند — لیک چون از حد بشد رسوا کند

اینچنین نخلی که لطف یار ماست — چونکه ما وز دیم نخلش دار ماست

اینچنین لطفی چو نیلی میرود — چونکه فرعونیم جوی خون شود

---

۱۵۹ — ۵۲ حلم حق یعنی اگرچه ذات پاک جناب باری تعالی غفور و رحیم است لاکن چون انسان در ارتکاب معصیت از حد گذشت سزای او لاجرم افتاد ۱۲

[illegible]

بخندد او چو چشم پایان بین او — کو نگهدارند تن را از فساد

هر که او عصیان کند شیطان شود — کو حسود دولت نیکان شود

دیو سوی آدمی شد بهر شر — سوی تو ناید که از دیوی بتر

تا تو بودی آدمی دیو از پیت — می‌دوید و می‌چشانید او میت

چون شدی در خوی دیوی استوار — می‌گریزد از تو دیو نابکار

هر ز خفتن کی توان برداشتن — با چنین صد تخم غفلت کاشتن

۵۱ خواب مرده لقمه مرده یار شد — خواجه خفت و دزد شب در کار شد

آنکه شخص خار کارد در جهان — هان و هان او را مجو در گلستان

گر گلی گیرد بکفت خاری شود — ور سوی یاری رود ماری شود

کیمیای زهر مارست آن شقی — بر خلاف کیمیای متقی

باب شصت و یکم در عدل و ظلم

عدل چه بود آب ده اشجار را — ظلم چه بود آب دادن خار را

عدل وضع نعمتی بر موضعش — نی بهر بیخی که باشد آبکش

ظلم چه بود وضع در ناموضعی — که نباشد جز بلا را منبعی

۵۲ ظالم آری مدبری جف القلم — عدل آری برخوری جف القلم

چون جفا آری جفا جف القلم — وان وفا آری وفا جف القلم

[illegible] نیست این خصمهای مبهم — این بود معنی قد جف القلم

ای دریده پوستین یوسفان | گر بدرد گرگ آن از خویش دان
ای که تو از جاه ظلمی میکنی | از برای خویش چاهی میکنی
این بدانی کز پی چه چه کنی | هم در آن چه عاقبت خود افکنی
(چاه ۱۲) — (ای خود را ۱۲)
گرد خود چون کرم پیله بر متن | بهر خود چه میکنی اندازه کن
چاه مظلم گشت ظلم ظالمان | اینچنین گفتند جمله عالمان
(تاریک ۱۲)
هر که ظالمتر چهش باهول‌تر | عدل فرمودست بدتر را بتر
ای زننده بیگناهان را قفا | در قفای خود نمی‌بینی جزا
مر ضعیفان را تو بیخصمی مدان | از نبی اذا جاء نصر الله بخوان
(در زبان فارسی کلام مجید را گویند ۱۲)
گر تو پیلی خصم تو از تو رمید | نک جزا طیرا ابابیلت رسید
(اینک ۱۲)
آنکه از پنجه بسی سرها بکوفت | همچو خس جاروب مرگش پاک رفت
هست دنیا قهر خانهٔ کردگار | قهر بین چون قهر کردی اختیار
تو مرا چون بره دیدی بی شبان | تو گمان بردی ندارم پاسبان
کی کم از بره کم از بزغاله ام | که نباشد حارس از دنباله ام
(نگهبان ۱۲) — (عقب من ۱۲)
حارسی دارم که ملکش میسزد | داند او بادی که بر من می وزد
سرد بود آن باد یا گرم آن حکیم | نیست غافل نیست غایب ای سقیم
گر ضعیفی در زمین خواهد امان | غلغل افتد در سپاه آسمان
گر بنالد آسمان گریان شود | ور بگوید چرخ یارب خوان شود
(فریاد ۱۲)

ع قوله هست دنیا یعنی دنیا بیگانی نیست [illegible] هر که [illegible] واقع شود پاداش آن بیابد ۱۲

تا دلِ مردِ خدا نامد بدرد — هیچ قومی را خدا رسوا نکرد

نهان

صد هزاران شهر را خشمِ شهان — سرنگون کردست ای بدگمان

خشمِ مردان خشک گرداند سحاب — خشمِ دلها کرد عالمها خراب

خشم و ننگ و ظلمِ تو افزا باد — فضل و عقلِ تو زما کوتاه باد

گرچه خوی آن عوان هست ای خدا — که هماره خلق را خواهد بلا

سگ هماره حمله بر مسکین کند — تا تواند زخم بر غمگین زند

در وقت

گر خبر آید که شه جنگی نهاد — بر مسلمانان شود او زفت شاد

ور خبر آید که شه رحمت نمود — از مسلمانان فکند آن را بجود

ماتمی در جانِ او افتد ازان — صد چنین ادبیرها دارد عوان

این عوان در حقِ غیری سود شد — لیک اندر حقِ خود مردود شد

رحمِ ایمانی ازو بریده شد — کینِ شیطانی برو پیچیده شد

بدست

هر که را خوی نکو باشد برست — هر کسی کو شیشه دل باشد شکست

باب شصت و دوم در حسنِ خلق

من ندیدم در جهانِ جست و جو — هیچ اهلیت به از خوی نکو

در عدو باشد همین احسان نکوست — که باحسان بس عدو گشتست دوست

ور نگردد دوست کینش کم شود — زانکه احسان کینه را مرهم شود

تو هم از دشمن چو کینه می‌کشی — ای زبونِ شش غلط در هر ششی

آن عداوت اندرو عکس حقست | کز صفاتِ قهر آنجا مشتقست

وان گنه در تو ز عکسِ جرمِ تست | بایدان خواری ز طبعِ خویش شست

خلقِ زشتت اندر و رویت نمود | که ترا او صفحهٔ آیینه بود

چونکه قبحِ خویش دیدی ای حسن | اندر آیینه بر آیینه مزن

در پیِ خوش باش و باخوش خوش نشین | خو پذیری گل و روغن ببین

در گذر از فضل و ز جلدی و فن | کار خدمت دارد و خلقِ حسن

پس بدانکه صورتِ خوب و نکو | با خصالِ بد نیرزد یک تسو

ور بود صورت حقیر و ناپذیر | چون بود خلقش نکو در پاش میر

صورتِ ظاهر فنا گردد بدان | عالمِ معنی بماند جاودان

چند بازی عشق با نقشِ سبو | بگذر از نقشِ سبو و آب جو

صورتش دیدی ز معنی غافلی | از صدف دُر را گزین گر عاقلی

بارها از خوی بد خسته شدی | حس نداری سخت بی‌حس آمدی

خار بین چون دان هر سیه خوی بد | بارها در پای خار آخر زدست

توبه گلبن وصل کن این خار را | وصل کن با نار نورِ یار را

تاکه نورِ او کُشد نارِ ترا | وصلِ او گلشن کند خارِ ترا

بابِ شصت و سوم در سخا

لب به بند و کف پر از زر برگشا | بخلِ تن بگذار و پیشِ آور سخا

که خوی بد را با خوی نیک وصل کن تا آن نار بر تو نور گردد ۱۳۲

ترک شهوتها و لذتها سخاست
هر که در شهوت فرو شد برنخاست

این سخا شاخیست از سرو بهشت
وای او کز کف چنین شاخی بهشت

می برد شاخ سخا ای خوب کیش
مر ترا بالا کشان تا اصل خویش

آن فتوت بخشش بی علتست
پاکبازی خارج هر ملتست

گفت پیغمبر که دایم بهر پند
دو فرشته خوش منادی میکنند

بیک

کای خدایا منفقان را سیر دار
هر درمشان را عوض ده صد هزار

کای خدایا ممسکان را در جهان
تو مده الا زیان اندر زیان

گر بماند از جود در دست تو مال
کی کند فضل الهت پایمال

۵۱ هر که کارد گردد انبارش تهی
لیکش اندر مزرعه باشد بهی

وانکه در انبار ماند و صرفه کرد
شپش و موش و حوادث پاک خورد

غل بخل از دست و گردن دور کن
بخت نو دریاب از چرخ کهن

باب شصت و چهارم در ادب

از ادب پر نور گشتست این فلک
از ادب معصوم و پاک آمد ملک

از خدا جوییم توفیق ادب
بی ادب محروم گشت از لطف رب

بی ادب تنها نه خود را داشت بد
بلکه آتش در همه آفاق زد

مائده از آسمان در میرسید
بی شری و بیع و بی گفت و شنید

۵۲ در میان قوم موسی چند کس
بی ادب گفتند کو سیر و عدس

۵۱ قوله هر که کارد ... تشبیهست بحال صرف کننده مال در راه خدا هر گاه کشاورز غله خود را در زمین می اندازد انبار غله اش تهی میگردد و هر گاه زراعت تیار شد آن وقت صد حصه از اصل غله زائد بار حاصل می شود و کسی که بخوف کمی در بذل و انفاق بخل کرد ... آن مال ...
۱۶۴

۵۲ قوله در میان قوم موسی ... اشاره است بقصه قوم موسی علیه السلام ... سیر و عدس ...

منقطع شد نان و خوان از آسمان — ماند رنج زرع و بیل و داس مان

زان گدا رویان نادیده ز آز — آن در رحمت بر ایشان شد فراز

هر چه آید بر تو از ظلمات و غم — آن ز بی باکی و گستاخیست هم

این همه غمها که اندر سینه‌هاست — از بخار و گرد باد و بود ماست

بد ز گستاخی کسوف آفتاب — شد عزازیلی ز جرأت رد باب

هر که بیباکی کند در راه دوست — رهزن مردان شد و نامرد اوست

هین بدو گستاخ در دشت بلا — هین مرو کورانه اندر کربلا

آن گروهی کز ادب بگریختند — آب مردی و آب مردان ریختند

ای تواضع برده پیش ابلهان — ای تکبر کرده تو پیش شهان

گرچه شه با تو نشیند بر زمین — خویش را بشناس و نیکوتر نشین

آن تکبر بر خسان خوبست و چست — هین مرو معکوس عکسش بند تست

ما کسیم اندر جهان پیچ پیچ — چون الف او خود ندارد هیچ هیچ

پیچ دیگر بر چنین پیچی منه — نام دولت بر چنین پیچی منه

بشنو این پند از حکیم غزنوی — تا بیابی در تن کهنه نوی

ناز را رویی بباید همچو ورد — چون نداری گرد بد خویی مگرد

زشت باشد روی نازیبا و ناز — سخت باشد چشم نابینا و باز

پیش یوسف نازش و خوبی مکن — جز نیاز و آه یعقوبی مکن

برو

۱۶۵ شعرها از ملحقات و از دو کسانیکه توجیهات را در معنی شعر دخل میدهند هیچیک بجای خود نمی‌رسد ۱۲

معنی مردن ز طوطی بد نیاز | در نیاز و فقر خود را مرده ساز
تا دم عیسی ترا زنده کند | همچو خویشت خوب و فرخنده کند
از بهاران کی شود سرسبز سنگ | خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ
سالها تو سنگ بودی دلخراش | آزمون را یک زمانی خاک باش
دل نگهدارید ای بی‌حاصلان | در حضور حضرت صاحبدلان
پیش اهل دل ادب بر باطنست | زانکه دلشان بر سرائر فاطنست
همچنان که گفت آن یار رسول | چون نبی برخواندی بر ما این فصول
آن رسول مجتبی وقت نثار | خواستی از ما حضور و صد وقار
آنچنان که بر سرت مرغی بود | کز فواتش جان تو لرزان شود
تو نیاری هیچ جنبیدن ز جا | تا نگیرد مرغ خوب تو هوا
دم نیاری زد ببندی سرفه را | تا نیاید که بپرد آن هما
ور کست شیرین بگوید یا ترش | بر لب انگشتی نهی یعنی خمش
حیرت آن مرغ خاموشت کند | بر نهد سر دیگ و پر جوشت کند
جز خضوع و بندگی و اضطرار | اندر آن حضرت ندارد اعتبار
پیش بینایان کنی ترک ادب | نار بر دوزخ را از آن گشتی حطب
حق چو سیما را معرف خوانده است | چشم عارف سوی سیما مانده است
گفت سیماهم وجوههم کردگار | که بود غماز باران سبزه زار

باب شصت و پنجم در کبر و عجب

چند حرفِ طمطراق و کار و بار 	کار و بارِ خود ببین و شرم دار

کبر زشت و از گدایان زشت‌تر 	روزِ سرد و برف آنگه جامه تر

چند دعوی و دمِ بادِ بروت 	ای ترا خانه چو بیت العنکبوت

خلق را طاق و طرم عاریت است 	امر را طاق و طرم ماهیت است

از پیِ طاق و طرم خواری کشند 	بر امیدِ عزّ در خواری خوشند

بر امیدِ عزِّ ده روزِ خدوک 	گردنِ خود کرده‌اند از غم چو دوک

ابتدای کبر و کین از شهوت است 	راسخیِ شهوتت از عادت است

چون ز عادت گشت محکم خوی بد 	خشمش آید بر کسی کت وا کشد

بت‌پرستان چونکه خو با بت کنند 	مانعانِ راهِ بت را دشمنند

چون خلافِ خوی تو گوید کسی 	کینها خیزد ترا با او بسی

که مرا از خویِ من بر می‌کند 	خویش بر من میر و سرور میکند

تو بدان فخر آوری کز ترس و بند 	چاپلوست کرد مردم روز چند

هر که را مردم سجودی می‌کنند 	زهر اندر جانِ او می‌آگنند

آن تکبر زهرِ قاتل دان که هست 	از میِ پر زهر شد آن گیج مست

چون میِ پر زهر نوشد مُدبِری 	از طرب یکدم بجنباند سری

بعد یکدم زهر بر جانش فتد 	زهر در جانش کند داد و ستد

ای خنک آنرا که ذلت نفسه | وای آن کز سرکشی شد خوی او
(ذلیل کرد نفس خود را ۱۲)

نردبان خلق این ما و منیست | عاقبت زین نردبان افتادنیست

هر که بالاتر رود ابله‌تر است | کاستخوان او بتر خواهد شکست

این فروعست و اصولش آن بود | که ترفع شرکت یزدان بود

حد خود بشناس و بر بالا مپر | تا نیفتی در نشیب شور و شر

مؤمنان آئینهٔ همدیگرند | این خبر را هم پیمبر آورند

ای بدیده عکس بد در روی عم | بد نه عمست آن توئی از خود مرم
(برادر پدر ۱۲)

خانه روزن ساختی شیشه کبود | نور خورشیدی کبودت می‌نمود

گر نه کوری این کبودی دان ز خویش | خویش را گو بد مگو کس را تو پیش

ای خنک جانی که عیب خویش دید | هر که عیبی گفت آن بر خود خرید

زاغ گر زشتی خود بشناختی | همچو برف از درد و غم بگداختی

ذلت آدم ز اشکم بود و باه | وان ابلیس از تکبر بود و جاه

لاجرم او زود استغفار کرد | وان لعین از توبه استکبار کرد

خود چه باشد پیش نور مستقر | کر و فر اختیار بو البشر
(مستقر)

گوشت پاره آلت گویای او | پیه پاره منظر بینای او
(یعنی زبان ۱۲) (یعنی چشم ۱۲)

مسمع او آن دو پاره استخوان | مدرکش دو قطره خون یعنی جنان

از منی بودی منی را واگذار | ای ایاز آن پوستین را یاد دار

گر مکی وز قدر آگنده	طمطراقی در جهان افگنده
باد را بشکن که بس فتنه‌ست	پیش از آن کت بشکند او همچو عاد
عاد را آن باد ز استکبار بود	یار خود پنداشتند اغیار بود
کبر زان جوید همیشه جاه و مال	که ز سرگینست گلخن را کمال
مال چون مارست و آن جاه اژدها	سایهٔ مردان زمرد این دو را
زان زمرد مار را دیده جهد	کور گردد مار و ره‌رو وا رهد
خواجه باز آ از منی و از سری	سروری جو کم طلب کن سروری

باب شصت و ششم در آفت ریاست

۵۱ آنچه منصب میکند با جاهلان	از فضیحت کی کند صد ارسلان
حرص بد یکتاست این پنجاه تا	حرص و شهوت مار و منصب اژدها
۵۲ حرص بد از شهوت حلق و فرج	در ریاست بیست چندانش حرج
حرص حلق و فرج هم از بدرگیست	لیک منصب نیست آن شکستگیست
بیخ و شاخ این ریاست را اگر	باز گویم دفتری باید دگر
مال و منصب تا کسی آرد بدست	طالب رسوائی خویش او شدست
یا کند بخل و عطا کم دهد	یا سخا آرد بنا موضع نهد
حکم چون در دست گمراهی فتاد	جاه پندارید در چاه او فتاد
۵۳ احمقان سرور شدستند و ز بیم	عاقلان سرها کشیده در گلیم

۱۶۵

۵۳ قوله احمقان یعنی کسانیکه درین دار ناپایدار سروری و حکومت حاصل کردند در حقیقت احمق اند که از روز حساب بیخوف شدند و کسانیکه ترک هوا و هوس دنیوی نموده خاموش و گوشه نشین گردیدند عاقل اند که از محاسبهٔ روز جزا نجات یافتند ۱۲

آنخداوندی که نبود راستین
مر ورا نی دست دان نی آستین

آنخداوندیکه در وی دیده بود
بیدل و بیجان و بی دیده بود

آنخداوندی که داوندت عوام
باز بستانند از تو همچو وام

ده خداوندی تو عاریت بحق
تا خداوندیت بخشد متفق

مهتری نفطست و آتش ای غوی
ای برادر چون بر آذر میروی

هرچه او همواره باشد باز بین
تیرها را کی هدف گردد ببین

هرکجا خواهد خدا دوزخ کند
اوج را بر مرغ و دام و فخ کند

هم ز دندانت برارد دردها
تا بگوئی دوزخست و اژدها

یا کند آب دهانت را عسل
که بگوئی این بهشتست و حلل

از بن دندان برویاند شکر
تا بدانی قدرت حکم قدر

پس بدندان بیگناهان را مگز
فکر کن از ضربت نامحترز

شیطنت گردن کشی بُد در لغت
مستحق لعنت آمد این صفت

صد خورنده گنجد اندر گرد خوان
دو ریاست می نگنجد در جهان

آن شنیدستی که الملک عقیم
قطع خویشی کرد ملکت جو ز بیم

که عقیمست و ورا فرزند نیست
همچو آتش با کسش پیوند نیست

هرچه یابد او بسوزد بر درد
چون نیابد هیچ خود را میخورد

هیچ شو واره تو از دندان او
رحم کم جو از دل سندان او

چونکه گشتی هیچ از سندان مترس — هر صباح از فقر مطلق گیر درس

هست الوهیت ردای ذو الجلال — هر که در پوشد برو گردد وبال

منصبی کانم ز رویت محجبست — عین معزولیست نامش منصبست

تاج از آنِ اوست وز آنِ ما کمر — وای او کز حد خود دارد گذر

فتنهٔ تست این پرِ طاوسیت — کاشتراکت باید و قدوسیت

خویش را عریان کن از فضل و فضول — تا کند هر دم ترا رحمت نزول

زیرکی ضدِ شکستست و نیاز — زیرکی بگذار و با گولی بساز

بیشتر اصحاب جنت ابلهند — تا ز شرِ فیلسوفی وارهند

بارِ خود بر کس منه بر خویش نه — سروری را کم طلب درویش به

چونکه کرد ابلیس خو با سروری — دید آدم را بتحقیر از خری

سروری چون شد دماغت را ندیم — هر که بشکستت شود خصم قدیم

شاه را باید که باشد خوی رب — رحمتِ او سبق دارد بر غضب

باب شصت و هفتم در رحم و شفقت

سبقِ رحمت بر غضب هست ای فتا — لطف غالب بود در وصفِ خدا

بندگان دارند لابد خوی او — مشکها شان پر ز آبِ جوی او

آن رسولِ حق قلاووز سلوک — گفت الناس علی دین الملوک

بی غضب غالب بود مانند دیو — بی ضرورت چون کند از بهر ریو

۵۴ قوله شاه را باید که مراد از خوی رب اینست قوله تخلقوا باخلاق الله ... است علی العموم و پادشاهان را بتخصیص می باید که متخلق باخلاق الهی گفته می شوند ۱۲

ای حلیمی مخنث وار نیز — که شود زن روسپی زان کنیز

خیر کن با خلق بهر ایزدت — تا بیابی راحت جان خودت

آنکه سرها بشکند او از علو — رحم حق و خلق ناید سوی او

عتو

بر بدیهای بدان رحمت کنید — بر منی و خویش بین لعنت کنید

هین مبادا غیرت آید از کمین — سرنگون افتند در قعر زمین

بر همه کفار ما را رحمت ست — گرچه جان جمله کافر نعمت ست

بر سگانم رحمت و بخشایش ست — که چرا از سنگهاشان مالش ست

آن سگی که می گزد گویم دعا — که ازین خو وارهانش ای خدا

این سگان را هم در آن اندیشه دار — که نباشد از خلائق سنگسار

زان بیاورد اولیا را بر زمین — تا کندشان رحمة للعالمین

گفت پیغمبر که رحم آرید بر — حال من کان غنیاً فافتقر

والذی کان عزیزاً فاحتقر — او ضعیفاً عالماً بین المضر

گفت پیغمبر که با این سه گروه — رحم آرید ار ز سنگید ار ز کوه

آنکه او بعد عزیزی خوار شد — وان توانگر هم که بی دینار شد

وان سوم آن عالمی اندر جهان — مبتلا گردد میان جاهلان

زانکه از عزت بخواری آمدن — همچو قطع عضو باشد از بدن

گفت پیغمبر که زن بر عاقلان — غالب آید سخت بر صاحب دلان

باز بر زن جاهلان چیره شوند | زانکه ایشان تند و بس خیره روند

۵۱ کم شود شان رقت و لطف و وداد | زانکه حیوانیست غالب بر نهاد

مهر و رقت وصف انسانی بود | خشم و شهوت وصف حیوانی بود

ستر کن تا بر تو ستاری کنند | تا به بینی ایمنی بر کس مخند

۵۲ آنچه بر تو خواه آن باشد پسند | بر دگر کس آن کن از رنج و گزند

گرچه صرصر بس درختان میکند | با گیاه تر وی احسان میکند

دست داستت خدا کاری بکن | مکسبی کن یاری یاری بکن

۵۳ زانکه جمله کسب ناید از یکی | هم درودگر هم سقا هم حائکی

هین با نبازیست عالم برقرار | هر کسی کاری گزیند ز افتقار

هر کسی در مکسبی پا مینهد | یاری یاران دیگر میدهد

۵۴ هر دروغی که خیال اندیش شد | چون دلیل آری خیالش بیش شد

چون سخن در وی رود علت شود | تیغ غازی دزد را آلت شود

پس جواب او سکوتست و سکون | هست با ابله سخن گفتن جنون

آن خیال و وهم بد چون شد پدید | صد هزاران یار را از هم برید

عالم وهم و خیال و طمع و بیم | هست رهرو را یکی بند عظیم

ظن نیکو بر بر اخوان صفا | گرچه آید ظاهر از ایشان جفا

۵۵ هین ز بد نامان نباید ننگ داشت | گوش بر اسرارشان باید گماشت

خود نصیحت و منع کنی خیال او زیاده تر می گردد پس درین صورت سکوت بهتر است و مثل آنکه همین تیغ در دست غازی کفار را قتل سازد و همین تیغ در دست رهزنان باعث آزار مردم شود پس تیغ مجاهدان باعث ثواب و تیغ رهزنان موجب عذاب باشد همچنین از مردم متوهم المزاج بحث کم باید کرد

خاکساران جهان باشند که بظاهر خوار و ذلیل نمایند پس باید که نظر بر اسرار یعنی باطن ایشان

شفقتی گر کرد جور از امتحان — عقل باید کو نباشد بدگمان

بلکه کوه و سنگ و آب و خاک را — هست واگشت نهانی با خدا

هیچ کافر را بخواری منگرید — که مسلمان مردنش باشد امید

چه خبر داری ز ختم کار او — که بگردانی ازو یکباره رو

در میان بحر اگر بنشسته ام — طمع در آب سبو هم بسته ام

زور را بگذار و زاری را بگیر — رحم سوی زاری آید ای فقیر

عمر

باب شصت و هشتم در تضرع و بکا

چون خدا خواهد که مان یاری کند — میل ما را جانب زاری کند

داغ دل آور که در میدان درد — اهل دل از داغ بشناسند مرد

ای خنک چشمی که آن گریان او — وی همایون دل که آن بریان او

آخر هر گریه آخر خنده ایست — مرد آخربین مبارک بنده ایست

ای خنک آن کو نکوکاری گرفت — زور را بگذاشت او زاری گرفت

هر کجا آب روان خضرت بود — هر کجا اشک روان رحمت بود

زانکه آدم زان عتاب از اشک رست — اشک تر باشد دم توبه پرست

بهر گریه آدم آمد بر زمین — تا بود گریان و نالان و حزین

آدم از فردوس و از بالای هفت — پای ماچان از برای عذر رفت

گر ز پشت آدمی و ز صلب او — در طلب می باش هم در طلب او

چشم تر

(ای ما را ۱۲ — یعنی خوردن گندم ۱۲)

ز آتش دل و آب دیده نقل ساز
بوستان از ابر و خورشید است تاز

تو چه دانی ذوق آب دیدگان
عاشق نانی تو چون نادیدگان

۵۱ گر تو این انبان ز نان خالی کنی
پر ز گوهرهای اجلالی کنی

اشک کان از بهر او بارند خلق
گوهرست و اشک پندارند خلق

نالم ایرا ناله‌ها خوش آیدش
از دو عالم ناله و غم بایدش

هر که باشد شاه دردش را دوا
گر چو نی نالد نباشد بینوا

۵۲ چون تضرع را بر حق قدرهاست
وان بها کانجاست زاری را کجاست

هین امید اکنون میان را چست بند
خیز ای گرینده و دایم بخند

۵۳ که برابر می‌کند شاه مجید
اشک را در وزن با خون شهید

اشک می‌بارد همی سوز از طلب
همچو شمع سر بریده نیم شب

تا نگرید کودک حلوا فروش
بحر بخشایش نمی‌آید بجوش

چون بگرید او بجوشد رحمتم
آن خروشنده بنوشد نعمتم

رحمتم موقوف آن خوش گریه‌هاست
چون گریست از بحر رحمت موج خاست

۵۴ ز امر حق وابکوا کثیرا خوانده
چون سر بریان چه خندان مانده

گفت فلیبکوا کثیرا گوش دار
تا بریزد شیر فضل کردگار

ذوق خنده دیده‌ای ای خیره خند
ذوق گریه بین که هست آن کان قند

روشنی خانه باشی همچو شمع
گر فرو باری تو همچون شمع دمع

نهند

۵۳ قوله که برابر میکند در حدیث شریف آمده است که چنانکه اشک گریه کنندگان را در روز حساب با خون شهیدان برابر خواهد کرد و ازین جا ثابت شد که اجر گریستن با جر جهاد برابر است ۱۲

۵۴ قوله ز امر حق یعنی در قرآن مجید میفرماید که ولیبکوا کثیرا و باید که گریه بسیار کنند ۱۲

چون جهنم گریه آرد یاد آن — پس جهنم خوشتر آید از جنان

خنده‌ها در گریه‌ها آمد کتیم — گنج در ویرانه‌ها جو ای سلیم

تو که یوسف نیستی یعقوب باش — همچو او با گریه و آشوب باش

اشک خواهی رحم کن بر اشکبار — رحم خواهی بر ضعیفان رحم آر

پس بدان این اصل را ای اصل جو — هر کرا دردست او بردست گو

هر کجا دردی دوا آنجا رود — هر کجا پستیست آب آنجا رود

هر که او بیدارتر پر دردتر — هر که او آگاه‌تر رخ زردتر

ای دریغا اشک من دریا بدی — تا نثار دلبر زیبا بدی

دیده بر دیگران نوحه گری — مدتی بنشین و بر خود می‌گری

ز ابر گریان شاخ سبز و تر شود — زانکه شمع از گریه روشن‌تر شود

گر نباشد برق دل و ابر دو چشم — کی نشیند آتش تهدید و خشم

کی بروید سبزهٔ ذوق وصال — کی بجوشد چشمه‌ها ز آب زلال

کی گلستان راز گوید با چمن — کی بنفشه عهد بندد با سمن

کی چناری کف گشاید در دعا — کی درختی سر فشاند در هوا

کی شکوفه آستین پر نثار — بر فشاندن گیرد ایام بهار

کی فروزد لاله را رخ همچو خون — کی گل از کیسه بر آرد زر برون

زاری و گریه عجب سرمایه است — رحمت کلی قوی‌تر دایه است

تا

---

۵۱ قوله چون جهنم ... یعنی یاد عذاب دوزخ باعث گریه و یاد نعیم بهشت موجب خنده است پس یاد جهنم از یاد بهشت خوش‌تر آید گریه کنندگان را ۱۲

۵۳ قوله تو که یوسف ... از یوسف معشوق مراد و یعقوب عاشق است یعنی تو که لیاقت معشوق بودن نداری پس باید که عاشق باشی و مثل عاشقان در گریه و زاری بسر کنی ۱۲

۵۴ ... یعنی عشق و سوز ... سبب حصول معرفت الهی است ... ۱۲

گفت او دعوا الله بیزاری مباش / تا بجوشد شیرهای مهرباش

دعوتِ زاریست روزی پنج بار / بنده را که در نماز آر و بزار

نعرهٔ موذن که حیّ علی الفلاح / وان فلاح این زاریست و اقتراح

تا نگرید ابر کی خندد چمن / تا نگرید طفل کی جوشد لبن

طفلِ یکروزه همیداند طریق / که بگریم تا رسد دایهٔ شفیق

تو نمیدانی که دایهٔ دایگان / کم دهد بی گریه شیر او رایگان

گریهٔ ابرست و سوزِ آفتاب / استنِ دنیا همین دو رشته تاب

گر نبودی سوزِ مهر و اشکِ ابر / کی شدی اجسام با زفت و سطبر

کی بُدی معمور این هر چار فصل / گر نبودی این تف و این گریه اصل

آفتابِ عقل را در سوز دار / چشم را چون ابرِ اشکافروز دار

گریهٔ باصدق بر جانها زند.... / تا که چرخ و عرش را گریان کنند

حکایت

زاهدی را گفت یاری در عمل / کم گری تا چشم را ناید خلل

گفت زاهد از دو بیرون نیست حال / چشم بیند یا نبیند آن جمال

گر ببیند نورِ حق خود چه غمست / در وصالِ حق دو دیده کی کمست

ور نخواهد دید حق را گو برو / اینچنین چشمِ شقی گو کور شو

غم مخور از دیدگان عیسی تراست / چپ مرو تا بخشدت دو چشمِ راست

۱۷۷

۵۱ قوله گفت … ای رسول الله … ما دعوا الله … از روی اخلاص ۱۲ ۵۲ قوله دعوت زاریست …

۵۳ قوله حیّ علی الفلاح …

۵۴ قوله گریهٔ ابر ظاهرست که نشو و نمای اشیای کائنات از وجود همین دو چیز که ابر و آفتاب باشد از حکم خالق بر حق صورت می بندد ۱۲

۵۵ قوله غم مخور یعنی هرگاه چشم تو از کثرت گریه بخوف ایزدی کور خواهد شد غم کوری مخور که در عوض آن … در حق تو مسیحائی خواهد کرد … اختیار مکن که جناب … راست بین عنایت خواهد نمود ۱۲

باب شصت و نهم در دعا

گر نداری تو دم خوش در دعا
رو دعا میخواه ز اخوان صفا

آرزو میخواه لیک اندازه خواه
بر نتابد کوه را یک برگ کاه

در حدیث آمد که مومن در دعا
چون امان خواهد ز دوزخ از خدا

دوزخ از وی هم امان خواهد بجان
که خدا یا دور دارم از فلان

دوزخ از مومن گریزد آنچنان
که گریزد مومن از دوزخ بجان

زانکه گوید دوزخ ای مومن تو زود
برگذر که نور تو نارم ربود

آمین آباد است این راه نیاز
ترکتازش گیر و با آن ره بساز

ای اخی دست از دعا کردن مدار
با اجابت یا رد اویت چه کار

هر که را دل پاک شد ز اعتزال
آن دعایش میرود تا ذوالجلال

پس بهر حاجت ای محتاج زود
تا بجوشد در کرم دریای جود

آن چنان کن که دهانها مر ترا
در شب و در روزها گوید دعا

کان دعای شیخ نی چون هر دعاست
فانیست و گفت او گفت خداست

چون خدا از خود سوال و کد کند
پس دعای خویش را چون رد کند

آن دعای بیخودان خود دیگرست
آن دعا زو نیست گفت داورست

آن دعا حق میکند چون او فناست
آن دعا و آن اجابت از خداست

راه کن در اندرونها خویش را
دور کن ادراک عقل اندیش را

یعنی انسان را لازم است که در حق خود بحسب لیاقت و در خور حال خویش دعا میکرده باشد و اگر زیاده از مقدار استعداد خود خواهش خواهد کرد چگونه متحمل آن خواهد شد چنانکه برگ کاه طاقت تحمل کوه ندارد ۱۲

کیمیا داری دوای پوست کن — دشمنان را زین صناعت دوست کن

چون شدی زیبا بدان زیبا رسی — کو رهاند روح را از بی‌کسی

واسطهٔ مخلوق نی اندر میان — بیخبر زان لابه کردن جسم و جان

بندگان حق رحیم و بردبار — خوی حق دارند در اصلاح کار

مهربان بی‌رشوتان یاری‌گران — در مقام سخت و در روز گران

هین بجو این قوم را ای مبتلا — هین غنیمت دارشان پیش از بلا

نی همه ملک جهان دون دهند — صد هزاران ملک گوناگون دهند

داد داد حق‌شناس و بخششش — عکس آن داد است اندر پنج و شش

گر بود داد خسان افزون ز ریگ — تو نمانی وان بماند مرده‌ریگ

عکس آخر چند پاید در نظر — اصل بینی پیشه کن ای کج‌نظر

حق چو بخشش کرد بر اهل نیاز — با عطا بخشیدشان عمری دراز

خود که گوید این و رحمت نثار — که نیابد در اجابت صد هزار

ای بسا مخلص که نالد در دعا — تا رود دود خلوصش بر سما

تا رود بالای این سقف برین — بوی مجمر از انین المذنبین

پس ملائک با خدا نالند زار — کای مجیب هر دعا وای مستجار

بندهٔ مؤمن تضرع می‌کند — او نمی‌داند بجز تو مستند

صله‌ها بیگانگان را می‌دهی — از تو دارد آرزو هر مشتهی

(در ستون میانی: که — هر دعائی — تو عطائی)

مردم دنیا هر قدر که خواهند
داد آخر روزی تو معدوم خواهی
شد و بخشیدهٔ ایشان همراه تو
نخواهد رفت بخلاف عطیهٔ الهی
که در دنیا و آخرت همراه بنده
می‌باشد ۱۲

قوله خود که گوید یعنی
کیست که در رحمت الهی را کوفت
و از رحمت او محروم ماند ۱۲

حق بفرماید نه از خواری اوست		عین تاخیر عطا یاری اوست
حاجت آوردش ز غفلت سوی من		آن کشیدش موکشان در کوی من
گر بر آرم حاجتش او وا رود	رسان	هم در آن بازیچه مستغرق شود
گرچه مینالد بجان یا مستجار	گو بزار	دل شکسته سینه خسته گو بزار
من برین در وار دارش می کنم		از ره پنهان شکارش می کنم
خوش همی آید مرا آواز او		وان خدایا گفتن و آن راز او
بی مرادی مومنان از نیک و بد		تو یقین میدان که بهر این بود

حکایت

دزدکی از مارگیری مار برد	ز ابلهی آنرا غنیمت می شمرد
وارهید آن مارگیر از زخم مار	مار کشت آن دزد خود را زار زار
مارگیرش دید و پس بشناختش	گفت از جان مار من پرداختش
در دعا میخواستی جانم ازو	کش بیابم مار بستانم ازو
شکر حق را کان دعا مردود شد	من زیان پنداشتم آن سود شد
بس دعاها کان زیانست و هلاک	وز کرم می نشنود یزدان پاک
پنبه اندر گوش حس دون کنید	بند حس از چشم خود بیرون کنید

باب هفتادم در حواس

پنبه آن گوش سر گوش سرست	تا نگردد این کر آن باطن کرست

بی حس و بی گوش و بی فکرت شوید — تا خطاب ارجعی را بشنوید

سیر بیرونیست قول و فعل ما — سیر باطن هست بالای سما

زان سوی حس عالم توحید دان — گر یکی خواهی بدان جانب بران

حس خشکی دید کز خشکی بزاد — عیسی جان پای در دریا نهاد

چونکه عمر اندر ره خشکی گذشت — گاه کوه و گاه دریا گاه دشت

سیر جسم خشک بر خشکی فتاد — سیر جان پا در دل دریا نهاد

آب حیوان از کجا خواهی تو یافت — موج دریا را کجا خواهی شکافت

حس دنیا نردبان این جهان — حس دینی نردبان آسمان

صحت این حس ز معموری تن — صحت آن حس ز ویرانی بدن

صحت این حس بجویید از طبیب — صحت آن حس بجویید از حبیب

گوش جان و چشم جان جز این حسست — گوش عقل و گوش حس زین مفلسست

شاه جان مر جسم را ویران کند — بعد ویرانیش آبادان کند

سازد اسرافیل روزی ناله را — جان دهد پوسیدهٔ صدساله را

انبیا را در درون هم نغمهاست — طالبان را زان حیات بی بهاست

نشنود آن نغمها را گوش حس — کز ستمها گوش حس باشد نجس

رو بر سلطان و کار و بار بین — حسن تجری تحتها الانهار بین

اینچنین حسها و ادراکات ما — قطرهٔ باشد دران بحر صفا

۵۱ قوله حس خشکی یعنی حواس ظاهری پابند عالم ظاهر باشند و حواس باطنی در عالم معنی سیر میکنند بسبب مراد از خشکی عالم صورت و مراد از دریا عالم معنی باشد و ظاهر است ۱۲

۱۸۱ بندگان مقبول ایزدی بر روی آب بی تکلف میروند چنانکه برروی زمین ۱۲

۵۲ قوله شاه جان غرض از ویرانی جسم محنت کشی ریاضت و عبادتست و بی شبه نتیجهٔ این ریاضت راحت جاودانی باشد ۱۲

راهِ حس راهِ خرانست ای سوار	ای خرانرا تو مزاحم شرم دار
پنج حسی هست جز این پنج حس	آن چو زرِ سرخ و این حسها چو مس
اندران بازار کاهل محشرند	حسِ مس را چون حسِ زر کی خرند
حسِ ابدان قوتِ ظلمت میخورد	حسِ جان از آفتابی میچرد
چشمِ حس را هست مذهب اعتزال	دیدهٔ عقلست سُنّی در وصال
سخرهٔ حس اند اهلِ اعتزال	خویش را سُنّی نمایند از ضلال
هر که در حس ماند او معتزلیست	گرچه گوید سُنّیم از جاهلیست
چون ز حس بیرون نیاید آدمی	باشد از تصویرِ غیبی اعجمی
گر بدیدی حسِ حیوان شاه را	پس بدیدی گاو و خر الله را
گر نبودی حسِ دیگر مر ترا	جز حسِ حیوان ز بیرونِ هوا
پس بنی آدم مکرم کی بدی	کی بحسِ مشترک محرم شدی
خاک زن در دیدهٔ حس بینِ خویش	دیدهٔ حس دشمنِ عقلست و کیش
دیدهٔ حس را خدا اعماش خواند	بت‌پرستش گفت و ضدِّ ماش خواند
زانکه او کف دید و دریا را ندید	زانکه حالی دید و فردا را ندید
ور دو چشمِ حق شناس آمد ترا	دوست پر بین دیدهٔ هر دو سرا
پس دو چشمِ روشن ای صاحب نظر	مر ترا صد مادرست و صد پدر
خاصه چشمِ دل که آن هفتاد توست	وین دو چشمِ حس خوشه‌چینِ اوست

عرصه — نسخه ۱۲

۱۸۲

۱۸۳

دیدهٔ حسی زبون آفتاب		دیدهٔ ربانی جوئی و بیاب
تا زبون گردد به پیش آن نظر	بشر	شعشعات آفتاب با شرر
کان نظر نوری و این ناری بود		نار پیش نور بس تاری بود
چشم ظاهر ضابطه حلیه بشر		چشم سر حیران ما زاغ البصر
دیدهٔ تن دائماً تن بین بود		دیدهٔ جان جان پر فن بین بود
در گذار این جمله تن را در بصر	گداز	در نظر رو در نظر رو در نظر
یک نظر دو گز همی بیند ز راه		یک نظر دو کون دید و روی شاه
در میان این دو فرق بی‌شمار		سرمه جو والله اعلم بالسرار

باب هفتاد و یکم در مذمت بدن

چون زره دان این تن پر حیف را	بی فشار اشاید و بی صیف را
قیمتش کاهی نه و حرصش چو کوه	جسته بیهوده وجوه از هر گروه
بت شکستن گیر ابراهیم وار	کو بت تن را فدا کرده به نار
گر ز بر خود زن منی را در شکن	زانکه پنبه گوش آمد چشم تن
تن چو شد بیمار داروجوت کرد	ور قوی شد مر ترا طاغوت کرد
هر که شیرین میزید او تلخ مرد	هر که او تن را پرستد جان نبرد
گوسفندان را ز صحرا میکشند	آنکه فربه تر مر او را میکشند
چشم آخر بین تواند دید راست	چشم آخر بین غرورست و خطاست

یعنی بینندهٔ متاع دنیا ۱۲

قدر و قیمت بدن خاکی بمقدار کاه هم نیست و حرص دیو مثل کوه دارد و با این همه طالب وسائل هر قسم لذات بوده است ۱۲

یعنی سر غرور و خودی را اگر ز ریاضت بشکنی درکه منی دیگر برای گوش و چشم تن بجای پنبه است که از شنیدن و دیدن امور حق باز میدارد ۱۲

روز مرگ این حس تو باطل شود	نور جان داری که یار دل شود
در لحد این چشم را خاک آگند	هست آنچه گور را روشن کند
آن زمان که دست و پایت بر درد	پر و بالت هست تا جان بر پرد
آن زمان که جان حیوانی نماند	جان باقی بایدت بر جان فشاند
چونکه گشته گردد این جسم گران	زنده گردد هستی اسرار دان
این جهان تن غلط انداز شد	جز مر آنرا کو ز شهوت باز شد
آن تنی را که بود در جان خلل	خوش نگردد گر بگیری در عسل
این کسی داند که روزی زنده بود	از کف این جان جان جامی ربود
این تن کژ فکرت معکوس رو	صد هزار آزاد را کرده گرو
زین بدن اندر عذابی ای پسر	مرغ روحت بسته با جنس دگر
جان شاید سوی بالا بالها	در زده تن در زمین چنگالها
سرگرانی و کسل خود از تن ست	جان ز خفت جمله در پریدنست
گنده تن راز پای جان بکن	تا کند جولان بگرد آن چمن
سجده نتوان کرد بر آب حیات	تا نیابی زین تن خاکی نجات
چون بمردم از حیات بوالبشر	حق مرا شد سمع و ادراک و بصر
پند من بشنو که تن بند قویست	کهنه بیرون کن گرت میل نویست
باز کن بیکار غم بر تنت	بر دل و جان کم نه آن جان کندنت

برزخ انقطاع

حواس

۵۲ قوله آن تنی بطور تمثیل می فرمایند که هر جسم که در اصل بد بوئی دارد اگر آن را در عسل غوطه دهی بیشتر شود با وصف آنکه جناب کبریا عسل را موجب شفای هر مرض فرموده است ۱۲

۵۳ قوله این کسی یعنی این رمز را کسی داند که دلش زنده باشد و از دست حبیب جام باده حقیقت یافته باشد ۱۲

در زمین مردمان خانه مکن | کار خود کن کار بیگانه مکن

کیست بیگانه تن خاکی تو | کز برای اوست غمناکی تو

لامکان مسکن بود هر جا تن | نزد عارف این بود حب الوطن

این بدن خرگاه آمد روح را | یا مثال کشتی مر نوح را

تن قفس شکلست تن شد خار جان | در فریب داخلان و خارجان

اینش گوید من شوم همراز تو | وانش گوید من نیم انباز تو

اینش گوید نیست چون تو در وجود | در جمال و فضل و در احسان و جود

آنش گوید هر دو عالم آن تست | جمله جانهامان طفیل جان تست

او چو بیند خلق را سرمست خویش | از تکبر میرود از دست خویش

گشت آن شنگ گدای نزد دلق | از سجود و از تحیرهای خلق

او نداند که هزاران را چو او | دیو افکندست اندر آب جو

لطف سالوس جهان خوش لقمه ایست | کمترش خور کان پر آتش لقمه ایست

آتشش پنهان و ذوقش آشکار | دود او ظاهر شود پایان کار

هرکه داد او حسن خود را در مزاد | صد قضای بد سوی او رو نهاد

چشمها و خشمها و رشکها | بر سرش ریزد چو آب از مشکها

دشمنان او را ز غیرت میدرند | دوستان هم روزگارش میبرند

در پناه لطف حق باید گریخت | کو هزاران لطف بر ارواح ریخت

اشتر آمد این وجود خارخوار — مصطفی زادی برین اشتر سوار

اشترا تنگ گلی بر پشت تست — کز نسیمش در تو صد گلزار رست

میل تو سوی مغیلانست و ریگ — تا چه گل چینی ز خار ای مرده ریگ

تا تو تن را چرب و شیرین میدهی — جوهر جان را نبینی فربهی

این شراب و این کباب و این شکر — خاک رنگینست و نقشین ای پسر

قوت اصلی را فرامش کرده — روح را اندر مرض آورده

قوت اصلی بشر نور خداست — قوت حیوانی مر او را ناسزاست

گر جهان باغی پر از نعمت شود — قسم موش و مار هم خاکی بود

قسم شان خاکست گر دی گر بهار — میر کونی خاک چون نوشی چو مار

گل مخور گل را مخر گل را مجوی — زانکه گل خوارست دایم زردروی

این دهان خود خاک خواری آمدست — لیک خاکی را که آن رنگین شدست

چونکه خوردی و شد آنها لحم و پوست — رنگ لحمش داد و این هم خاک کو

هم ز خاکی بخیه بر گل میزنند — جمله را هم باز خاکی میکنند

هندوی و قبچاقی و رومی و حبش — جمله یکرنگ اندر آن گور خوش

تا بدانی کان همه رنگ و نگار — جمله روپوشست و مکر و مستعار

رنگ باقی صبغة اللهست و بس — غیر آن بر بسته دان همچون جرس

ای بدیده لوتهای چرب خیز — فضلهٔ آن را ببین در آب ریز

مر خبیث را گو که آن خوبیت کو
بر طبق آن ذوق وآن نغز بیت کو

گویدت آن دانه بد و من دام آن
چون شدی تو صید دانه شد نهان

گر نیان مشک تن را جا شود
روز مردن گند او پیدا شود

آن منافق مشک بر تن می نهد
روح را در قعر گلخن می نهد

مشک را بر تن مزن بر دل بمال
مشک چه بود نام پاک ذوالجلال

باب هفتاد و دوم در مذمت نفس

مادر بتها بت نفس شماست
زانکه آن بت مار و این بت اژدهاست

بت سیاه آبست در کوزه نهان
نفس مر آب سیه را چشمه دان

آن بت منحوت چون سیل سیاه
نفس بتگر چشمه بر شاهراه

بت شکستن سهل باشد نیک سهل
سهل دیدن نفس را جهلست و جهل

صورت نفس ار بجوئی ای پسر
قصه دوزخ بخوان با هفت در

هر نفس مکری و در هر مکر آن
غرقه صد فرعون با فرعونیان

صد زبان و هر زبانش صد لغت
زرق و دستانش نیاید در صفت

در خدای موسی و موسی گریز
آب ایمان را ز فرعونی مریز

آهن نفس و هوا بر هم مزن
کین دو میزایند همچو مرد و زن

بسکه خود را کرده بندهٔ هوا
کرمکی را کرده تو اژدها

ای تو شیری در تگ این چاه فرد
نفس چون خرگوش خونت میخورد

---

۵۰ قوله آن منافق [illegible]

[illegible]

۵۱ قوله [illegible]

۵۲ قوله [illegible]

[illegible] ۱۸۶۷ [illegible] ابواب ارشاد [illegible] است ۱۲

۵۴ قوله صد زبان یعنی مکر و کید نفس را پایانی نیست که بحیطهٔ شمار درآید ۱۲

۵۵ قوله آهن نفس یعنی نفس و خواهش نفس را جمع مکن که از اجتماع این هر دو هزارها فساد پیدا می شود ۱۲

شیر را خرگوشی در زندان نشاند / ننگ شیری کو ز خرگوشی بماند

نفس خرگوشت بصحرا در چرا / تو بقعر این چه چون و چرا

ای که خود را شیر یزدان خوانده / سالها شد با سگی درمانده

آلت اشکار خود جز سگ مدان / کمترک انداز سگ را استخوان

زانکه سگ چون سیر شد سرکش شود / کی سوی صید و شکاری خوش دود

چون کند این سگ برای تو شکار / چون شکار سگ شدستی آشکار

آب تماجیست آب روی عام / که سگ شیطان ازو یابد طعام

هین سگ این نفس را زنده مخواه / کو عدو جان تست از دیرگاه

آدمی را دشمن پنهان بسیست / آدمی با حذر عاقل کسیست

دشمن ارچه دوستانه گویدت / دام دان گرچه ز دانه گویدت

گر ترا قندی دهد آن زهر دان / گر ترا لطفی کند آن قهر دان

آن عجب نبود که میش از گرگ جست / این عجب که میش دل در گرگ بست

گرگ اگر با تو نماید روبهی / هین مکن باور که ناید زو بهی

آنچه گوید نفس تو کاینجا بدست / مشنوش چون کار او ضد آمدست

تو خلافش کن که از پیغمبران / این چنین آمد وصیت در جهان

دوزخست این نفس و دوزخ اژدهاست / کو بدریاها نگردد کم و کاست

هفت دریا را در آشامد هنوز / کم نگردد سوزش آن خلق‌سوز

قوله شیر را قصه نخچیر و خرگوش در دفتر اول مرویست که خرگوش از مکر و فریب شیر را در چاه انداخت پس واسطه هر شیری که از دست خرگوش عاجز آمد و در اینجا اشاره به عقل و نفس است ۱۲

قوله آب تماجی [illegible] آب روی عام [illegible] سگ باشد [illegible] نفس

۱۸۸

[illegible]

عالمی را لقمه کرد و درکشید | معده‌اش نعره‌زنان هل من مزید
چونکه جزو دوزخست این نفس ما | طبع کل دارد همیشه جزوها
هر که مرد اندر تن او نفس گبر | مر ورا فرمان برد خورشید و ابر
نفس خود را کش جهانی زنده کن | خواجه را کشتست او را بنده کن
کشتن این کار عقل و هوش نیست | شیر باطن سخرهٔ خرگوش نیست
این قدم حق را بود کو را کشد | غیر حق خود کی کمان او کشد
در کمان ننهند الا تیر راست | این کمان را باژگون کژ تیرهاست
راست شو چون تیر و واره از کمان | کز کمان هر راست بجهد بیگمان
چونکه واگشتم ز پیکار برون | روی آوردم به پیکار درون
قد رجعنا من جهاد الاصغریم | با نبی اندر جهاد اکبریم
ای شهان کشتیم ما خصم برون | ماند خصمی زو بتر در اندرون
قوت از حق خواهم و توفیق و لاف | تا بسوزن برکنم این کوه قاف
سهل شیری دان که صفها بشکند | شیر آنست آنکه خود را بشکند
گاو نفس خویش را زوتر بکش | تا شود روح خفی زنده و بهش
این بکش او را که بهر آن دنی | هر دمی قصد عزیزی میکنی
نفس کشتی بازرستی ز اعتذار | کس ترا دشمن نماند در دیار
رحم بر عیسی کن و بر خر مکن | طبع را بر عقل خود سرور مکن

[illegible]

قوله چونکه مراد از پیکار برون این جنگ و جدل با اسلحهٔ ظاهر است و عبارت از پیکار درون مقابله و قتال با نفس است چنانچه در حدیث شریف آمده است که بازگشتیم از جهاد اصغر که محاربت با کفار است بسوی جهاد اکبر که مقابله با نفس است ۱۲

سالها خربنده بودی بس بود | زانکه خربنده ز خر واپس بود
ترک عیسی کرده خر پرورده | لاجرم چون خر برون پرده
غیر فهم و جان که در گاو و خر است | آدمی را عقل و جان دیگر است
بیشه آمد وجود آدمی | پر حذر شو زین وجود ار زادمی
گر نفس و روزگار او هیچ | هرچه آن نه کار حق هیچست هیچ
نفس بت آن مادر بد خاصیت | که فساد اوست در هر ناحیت
از وی این دنیای دون بر تنگ بست | از پی او با حق و با خلق جنگ
نفس میخواهد که تا ویران کند | خلق را گمراه و سرگردان کند
نفس خود را زن شناس از زن بتر | زانکه زن جزویست نفست کل شر
مشورت با نفس خود گر میکنی | هرچه گوید کن خلاف آن دنی
گر نماز و روزه میفرمایدت | نفس مکارست مکری زایدت
نفس را تسبیح و مصحف در یمین | خنجر و شمشیر اندر آستین
مصحف و سالوس او باور مکن | خویش با او همسر و همراز مکن
نفس بد عهدست کژ زار و کثیست | او دنی و قبله گاه او دنیست
نفس اگر چه زیرکست و خرده دان | قبله اش دنیاست او را مرده دان
دشمنی داری چنین در سر خویش | مانع عقلست و خصم جان و کیش
نان جو حقا حرامست و فسوس | نفس را در پیش نه نان سبوس

دشمن راه خدا را خوار دار ... دزد را منبر منه بر دار دار

دزد را تو دست ببریدن پسند ... از بریدن عاجزی دستش ببند

گر نبندی دست او دست تو بست ... گر تو پایش نشکنی پایت شکست

گرگ درنده است نفس تو یقین ... چه بهانه می نهی بر هر قرین

پس ترا هر غم که پیش آید ز درد ... بر کسی تهمت منه بر خویش گرد

همچو فرعونی که موسی هشته بود ... طفلکان خلق را سر می ربود

آن عدو در خانهٔ آن کوردل ... با عدو خوش بیگناهان را بذل

چه خرابت میکند نفس لعین ... دور می اندازدت سخت این قرین

در خبر بشنو تو این پند نکو ... بین جنبیکم لکم اعدا عدو

طمطراق این عدو مشنو گریز ... کو چو ابلیس است در لج و ستیز

بر تو او از بهر دنیا و نبرد ... آن عذاب سرمدی را سهل کرد

چه عجب گر مرگ را آسان کند ... او ز سحر خویش صد چندان کند

آدمی اندر بلا کشته بدست ... نفس کافر نعمتست و گمرهست

تو سلیمان شو که تا دیوان تو ... سنگ می‌برند از پی ایوان تو

تو سلیمان باش بی وسواس و ریو ... تا ترا فرمان برد جنی و دیو

خاتم تو این دلست و هوش دار ... تا نگردد دیو را خاتم شکار

جان که او دنبالهٔ زاغان پرد ... زاغ او را سوی گورستان برد

نفس اول ... توجا دارد ۱۲

هین مرو اندر پی نفس چو زاغ — کو بگورستان برد نی سوی باغ

گر روی رو در پی عنقای دل — سوی قاف و مسجد اقصای دل

در ضلالت هست صد کل را کله — نفس زشتت کفرناک و پرسفه

زین سبب میگویم ای بنده فقیر — سلسله از گردن سگ برمگیر

گر معلم گشت این سگ هم سگست — باش ذلت نفسه کو بدرگست

جمله قرآن شرح خبث نفسهاست — بنگر اندر مصحف آن چشمت کجاست

ذکر نفس عادیان کالت بیافت — در قتال انبیا مو میشکافت

مر شتر را پنجه و ناخن مباد — که خدین اندیشد آنکه بی سداد

قرن قرن از نفس شوم بی ادب — ناگهان اندر جهان میزد لهب

تو ستوری هم که نفست غالبست — حکم غالب را بود ای خودپرست

خر نخواندست اسب خواندست ذو الجلال — اسب تازی را عرب گوید تعال

قل تعالوا قل تعالوا گفت رب — ای ستوران رمیده از ادب

میر آخر بود حق را مصطفی — بهر استوران نفس پر جفا

قل تعالوا قل تعالوا ای غلام — هین که ان الله یدعو و السلام

قل تعالوا گفته کز من حافظم — تا ریاضتتان دهم من رایضم

نفسهاتان تا مروض کرده ام — زین ستوران بس لگدها خورده ام

هر کجا باشد ریاضت باره — از لگدهایش نباشد چاره

لاجرم اغلب بلا بر انبیاست / که ریاضت دادن خامان بلاست
آنچه در فرعون بود اندر تو هست / لیک اژدرهات محبوس چه است
آتشت را هیزم فرعون نیست / زانکه چون فرعون او را عون نیست

حکایت

یک حکایت بشنو از تاریخ گوی / تا بری زین راز سرپوشیده بوی
مارگیری رفت سوی کوهسار / تا بگیرد او بافسونهاش مار
او همی جستی یکی ماری شگرف / گرد کوهستان و در ایام برف
اژدهایی مرده دید آنجا عظیم / که دلش از شکل او شد پر ز بیم
مارگیر اندر زمستان شدید / مار می‌جست اژدهایی مرده دید
مارگیر از بهر حیرانی خلق / مارگیرد اینت نادانی خلق
آدمی کوهیست چون مفتون شود / کوه اندر مار حیران چون شود
خویشتن نشناخت مسکین آدمی / از فزونی آمد و شد در کمی
صد هزاران مار که حیران اوست / او چرا حیران شدست و ماردوست
مارگیر آن اژدها را برگرفت / سوی بغداد آمد از بهر شگفت
اژدهایی چون ستون خانه / میکشیدش از پی دانگانه
او همی مرده گمان بردش ولیک / زنده بود و او ندیدش نیک نیک
او ز سرماها و برف افسرده بود / زنده بود و شکل مرده مینمود

نیکرد این سراسر نادانی آنهاست بلکه از برای معیشت خود این پیشه را اختیار کرده است ۱۲

۵۲ قوله آدمی یعنی انسان با جناب کبریا شرف و عقل از ابتدا هرگونه عنایت فرموده است پس مقام افسوس است که انسان قدر خود را نشناخته از ترقی به تنزل می گراید و خود را ذلیل می گرداند ۱۲

عالم افسرده است و نام او جماد — جامد افسرده بود ای اوستاد

باش تا خورشید حشر آید عیان — تا ببینی جنبش جسم جهان

این سخن پایان ندارد مارگیر — میکشید آن مار را با صد زحیر

تا به بغداد آمد آن هنگامه جو — تا نهد هنگامهٔ بر چارسو

بر لب شط مرد هنگامه نهاد — غلغله در شهر بغداد اوفتاد

مارگیری اژدها آورده است — بوالعجب نادر شکاری کرده است

جمع آمد صد هزاران خام ریش[52] — صید او گشته چو او از ابلهیش

منتظر ایشان و او هم منتظر — تا که جمع آیند خلق منتشر

مردم هنگامه افزون تر شود — کدیه[53] و توزیع نیکوتر شود

جمع آمد صد هزاران ژاژخا — حلقه کرده پشت پا بر پشت پا

مرد را از زن خبر نی ز ازدحام — فتنه درهم چون قیامت خاص و عام

اژدها کز زمهریر افسرده بود — زیر صد گونه پلاس و پرده بود

بسته بودش با رسنهای غلیظ — احتیاطی کرده بودش آن حفیظ

در درنگ و انتظار اتفاق — تافت بر آن مار خورشید عراق

آفتاب گرم سیرش گرم کرد — رفت از اعضای او اخلاط سرد

مرده بود و زنده گشت او از شگفت — اژدها بر خویش جنبیدن گرفت

خلق را از جنبش آن مرده مار — گشتشان آن یک تحیر صد هزار

با تحیر نعره‌ها انگیختند — جملگی از جنبشش بگریختند
۵۱ می‌گسست او بند زان بانگ بلند — هر طرف می‌رفت چاقاچاق بند
بندها بگسست و بیرون شد ز زیر — اژدهایی زشت غران همچو شیر
در هزیمت بس خلائق کشته شد — وز فتاده کشتگان صد پشته شد
مارگیر از ترس بر جا خشک گشت — که چه آوردم من از کهسار و دشت
گرگ را بیدار کرد آن کور میش — رفت نادان سوی عزرائیل خویش
اژدها یک لقمه کرد آن گیج را — سهل باشد خون‌خوری حجاج را
خویش را بر استنی پیچیده بست — استخوان خورده را در هم شکست
نفست اژدرهاست او کی مرده است — از غم بی‌آلتی افسرده است
۵۲ گر بیابد آلت فرعون او — که به امر او همی رفت آب جو
آنگه او بنیاد فرعونی نهد — راه صد موسی و صد هارون زند
۵۳ کرمکست آن اژدها از دست فقر — پشه گردد ز مال و جاه صقر
اژدها را دار در برف فراق — هین مکش او را به خورشید عراق
تا فسرده می‌بود آن اژدهات — لقمهٔ اوی چو او یابد نجات
مات کن او را و ایمن شو ز مات — رحم کم کن نیست او ز اهل صلات
مار شهوت را بکش در ابتدا — ورنه اینک گشت مارت اژدها
۵۴ کان تف خورشید شهوت بر زند — آن خفاش مرده ریگت پر زند

[illegible]

۵۳ [illegible] یعنی اژدهای نفس بسبب بی‌سامانی کرمک است و اگر این پشه را مال و جاه حاصل گردد چون صقر گردد ۱۲

پیش کش او را در جهاد و در قتال	مرد وار الله یجتبیک الوصال

باب هفتاد و سوم در آفت شهوت

آفت این در هوا و شهوت است / ور نه اینجا شربت اندر شربت است

بندهٔ شهوت ندارد او خلاص / جز بفضل ایزد و انعام خاص

عاقبت بینی نشان نور تست / شهوت حالی حقیقت گور تست

ز آتش شهوت نسوزد اهل دین / باقیان را برده تا قعر زمین

گردن خر گیر و سوی راه کش / سوی رهبانان و ره دانان خوش

هین مهل خر را و دست از وی مدار / زانکه میل اوست سوی سبزه زار

گر یکی دم تو بغفلت واهلیش / او رود فرسنگها سوی حشیش

نار بیرونی بآبی بفسرد / نار شهوت تا بدوزخ می برد

چه کشد این نار را نور خدا / نور ابراهیم را ساز اوستا

نار شهوت می نیارامد بآب / زانکه دارد طبع دوزخ در عذاب

نار شهوت را چه چاره نور دین / نورکم اطفاء نار الکافرین

تا ز نار نفس چون نمرود تو / وارهد این جسم همچون عود تو

رستم ارچه با سر و سبلت بود / دام پا گیرش یقین شهوت بود

چون براند شهوت و پرت ببرد / لنگ گشتی وان خیال از تو گذشت

پر نگهدار و چنین شهوت مران / تا پر میلت برد سوی جنان

خلق پندارند عشرت میکنند / بر خیالی پر خود بر میکنند

زان عوان مقتضی که شهوتست / دل اسیر حرص و آز و آفتست

وهم این مستور نفست شهوتست / زین سبب پس پیروِ آن عجوه پست

شهوت او را که وهم آید ز تن / ای مبدّل شهوت عقبیش کن

چونکه بندی شهوتش را از رغیف / سر کند آن شهوت از عقل شریف

حکایت

آن یکی با شمع بر میگشت روز / گرد بازاری دلش پر عشق و سوز

بو الفضولی گفت او را کای فلان / هین چه می جویی بسوی هر دکان

هین چه میگردی تو جویان با چراغ / در میان روز روشن چیست لاغ

گفت میجویم بهر سو آدمی / که بود حی از حیات آن دمی

گفت هست آخر دو این بازار پر / مرد مانند آخر ای دانای حر

گفت خواهم مرد بر جاده دو ره / در ره خشم و بهنگام شره

این نه مردانند اینها صورتند / مرده نانند و کشته شهوتند

وقت خشم و وقت شهوت مرد کو / طالب مردی دوانم کو بکو

کو درین دو حال مردی در جهان / تا فدای او کنم امروز جان

ترک خشم و شهوت و حرص آوری / هست مردی و رگ پیغمبری

حکایت

وقت شهوت و خشم انسان از انسانیت در میگذرد و مثل چارپایان می شود پس بران مرد اطلاق انسان نباید کرد از این سبب من طالب مردم ۱۲

قوله ترک خشم یعنی ترک خشم و شهوت و حرص عین عادات انبیا علیهم الصلوٰة والسلام ۱۲

گفت استا احولی را کاندر آ — رو برون آر از وثاق آن شیشه را
گفت احول زان دو شیشه من کدام — پیش تو آرم بکن شرحی تمام
گفت استا زان دو شیشه نیست رو — احولی بگذار و افزون بین مشو
گفت ای استا مرا طعنه مزن — گفت استا زان دو یک را در شکن
چون یکی بشکست هر دو شد ز چشم — مرد احول گردد از میلان خشم
٥١ خشم و شهوت مرد را احول کند — ز استقامت روح را مبدل کند
چون غرض آمد هنر پوشیده شد — صد حجاب از دل بسوی دیده شد
چون دهد قاضی بدل رشوت قرار — کی شناسد ظالم از مظلوم زار
عقل ضد شهوتست ای پهلوان — آنکه شهوت می تند عقلش مخوان

باب هفتاد و چهارم در عقل

٥٢ عقل را قربان کن اندر عشق دوست — عقل را باری ازان سویست کوست
ای برده عقل هدیه تا اله — عقل آنجا کمترست از خاک راه
عقل چون سایه بود حق آفتاب — سایه را با آفتاب او چه تاب
عقل چون شحنه است چون سلطان رسید — شحنهٔ بیچاره در کنجی خزید
عقل کامل را قرین کن با خرد — تاکه باز آید خرد از خوی بد
٥٣ وای آنکه عقل او ماده بود — نفس زشتش نر و آماده بود
لاجرم مغلوب باشد عقل او — جز سوی خسران نباشد نقل او

٥١ قوله خشم و شهوت یعنی غلبهٔ غضب و شهوت آدمی را از جادهٔ آدمیت دور اندازد و روح را از صراط مستقیم منحرف گرداند ۱۲
٥٢ قوله عقل را یعنی عقل را بعشق الهی قربان باید کرد
۱۹۸
[illegible]
٥٣ قوله وای [illegible] ۱۲

ای خنک آنکس که عقلش نر بود / نفس زشتش ماده و مضطر بود

بس نگفت آن رسول خوش نواز / ذره عقلت به از صوم و نماز

زانکه عقلت جوهرست این دو عرض / این دو در تکمیل آن شد مفترض

گر ز کم عقلی مبادا اگبر را / شومیش بی آب دارد ابر را

گفت پیغمبر که احمق هر که هست / او عدوّ ما و غول رهزنست

هر که او عاقل بود او جان ماست / روح او و ریح او ریحان ماست

عقل دشنامم دهد من راضیم / زانکه فیضی دارد از فیاضیم

نبود آن دشنام او بیفائده / نبود آن مهمانیش بی مائده

احمق ار حلوا نهد اندر لبم / من ازان حلوای او اندر تبم

ز احمقان بگریز چون عیسی گریخت / صحبت احمق بسی خونها که ریخت

گفت رنج احمقی قهر خداست / رنج کوری نیست قهر آن ابتلاست

ابتلا رنجیست کو رحم آورد / احمقی رنجیست کو زخم آورد

آن گریز عیسی نی از بیم بود / آمنست او آن پی تعلیم بود

جهد کن تا پیر عقل و دین شوی / تا چو عقل کل تو باطن بین شوی

ای بسی ریش سیاه و مرد پیر / ای بسی ریش سفید و دل چو قیر

شیخ که بود پیر یعنی مو سفید / معنی این مو بدان ای بی امید

هست آن موی سیه هستی او / تا ز هستیش نماند تار مو

بستان

بسیار جوانان باشند که عاقلان پیرانه داشته باشند یعنی صلاح و نیکوکار و بسیار پیران باشند که از افعال بد باز نمی آیند ۱۲

چونکه هستیش نماند پیر اوست / گر سیه مو باشد او یا خود دو موست

هست آن موی سیه وصف بشر / نی سفیدی موی اندر ریش و سر

کم نشین بر اسپ توسن بی لگام / عقل و دل را پیشوا کن والسلام

از بلیس او پیرتر خود کی بود / چونکه عقلش نیست او لاشی بود

عقلها و دلها همگی عرشی اند / در حجاب از نور عرشی میزیند

تا چه عالمهاست در سودای عقل / تا چه با پهناست این دریای عقل

عقل از جان گشت با ادراک و فر / روح او را کی شود زیر نظر

لیکه جان در عقل تاثیری کند / زان اثر آن عقل تدبیری کند

عقل جزوی را وزیر خود مگیر / عقل کل را ساز ای سلطان وزیر

عقل جزوی عقل را بدنام کرد / کام دنیا مرد را بی کام کرد

عقل کل را گفت مازاغ البصر / عقل جزوی میکند هر سو نظر

عقل مازاغست نور خاصگان / عقل زاغ استاد گور مردگان

زین قدم وین عقل رو بیزار شو / چشم غیبی جو و برخوردار شو

غیر آن عقل تو حق را عقلهاست / که بدان تدبیر اسباب شماست

که بدین عقل آوری ارزاق را / زان دگر مفرش کنی اطباق را

آفت مرغست چشم کام بین / مخلص مرغست عقل دام بین

چونکه عقل تو عقیله مردمست / آن نه عقلست آن چو مار و کژدمست

ماجرای مرد و زن افتاد نقل / آن مثال نفس خود میدان و عقل

(حاشیه: کور و)

(حواشی: چو گوهرهای بی بها در کنار خود دارد ۱۲ — دریای بی پایان عقل — عقل از جان یعنی عقل بدولت روح ادراک حاصل کرده است — عقل کل ذات بابرکات جناب رسالتمآب است صلی الله علیه وسلم — عقل جزوی عقل را بدنام کرد — شنوده ۱۲)

این زن و مردی که نفس است و خرد — نیک بایستست بهر نیک و بد
وین دو بایسته درین خاکی سرا — روز و شب در جنگ و اندر ماجرا
زن همی‌خواهد حوایج خانگاه — یعنی آب رو و نان و خوان و جاه
نفس همچون زن پی چاره‌گری — گاه خاکی گاه جوید سروری
عقل خود زین فکرها آگاه نیست — در دماغش جز غم الله (ذات ۱۲) نیست (عزت ۱۲)
عقل باید نور ده چون آفتاب — ۵۱ تا زند تیغی که نبود جز صواب
ورنه عقلت نیست با عقل دگر — یار باش و مشورت کن ای پسر
عقل خود با عقل یاری یار کن — ۵۲ امرهم شوری بخوان و کار کن
با دو عقل از بس بلاها وارهی — پای خود بر اوج گردونها نهی
۵۳ زین سه سر از حیرت گر این عقلت رود — هر سر مویت سر و عقلی بود
عقل ایمانی چو شحنهٔ عادلست — پاسبان و حاکم شهر دلست
عقل او باشد که او با مشعله‌ست — او دلیل و پیشوای قافله‌ست
این تفاوت عقلها را نیک دان — در مراتب از زمین تا آسمان
هست عقلی همچو قرص آفتاب — هست عقلی کمتر از ذرهٔ شهاب
هست عقلی چون چراغ سرخوشی — هست عقلی چون ستارهٔ آتشی
۵۴ هست پنهانی تفاوت عقل را — کی بیابد منزلی (آخرت ۱۲) بی نقل را
گلشنی کز نفس روید یک دمست — گلشنی کز عقل روید خرمست

۵۱ قوله تا زند تیغی یعنی ... تا آن نفس حاصل کند ...
۵۲ قوله امرهم شوری ... یعنی امر ایشان بمشورت صادر شده است ۱۲
۵۳ قوله زین سر اگر از سر رود عقل جزوی از اکل شود همه تن سر و عقل کامل شوی ۱۲
۵۴ قوله هست پنهانی یعنی عقل ناقص که در دوشقاوت پنهانی سفر است کجا منزل بی نقل را که عبادت است از عالم باقی خواهد یافت ۱۲

گلشنی کز گل دمد گردد تباه | گلشنی کز دل دمد وافرحتا
صیقل عقلت بدان داده ست حق | که بدو روشن کنی دل را ورق

باب هفتاد و پنجم در قلب

مثنوی ۶۱

هر کسی اندازهٔ روشندلی | غیب را بیند بقدر صیقلی
هر که صیقل بیش کرد او بیش دید | بیشتر آید برو صورت پدید
پس چو آهن گرچه تیره هیکلی | صیقلی کن صیقلی کن صیقلی
صیقلی کن یک دو روزه سینه را | دفتر خود ساز آن آیینه را
تا دلت آیینه گردد پر صور | اندرو هر سو ملیحی سیمبر
آینهٔ دل چون کنی صافی و پاک | نقشها بینی برون از آب و خاک
هم ببینی نقش و هم نقاش را | فرش دولت را و هم فراش را
آهن ارچه تیره و بی نور بود | صیقلی آن تیرگی از وی زدود
گر تن خاکی غلیظ و تیره است | صیقلش کن زانکه صیقل گیره است
صیقلی دید آهن و خوش کرد رو | تا که صورتها توان دیدن درو
تا درو اشکال غیبی رو دهد | عکس حوری و ملک در وی جهد
خانهٔ آن دل که ماند بی ضیا | از شعاع آفتاب کبریا
تنگ و تاریک است چون جان جهود | بی نوا از ذوق سلطان ودود
گور خوشتر از چنین دل مر ترا | آخر از گور دل خود برتر آ

۱ قوله هر کسی یعنی هر شخص بقدر صفائی قلب [illegible] آثار غیب [illegible] ۱۳
۲ قوله گور [illegible] ۲۰۲ [illegible]

همچو موسی نور کی یابد ز جیب | سخرهٔ استاد و شاگرد و کتیب
رو بره دل رو که تو جزو دلی | هین نه بنده پادشاه عادلی
بندگی او به از سلطانی است | که انا خیر دم شیطانی است
صاحب دل جو اگر بیجان نه | جنبش دل شو گر تو خود سلطانه
موجب ایمان نباشد معجزات | بوی جنسیت کند جذب صفات
معجزات از بهر قهر دشمنست | بوی جنسیت پی دل بردنست
صاحب دل آینهٔ شش رو بود | حق ازو در شش جهت ناظر شود
آن که زرق او خوش آید مر ترا | او ولی لست لی خاص خدا
هر که بر خوی و بر طبع تو زیست | پیش طبع تو ولیست نبیست
رو هوا بگذار تا بویت شود | وان مشام عنبرین بویت شود
از هوا رانی دماغت فاسدست | مشک و عنبر پیش مغزت کاسدست
یک سبد پر نان ترا بر فرق سر | تو همی جویی لب نان در بدر
در سر خود پیچ هل خیره سری | رو در دل زن چرا بر هر دری
تا بزانوی میان آب جو | غافل از خود وین و آن تو آب جو
پس هم آب و پیش روی اوست آن | اندر آب و بیخبر ز آب روان
منفذی داری به بحر ای آبگیر | ننگ دار از جستن آب از غدیر
چشمهٔ شیرست در تو بی کنار | تو چرا می شیر جویی از تغار

رو تفسیره تنگنه بخوان
دل طلب کن دل منه بر استخوان

کان جمال دل جمال باقیست
دولتش از آب حیوان ساقیست

عرش با آن نور و با پهنای خویش
چون بدید او را برفت از جای خویش

گفت پیغمبر که حق فرموده است
من نگنجم هیچ در بالا و پست

در زمین و آسمان و عرش نیز
من نگنجم این یقین دان ای عزیز

در دل مؤمن بگنجم ای عجب
گر مرا جویی دران دلها طلب

در کف حق بهره داد و بهر زین
قلب مؤمن هست بین الاصبعین

اصبع لطفست و قهری در میان
کلک دل با قبض و بسطی زین بنان

ای قلم بنگر گر اجلالیستی
که میان اصبعین کیستی

دیدهٔ دل هست بین الاصبعین
چون قلم در دست کاتبی ببین

یوسف وقتی و خورشید سما
زین چه و زندان برآی و رو نما

دل که او بستهٔ غم و خنده نیست
تو مگو که لایق آن دیدنیست

گام در صحرای دل باید نهاد
زانکه در صحرای گل نبود گشاد

ایمن آباد است دل ای دوستان
چشمها و گلستان در گلستان

گرد پایهٔ دل همیگرد ای پسر
هان ز پایه چرخ تن بیگن بدر

دل چو بود تن چه داند گفتگو
دل بجوید تن چه داند جستجو

ایدل از کین و کراهت پاک شو
وانگهان الحمد خوان چالاک شو

قوله اصبع یعنی در دو قدرت جناب باری لطف و قهر هر دو موجود هست و دل انسان در میان انگشت قدرت الهی مبتلا و فراخی دارد ۱۲

۳۰۴ یعنی دلی که او از اسباب ... شادمانی و ... شد ... دل لیاقت دیدار ... ۱۲

بر زبان الحمد و اکراه درون | از زبان تلبیس باشد یا فسون
حمد گفتی کو نشانِ حامدون | نی برونت هست اثر نی اندرون
حمدِ عارف مر خدا را راست است | که گواهِ حمدِ او شد پا و دست
از چهِ تاریک جسمش بر کشید | وز تگِ زندانِ دنیایش خرید
هست دل مانندهٔ خانهٔ کلان | خانهٔ دل را نهان همسایگان
از شکاف و روزنِ دیوارها | مطلع گردند بر اسرارها
وانکه دل بیدار دارد چشم سر | گر بخسپد بر گشاید صد بصر
طوطیی کاید ز وحی آوازِ او | پیش از آغازِ وجود آغازِ او
اندرونِ تست آن طوطی نهان | عکسِ او را دیده بر این و آن
میبرد شادیت را تو شاد ازو | می پذیری ظلم را چون داد ازو
دل تو این آلوده را پنداشتی | لاجرم دل ز اهلِ دل برداشتی
تو همی گوئی مرا دل نیز هست | دل فرازِ عرش باشد نی به پست
نی دل اندر صد هزاران خاص و عام | در یکی باشد کدامست آن کدام
آن دلی کز آسمانها برترست | آن دلِ ابدال یا پیغمبرست
آن دلی آور که قطبِ عالمست | جانِ جان و جانِ جانِ آدمست
نورِ نورِ چشم خود نورِ دلست | نورِ چشم از نورِ دلها حاصلست
باز نورِ نورِ دل نورِ خداست | کو ز نورِ عقل و حس پاک و جداست

نور دل را نور حق تزیین بود — معنی نور علی نور این بود

وانگهان گفته خدا که ننگرم — من بظاهر من بباطن بنگرم

منظر حق دل بود در دو سرا — که نظر در شاه آید شاه را

ای نظرگاه شعاع آن آهنست — پس نظرگاه خدا دل ای تنست

حق همیگوید نظر ما بر دلست — نیست بر صورت که آن آب و گلست

ننگرم در تو دران دل بنگرم — تحفه آور آور ای جان بردرم

حکایت

دید موسی یک شبانی را براه — کو همیگفت ای خدا و ای اله

ای خدای من فدایت جان من — جمله بزها و خان و مان من

گر ببینم خانه ات را بر دوام — روغن و شیرت بیارم صبح و شام

هم پنیر و نانهای روغنین — دیگچهای جوغرات نازنین

سازم و آرم به پیشت صبح و شام — از من آوردن ز تو خوردن طعام

تو کجائی تا شوم من چاکرت — چارقت دوزم کنم شانه سرت

کفشت ار پاره بود پاره زنم — ور بود در پای خاری بر کنم

ور ترا بیماری آید به پیش — من ترا غمخوار باشم همچو خویش

دستکت بوسم بمالم پایکت — وقت خواب آید بروبم جایکت

ای فدای تو همه بزهای من — ای بیادت هی هی و هیهای من

زین نمط بیهوده میگفت آن شبان / گفت موسی با کیست این ای فلان

گفت با آنکس که ما را آفرید / این زمین و چرخ ازان آمد پدید

گفت موسی های خیره سر شدی / خود مسلمان ناشده کافر شدی

گفت موسی هی مکن تو این سخن / زین همه باشد منزه ذو المنن

این چه ژاژست این چه کفرست و فشار / پنبه اندر دهان خود فشار

گنده کفر تو جهان را گنده کرد / کفر تو دیبای دین را ژنده کرد

چارق و پاتابه لایق مر تراست / آفتابی را چنینها کی سزاست

گر نبندی زین سخن تو حلق را / آتشی آید بسوزد خلق را

دوستی بیخرد خود دشمنیست / حق تعالی زین چنین خدمت غنیست

شیر آن نوشد که در نشو و نماست / چارق آن پوشد که آن محتاج پاست

لم یلد لم یولد او را لایق است / والد و مولود را او خالق است

گفت ای موسی دهانم دوختی / وز پشیمانی تو جانم سوختی

جامه را بدرید و آهی کرد تفت / سر نهاد اندر بیابان و برفت

حق تعالی کرد با موسی خطاب / بندهٔ ما را چرا کردی عتاب

وحی آمد سوی موسی از خدا / بندهٔ ما را ز ما کردی جدا

تو برای وصل کردن آمدی / یا برای فصل کردن آمدی

تا توانی پا منه اندر فراق / ابغض الاشیاء عندی الطلاق

هر کسی را سیرتی بنهاده ام — هر یکی را اصطلاحی داده ام

هندیان را اصطلاح هند مدح — سندیان را اصطلاح سند مدح

در حق او مدح و در حق تو ذم — در حق او شهد و در حق تو سم

ما بری از پاک و ناپاکی همه — وز گران جانی و چالاکی همه

ما زبان را ننگریم و قال را — ما روان را بنگریم و حال را

ناظر قلبیم اگر خاشع بود — گرچه گفت لفظ ناخاضع بود

چند ازین الفاظ و اضمار و مجاز — سوز خواهم سوز با آن سوز ساز

موسیا آداب دانان دیگرند — سوخته جان و روانان دیگرند

گر خطا گوید ورا خاطی مگو — گر بود پر خون شهید او را مشو

خون شهیدان را ز آب اولیترست — این خطا از صد ثواب اولیترست

گر زبانت کج بود معنیست راست — آن کجی لفظ مقبول خداست

تو ز سرمستان قلاوزی مجو — جامه چاکان را چه فرمایی رفو

چونکه موسی این عتاب از حق شنید — در بیابان از پی چوپان دوید

بر نشان پای آن سرگشته راند — گرد از پره بیابان برفشاند

عاقبت دریافت او را او بدید — گفت مژده ده که دستوری رسید

هیچ آدابی و ترتیبی مجوی — هرچه میخواهد دل تنگت بگوی

کفر تو دینست و دینت نور جان — آمنی وز تو جهانی در امان

خاشع یعنی ترسان و فروتنی کننده ۱۲

از پره صحرا و کنارهٔ او مراد است

۵ ورد گر زبانت مثل حضرت بلال رضی الله عنه که شین معجمه از زبان شان برنمی آمد در بجای اشهد سین مهمله اسهد میخواندند

۲۰۸

۱۲

ای معاف یفعل الله ما یشا	من کنون در خون دل آغشته ام +	بی محابا روز بان را بر گشا
گفت ای موسی ازان سو رفته ام		صد هزاران سال زان بگذشته ام
تازیانه بر زدی اسپم بگشت		گنبدی کرد و ز گردون برگذشت
محرم ناسوت ما لاهوت باد		آفرین بر دست و بر بازوت باد
هان و هان گر حمد گویی ور سپاس		همچو نافرجام آن چوپان شناس
حمد تو نسبت بدان گر بهتر است		لیک آن نسبت بحق هم ابتر است
رو دهان خویشتن را پاک کن		روح خود را چابک و چالاک کن

باب هفتاد و ششم در روح

بحث جان اندر مقام دیگرست	۶۰ ور غفران ما	بادهٔ جان را قوام دیگرست
بحث عقلی گر در و مرجان بود		آن دگر باشد که بحث جان بود
بحث عقل و حس اثر دان یا سبب		بحث جانی یا عجب یا بوالعجب
آب صافی در گلی پنهان شده		جان صافی بستهٔ ابدان شده
چون بحق بیدار نبود جان ما		هست بیداری چو دربندان ما
جان همه روز از لگدکوب خیال		در زیان و سود و از خوف زوال
نی صفا می‌ماندش نی لطف و فر		نی بسوی آسمان راه سفر
روح میبردت سوی چرخ برین		سوی آب و گل شدی در اسفلین
خویشتن را مسخ کردی زین سفول		زان وجودی که بد آن رشک عقول

۱ قوله گفت ای موسی یعنی چوپان گفت که ای موسی از آن کیفیت که در وقت تشبیه بودم گذشته‌ام و از آن حالت و کیفیت اندر احوال خود ترقی کرده‌ام شده و چون کار تو مانع است تشبیه است آفرین بر تو باد که تکمیل من نمودی ۱۲

۲ قوله حمد تو یعنی اگرچه بحسب الفاظ که تشبیه باشد ... نسبت ... از تنزیه حق ... از قلب ... نسبت ... ۱۲

۳۰۹

۳ قوله بحث عقل و حس یعنی عقل و حس از اثر بموثر و از سبب بمسبب می‌برد پس از شکوک و شبهات خالی نباشد و جان که کارش بذوق و وجدان است هم مشاهدهٔ جمال جانان و هم سیر گلستان اطمینان میکند ۱۲

۴ قوله جان همه یعنی جان که در تن خاکی جا گرفته است روز و شب از خیال سود و زیان در تشویش می‌باشد و صفای ذاتی او بکدورت مبدل میگردد ۱۲

جان بی‌معنی درین ره بی‌خلاف / هست چون تیغ چوبین در غلاف

تا غلاف اندر بود با قیمتست / چون برون شد سوختن را آلتست

اسب همت سوی آخُر تاختی / آدم مسجود را نشناختی

آخر آدم‌زاده‌ای ای ناخلف / چند پنداری تو پستی را شرف

صورت رفعت بود افلاک را / معنی رفعت روان پاک را

صورت رفعت برای جسمهاست / جسمها در پیش معنی اسمهاست

روح همچون صالح و تن ناقه است / روح اندر وصل و تن در فاقه است

روح صالح قابل آفات نیست / زخم بر ناقه بود بر ذات نیست

ناقه جسم ولی را بنده باش / تا شوی با روح صالح خواجه‌تاش

عیسی روح تو با تو حاضرست / نصرت از وی خواه کو خوش ناصرست

لیک پیکار تن پر استخوان / بر دل عیسی منه تو هر زمان

روح خود را متصل کن ای فلان / زود با ارواح قدس سالکان

روح محجوب از بقایش در عذاب / روح واصل در بقا پاک از حجاب

آینه آهن برای نقشهاست / آینه سیمای جان سنگین بهاست

آینه جان نیست الا روی یار / روی آن یاری که باشد زان دیار

جان اول مظهر درگاه شد / جان جان خود مظهر الله شد

روحهای کز قفسها رسته‌اند / انبیا و رهبر شایسته‌اند

مرغ کو اندر قفس زندانیست / می نجوید رستن از نادانیست

مرغ را اندر قفس زان سبزه زار / می خورش ماندست بی صبر و قرار

سر بهر سوراخ بیرون میکند / تا بود کین بند از پا بر کند

چون دل و جانش چنین بیرون بود / آن قفس را در گشائی چون بود

یا چو بالا فگند جان را در بدن / تا بگل پنهان کند دُرّ عدن

ای که جان را بهر تن میسوختی / سوختی جان را و تن را افروختی

ای دریغا ای دریغا ای دریغ / کان چنان ماهی نهان شد زیر میغ

هر گیا را کِش بود میل علا / در مزیدست و حیاتست و در نما

چونک گرداند سر سوی زمین / در کمی و خشکی و نقص و غبین

میل روحت چون سوی بالا بود / در تزاید مرجعت آنجا بود

ور نگون سازی سرت سوی زمین / آفلی حق لا احب الآفلین

فی السماء رزقکم بشنیده‌ئی / اندرین پستی چه بر چفسیده‌ئی

هر چه در پستیست آمد از علا / چشم را سوی بلندی نه هلا

هر ندائی که ترا بالا کشید / آن ندا میدان که از بالا رسید

تو بتن حیوان بجانی از ملک / تا روی هم بر زمین هم بر فلک

گر زفتی تو بجان بر آسمان / کمتر از حیوان شدی این آنچنان

جبرئیلی را بر اشتر بسته‌ئی / پر و بالش را بصد جا خسته‌ئی

پیش او گوساله بریان آوری
گه کشی او را به کهدان آوری

که بخور اینست ما را لوت پوت
نیست او را جز لقاء الله قوت

قدر جان زان می‌ندانی ای فلان
که بدادت حق به بخشش رایگان

زیر و بالا پیش و پس وصف تن است
بی جهتها ذات جان روشن است

گر تو خود را پیش و پس داری گمان
بستهٔ جسمی و محرومی ز جان

قبلهٔ جان را چو پنهان کرده‌اند
هر کسی رو جانبی آورده‌اند

خود غریبی در جهان چون شمس نیست
شمس جان باقیست کورا امس نیست

شمس در خارج اگرچه هست فرد
می‌توان هم مثل او تصویر کرد

شمس جان کو خارج آمد از اثیر
نبودش در ذهن و در خارج نظیر

احسن التقویم در والتین بخوان
که گرامی گوهرست ای دوست جان

این گهر از هر دو عالم برترست
هین بخر زین طفل جاهل کو خرست

پیش خر خرمهره و گوهر یکیست
آن اشک را در دُر و دریا شکیست

احسن التقویم از عرش او فزون
احسن التقویم از فکرت برون

جسم را نبود بجز جان بهره
جسم پیش بحر جان چون قطره

حد جسمست یک دو گز خود بیش نیست
جان گه تا آسمان جولان نیست

تا به بغداد و سمرقند ای همام
روح را اندر تصرف نیم گام

دو درم سنگست پیه چشمتان
نور روحش تا عنان آسمان

جان ز ریش و سبلت تن عاریست | لیک تن بیجان بود مردار نیست

موسی جان سینه را سینا کند | طوطیان کور را بینا کند

خسرو شیرین جان نوبت زدست | لاجرم در شهر قند ارزان شدست

یوسفان غیب لشکر می کشند | تنگهای قند و مصری میرسند

اشتران مصر را رو سوی ما | بشنوید ای طوطیان بانگ درا

شهر ما فردا پر از شکر شود | شکر ارزانست ارزان تر شود

در شکر غلطید ای حلوائیان | همچو طوطی کوری صفرائیان

نیشکر کوبید کار اینست و بس | جان بر افشانید یار اینست و بس

یک ترش در شهر ما اکنون نماند | چونکه شیرین خسروان ابر فشاند

نقل بر نقلست و می بر می هلا | بر مناره رو و بزن بانگ صلا

سرکه نه ساله شیرین می شود | سنگ مرمر لعل و زرین می شود

آفتاب اندر فلک دستک زنان | ذره ها چون عاشقان بازی کنان

چشمها مخمور شد از سبزه زار | گل شگوفه می کند بر شاخسار

چشم دولت سحر مطلق می کند | روح شد منصور انا الحق می کند

۱ قوله یوسفان غیب [illegible]

۲ قوله هیچ مگذار ظاهر که برای اهل صفرا شیرینی مضر میکند لهذا میفرماید که صفرا را ازاله کن تا قابل خوردن شیرینی باشی و مراد از صفرا همان خواهش نفسانی باشد و بس ۱۲

۳ قوله یک ترش در بین اشعار بیان لذت یابی خود از فیضان سید فیاض بکمال فصاحت و بلاغت میفرماید ۱۲

روح بازست و طبایع زاغها | دارد از زاغان و چغدان داغها

او بماند در میانشان زار زار | همچو بوبکری میان سبزوار

میل تن در سبزه و آب روان | زان بود که اصل او آمد از آن

میل جان اندر حیات و در حیست | زانکه جان لامکان اصل ویست

میل جان در حکمتست و در علوم | میل تن در باغ و راغست و کروم

میل جان اندر ترقی و شرف | میل تن در کسب اسباب و علف

میل عشق و آن شرف هم سوی جان | زین یحب را و یحبون را بدان

چونکه هر جزوی بجوید ارتفاق | چون بود جان غریب اندر فراق

گوید ای اجزای پستی فرشیم | غربت من سخت‌تر من عرشیم

جهد کن تا جان مخلد گردد دست | تا بدو ز برگ برگی باشدت

باب هفتاد و هشتم در موت فجار

مرگ هر یک ای پسر همرنگ اوست | پیش دشمن دشمن و بر دوست دوست

ای که می‌ترسی ز مرگ اندر فرار | آن ز خود ترسانی ای جان هوش دار

خلق در بازار یکسان میروند | آن یکی در ذوق و دیگر دردمند

همچنین در مرگ یکسان میرویم | نیم در خسران و نیمی خسرویم

عاقبت آید صباحی خشم دار | چند باشد مهلت آخر شرم دار

عذر خود از شه بخواه ای پرحسد | پیش از آن کاین بر تو آن روزی رسد

هین بده ای زاغ این جان باز باش / پیش تبدیل خدا جانباز باش

کشتن و مردن که بر نقش تنست / چون انار و سیب را بشکستنست

آنچه شیرینست او شد ناردانگ / وانکه پوسیدست نبود غیر بانگ

آنچه با معنیست خود پیدا شود / آنچه پوسیدست او رسوا شود

گوید اندر نزع از جان آه مرگ / این زمان کردت ز خود آگاه مرگ

در دقایق خویش را در باختی / رمز مردن این زمان دریافتی

پس عجب آید خود کنید ای خفتگان / زانکه بد مرگیست این خواب گران

دید درها از مرگ می آید رسول / از رسولش رو مگردان ای فضول

مرگ کین جمله ازو در وحشتند / می کنند این قوم بر وی ریشخند

باب هفتاد و هشتم در موت ابرار و احرار

از برون آوازشان آید ز دین / که ره رستن ترا اینست این

ما بدین رستیم زین تنگین قفص / جز که این ره نیست چاره زین قفص

ظاهرش مرگ و بباطن زندگی / ظاهرش ابتر نهان پایندگی

باغ نبود پیش ایشان مرگ تن / چون روند از چاه و زندان در چمن

تلخ کی باشد کسی را کش برند / از میان زهرماران سوی قند

روح سلطانی ز زندانی بجست / جامه چه درّیم و چه خاییم دست

نقش آن جان ... / چون رسیدی ... ای عمر

کشتن و مردن نفس و تن ... در قبول مقبولان بارگاه احدیت ... قول لا تقولوا ... دنیا برای مومنین ... حدیث شریف زندانست ... خلاصی از قید ... هرگاه ... روح ...

چونکه ایشان خسرو دین بوده اند | وقت شادی شد چو بشکستند بند

سوی شادروان دولت تاختند | کنده و زنجیر را انداختند

جان مجرد گشته از غوغای تن | می پرد با پرّ دل بی پای تن

جسم ظاهر عاقبت خود رفتنیست | تا ابد معنی بخواهد شاد زیست

آن عتاب ار رفت هم بر پوست رفت | دوست بی آزار سوی دوست رفت

بط را ز اشکستن کشتی چه غم | کشتیش بر آب بس باشد قدم

مرگ بی مرگی بود ما را حلال | برگ بی برگی بود ما را نوال

ما بها و خونبها را یافتیم | جانب جان باختن بشتافتیم

ما بمردیم و بکلی کاستیم | بانگ حق آمد همه برخاستیم

بانگ حق اندر حجاب و بی حجیب | آن دهد کو داد مریم را ز جیب

ای فناتان نیست کرده زیر پوست | باز گردید از عدم ز آواز دوست

انبیا را تنگ آمد این جهان | چون شهان رفتند اندر لامکان

سوی

آن توئی که بی بدن داری بدن | پس مترس از جسم جان بیرون شدن

گر نخواهد بی بدن جان تو زیست | فی السماء رزقکم روزی کیست

گر نخواهد زیست جان بی این بدن | پس فلک ایوان که خواهد شدن

ورنه گردی زندگانی منیر | یک دو دم ماندست مردانه بمیر

بهر روز مرگ این دم مرده باش | تا شوی با عشق سرمد خواجه تاش

خلق گوید مُرد آن مسکین فلان — تو بگویی زنده‌ام ای غافلان

گر تن من همچو تنها خفته است — هشت جنت در دلم بشکفته است

جان چو خفته در گل و نسرین بود — چه غمست ار تن در آن سرگین بود

وز رحم زادن جنین را رفتن است — در جهان او را ز نو بشکفتن است

چون مرا سوی اجل عشق و هواست — نهی لا تلقوا بأیدیکم مراست

زانکه نهی از دانهٔ شیرین بود — تلخ را خود نهی حاجت کی شود

دانهٔ مردن مرا شیرین شدست — بل هم احیاء پی من آمدست

دانه‌ای کش تلخ باشد مغز و پوست — تلخی و مکروهیش خود نهی اوست

مرگ شیرین گشت و نقلم زین سرا — چون قفص هشتن پریدن مرغ را

چون تمنوا موت گفت ای صادقین — صادقم جان را برافشانم برین

چون نفخت بودم از لطف خدا — نفخ حق باشم ز نای تن جدا

صورت تن گو بمیر من کیم — نقص کم ناید که چون من باقیم

حملهٔ دیگر بمیرم از بشر — تا برآرم از ملائک پا و سر

بار دیگر از ملک قربان شوم — آنچه اندر وهم ناید آن شوم

خنجر و شمشیر شد ریحان من — مرگ من شد بزم و نرگسدان من

در هوای عشق حق رقصان شوید — همچو قرص بدر بی نقصان شوید

جانهای بسته اندر آب و گل — چون رهند از آب و گلها شاد دل

چشمشان در رقص و جانها خود مپرس / وانکه گردد جان از آنها خود مپرس

عمر و مرگ این هر دو با حق خوش بود / بی خدا آب حیات آتش شود

هر که دید او نباشد دفع مرگ / دوست نبود که نه میوه‌ش نه برگ

کار آن کارست ای مشتاق مست / کاندران کاری رسد مرگت خوشست

شد نشان صدق ایمان ای جوان / آنکه آید خوش ترا مرگ اندران

گر نشد ایمان تو ای جان چنین / نیست کامل رو بجو اکمال دین

شد هوای مرگ طوق صادقان / که جهودان را بد این دم امتحان

در نبی فرمود کای قوم یهود / صادقان را مرگ باشد گنج و سود

همچنان که آرزوی سود هست / آرزوی مرگ بودن زان بهست

یک جهودی اینقدر زهره نداشت / چون محمد این علم را بر فراشت

(۱) ای جهودان بهر ناموس کسان + پس نیارید این بزبان

مرگ پیش از مرگ اینست ای فتی / اینچنین فرمود ما را مصطفی

گفت موتوا کلکم من قبل ان / یاتی الموت تموتوا بالفتن

رو بگورستان دمی خامش نشین / آن خموشان سخنگو را ببین

لیک اگر یک رنگ بینی خاکشان / نیست یکسان حالت چالاکشان

هیچ مرده نیست پر حسرت ز مرگ / حسرتش آنست کش کم داد برگ

ورنه از چاهی بصحرا او فتاد / در میان دولت و عیش و گشاد

مقعد صدق و جلیس حق شده / رسته زین آب و گل آتشکده

راست گفتست آن سپهدار بشر ۱۲ — که هر آنکو کرد از دنیا گذر

نیستش درد و دریغ و غبن موت — بلکه هستش صد دریغ از بهر فوت

که چرا قبله نکردم مرگ را — مخزن هر دولت و هر برگ را

قبله کردم من همه عمر از حول — آن خیالاتی که گم شد در اجل

حسرت آن مردگان از مرگ نیست — زانست کاین نقشها گردیم نیست

۱۳ ما ندیدیم آنکه آن نقش ست و کف — لیک او بر هستیی دارد شرف

آن یکی میگفت خوش بودی جهان — گر نبودی پای مرگ اندر میان

آن دگر گفت ار نبودی مرگ هیچ — می نیرزیدی جهان پیچ پیچ

عمرها بر طبل عشقت ای صنم — انّ فی موتی حیاتی میزنم

کار من سربازی و بیخویشیست — کار شاهنشاه من بخشیدنیست

گر ببرد او بقهر خود سرم — شاه بخشد شصت جان دیگرم

فخر آن سر که کف شاهش برد — ننگ آن سر کو بغیرے بنگرد

۱۴ غیر شه را بهر آن لا کرده‌ام — که بسوی شه تولا کرده‌ام

من نیم سگ شیر حقم حق پرست — شیر حق آنست کز صورت برست

شیر دنیا خواهد آزادی و برگ — شیر مولی جوید آزادی و مرگ

۱۵ سیف و خنجر چون گل و ریحان او — نرگس و نسرین عدو جان او

۱۶ دائما از شوق یارب گوی باد — پیش چوگان محبت گوی باد

۵۴ قوله سیف و خنجر یعنی عاشق صادق را قتل شدن از دست معشوق بجای باغ و بوستان ست و گلهای ظاهری را دشمن جان خود میداند که موجب غفلت محجوبیت از توجه بسوی ایزد تعالی باشد ۱۲

۵۵ قوله دائما درین شعر دعاست که حق عاشق پیوسته از ذوق و شوق دلی دردناک الهی باشد و در محبت او جان و دل نثار کرده باشد

حکایت در بیان توبهٔ نصوح چنانکه شیر از پستان بیرون آید و باز پستان نرود و آنکه توبهٔ نصوح کرده باشد هرگز از آن گناه یاد نکند بطریق رغبت بلکه هر دم نفرتش افزون شود و آن نفرت دلیل آن باشد که آن تائب لذت قبول یافته است از آن شهوت اول بی لذت شده این لذت بجای آن نشست چنانکه ع نبرد عشق را جز عشق دیگر * چرا یاری نگیری زو نکوتر * و آنکه دلش بآن گناه در رغبت میشود علامت آنست که لذت قبول نیافته است و لذت قبول گناه نشسته است فسنیسره للیسری نشده است و فسنیسره للعسری بر وی باقیست و یافته شود والحر تکفیه الاشارة

بود مردی پیش ازین نامش نصوح / بد ز دلاکی زنان او را فتوح

بود روی او چو رخسار زنان / مردی خود را همی کرد او نهان

او بحمام زنان دلاک بود / در دغا و حیله بس چالاک بود

سالها میکرد دلاکی و کس / بو نبرد از حالت آن بلهوس

زانکه آواز و رخش زن وار بود / لیک شهوت کامل و بیدار بود

لیک چون عالم خدا ... / پرتوش ...

لب خموش و دل پر از آوازها

عارفان که جام حق نوشیده اند / رازها دانسته و پوشیده اند

هر کرا اسرار کار آموختند / مهر کردند و دهانش دوختند

کان دعای شیخ نه چون هر دعاست — فانیست و گفت او گفت خداست
چون خدا از خود سؤال و کد کند — پس دعای خویش را چون رد کند
یک سبب انگیخت صنع ذوالجلال — که رهانیدش ز نفرین و وبال
اندر آن حمام پر می کرد طشت — گوهری از دختر شه یاوه گشت
گوهری از حلقهای گوش او — یاوه گشت و هر زنی در جستجو
پس در حمام را بستند سخت — تا بجویند اول اندر پیچ رخت
رختها جستند و آن پیدا نشد — دزد گوهر نیز هم رسوا نشد
پس بجد جستن گرفتند از گزاف — در دهان و گوش و اندر هر شکاف
در شکاف تحت و فوق و در طرف — جستجو کردند دُرّ از هر طرف
بانگ آمد که همه عریان شوید — هر که هستید از عجوز و از نوید
یک بیک را حاجبه جستن گرفت — تا پدید آید گهر دردانه زفت
آن نصوح از ترس شد در خلوتی — روی زرد و لب کبود از خشیتی
پیش چشم خویش او می دید مرگ — سخت می لرزید او مانند برگ
گفت یارب بارها برگشته ام — توبها و عهدها بشکسته ام
کرده ام آنها که از من می سزید — تا چنین سیل سیاهی در رسید

۲۲۱

من اگر این بار تقصیری کنم — پس دگر مشنو دعا و گفتنم
این همی زارید و صد قطره روان — که در افتادم بجلاد و عوان
نوحها میکرد او بر جان خویش — روی عزرائیل دیده پیش پیش
ای خدا و ای خدا چندان بگفت — کان در و دیوار با او گشت جفت
در میان یارب و زاری بد او — بانگ آمد در میان جستجو

مژدگانی ده که گوهر یافتیم
حزن رفت و در فرح در باختیم

صاحبان و محرمان آن نصوح
ور بده ... مژدگان از نصوح

پیدا شدن گم شده و حلالی خواستن ...

مژده ها آمد که اینک گم شده
بعد از آن خوف هلاک جان بده

از غریو و نعره و دستک زدن
پر شده حمام قدوا الحزن

آن نصوح رفته باز آمد به خویش
دید چشمش تابشی صد روزه پیش

می‌حلالی خواست از وی هر کسی
بوسه می‌دادند بر دستش بسی

بدگمان بردیم و کن ما را حلال
گوشت تو خوردیم اندر قیل و قال

۲۲۲

جمله را جستیم پیش آ ای نصوح / گشت بیهوش آن زمان پرید روح

همچو دیوار شکسته در فتاد / هوش و عقلش رفت آن ساعت ز یاد

چونکه هوشش رفت از تن آن زمان / سر او با حق بپیوست از نهان

چون تهی گشت و وجود او نماند / باز جانش را خدا در پیش خواند

چون شکست آن کشتی او بی مراد / در کنار رحمت دریا فتاد

جان به حق پیوست چون بیهوش شد / موج رحمت آن زمان در جوش شد

چونکه جانش وارهید از ننگ تن / رفت شادان پیش اصل خویشتن

جان چو باز و تن مر او را کنده‌ای / پای بسته پرشکسته بنده‌ای

چونکه هوشش رفت و پایش برگشاد / می‌پرید آن باز سوی کیقباد

چونکه دریاهای رحمت جوش کرد / سنگها هم آب حیوان نوش کرد

ذره لاغر شگرف و زفت شد / فرش خاکی اطلس و زربفت شد

مرده صدساله برون شد ز گور / دیو ملعون شد بخوبی رشک حور

این همه روی زمین سرسبز شد / چوب خشک اشکوفه کرد و نغز شد

گرگ با بره حریفی می‌شده / ناامیدان خوشدل و خوش پی شده

بانگ آمد ناگهان که رفت بیم / شد پدید آن گم شده دُرّ یتیم

[illegible]

آنچه گفتید هم ز بد از صد یکیست
کس چه میداند ز من جز اندکی
من همی آن دانم و ستار من
اول ابلیسی مرا استاد بود
حق بدید آن جمله و نادیده کرد
باز رحمت پوستین دوزیم کرد
هرچه کردم جمله ناکرده گرفت
همچو سرو و سوسنم آزاد کرد
نام من در نامهٔ پاکان نوشت
عصیه کردم جملگی جرم و گناه
آه کردم چون رسن شد آه من
آن رسن بگرفتم و بیرون شدم
در چنین چاهی که بودم اسیر
از هوس در تنگنا بودم زبون
آفرینها بر تو بادا ای خدا

بر من این گشتست اگر کس را شکیست
وز هزاران جمله یک فصلی یکی
جرمها و زشتی کردار من
بعد از آن ابلیس پیشم باد بود
تا نگردم در فضیحت روی زرد
توبهٔ شیرین چو جان روزیم کرد
طاعت ناکرده آورده گرفت
همچو بخت و دولتم دلشاد کرد
دوزخی بودم ببخشیدم بهشت
شد سفید آن نامه و روی سیاه
گشت آویزان رسن در چاه من
شاد و زفت و فربه و گلگون شدم
روز و شب اندر فغان و در نفیر
در همه عالم نمی گنجم کنون
ناگهان کردی جدا از غم جدا

قصیدہ در منقبت پیران پیر دستگیر روشن ضمیر محبوب سبحانی

قطب ربانی غوث اعظم حضرت سیدنا ابو محمد شیخ عبد القادر جیلانی

الحسنی الحسینی قدس سرہ العزیز مصنفہ جناب مولوی صوفی

ولایت حسین صاحب قادری چشتی صابری امروہوی دامت فیضہم

مہ تابانِ وحدت آفتابِ صبحِ عرفانی — جنابِ قطبِ ربانی محی الدین جیلانی

علی کے لاڈلے اور شبر و شبیر کے جانی — رسول اللہ کے آرامِ جان محبوبِ سبحانی

مریدی لاتخف سے کہہ گیا یہ رازِ پنہانی — غلامِ غوثِ اعظم کو نہیں کچھ خوفِ شیطانی

خدا نے دی تھی شعر کو وعظ میں تاثیر روحانی — جو سنگین دل ان سے سنتے تو دل ہو جاتا تھا پانی

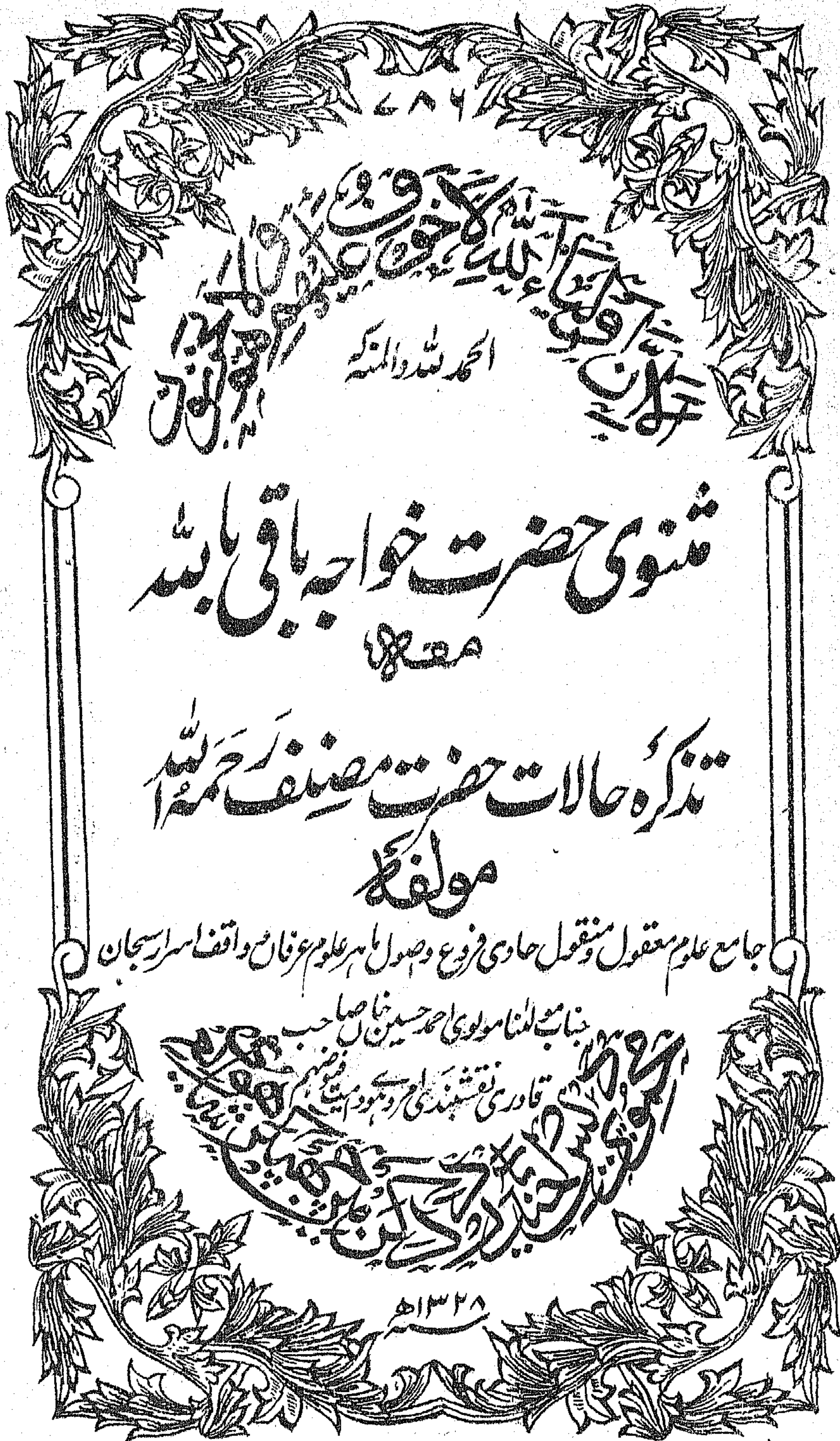
شرف ہر خاندان پر قادری شجرے کا روشن ہے — ستارے ہیں منور جس طرح ہو مہر نورانی

تمہارے سلسلہ میں جو کوئی داخل ہوا شاہا — اوسی حاصل ہوا فضلِ خدا سے قربِ ربانی

کیا جس پر سلوک اوسکو بقا کا مرتبہ بخشا — پڑی جس پر نگاہِ جذب اوسکو کر دیا فانی

کیا دامانِ امید گدا کو پر گہر دم میں — ترا دستِ عطا ہے یا ہے شاہا ابرِ نیسانی

۲۳۴



۷۸۶

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

الحمد للہ والمنہ

مثنوی حضرت خواجہ باقی باللہ

معہ

تذکرہ حالات حضرت مصنف رحمۃ اللہ

مولفہ

جامع علوم معقول و منقول حاوی فروع و اصول ماہر علوم عرفان واقف اسرار سبحان

جناب مولٰنا مولوی احمد حسین خاں صاحب
قادری نقشبندی احمدی [illegible] فیضہم

۱۳۲۸ھ



بعد حمد خدائے دوجہان و نعت رسول فخر عالم و عالمیان فقیر ہیچمدان احمد حسین خان قادری نقشبندی مجددی مظہری نعیم اللہی حکیم بادشاہی امروہوی غفر اللہ ذنوبہ و ستر عیوبہ بخدمت ناظرین با تمکین مثنوی شریف ہذا عرض پرداز ہے کہ اس کتاب نایاب سلک جواہر بے بہا و نظم دُرر غرّا کے مصنف قدس سرہ العزیز کا نام نامی اور اسم گرامی مشہور و آشکار کَالشَّمسِ فِی نِصفِ النَّہَارِ ہے آپ کے صحیح اور مختصر حالات کا تذکرہ عام فہم اردو زبان مین قلمبند کرکے ہدیۂ شایقین کیا جاتا ہے تاکہ مثنوی شریف کے ساتھ ساتھ اُس کے مطالعہ سے بھی ارباب صدق و یقین بہرہ اندوز ہون اور فیضان حاصل کرین وَاللہُ وَلِیُّ التَّوفِیقِ وَھُوَ خَیرُ رَفِیقٍ ؎

یہ مثنوی مصنفۂ آفتاب چرخ ہدایت و ایمان شمع بزم ولایت و عرفان دستگیر بیکسان فریادرس حاجتمندان ۔ ماحی بدع و طغیان سر حلقۂ عرفای زمان ۔ پیشوای کاملین و مکملان غوث وقت و قطب دوران چراغ خانۂ خواجگان نقشبندان ۔ واقف اسرار اللہ احد حضرت خواجہ سید رضی الدین محمد المعروف بہ خواجہ باقی باللہ حاجت روائے خلق اللہ

ابن قاضی عبد السلام کابلی قدس سرہ العزیز آپکا مولد شریف خاص شہر کابل اور سنہ ولادت
باسعادت نوسو اکہتر ہجری ہے۔

یون تو زمانۂ طفولیت ہی سے آپ کی جبین صلاحیت آگین سے آثار بزرگی اور تقدس
نمایان اور انوارِ ولایت و معرفت تابان۔ اور طبیعت نیک طینت تفرید و تجرید پسند اور چہرۂ
اقدس سے کمالات فقر درخشان تھے اور کمسنی ہی سے آپ کتب درسیہ علوم عربیہ کی تحصیل
علامۂ وقت حضرت مولنا محمد صادق حلوائی کی خدمت مین کر رہے تھے ہنوز فارغ
التحصیل نہ ہونے پائے تھے کہ جذبۂ عشقِ الٰہی اور ولولہ جوش و خروش نامتناہی جو فطرۃً
آپ کے خمیر مین داخل اور پہلے ہی سے قدرۃً آپکو حاصل تھا موج زن اور شعلہ افگن ہو گیا۔
آپ تعلیم علوم ظاہری سے برخاستہ خاطر ہو کر فقرائے کاملین مجاذیب و سالکین کے
تلاش مین مختلف امصار و دیار مین تشریف لے گئے اور اون کی جستجو مین شہر بشہر صحرا بصحرا
پھرتے پھرتے شہر ماوراء النہر مین پہونچے جو اوس زمانہ مین ماوای علماء و فضلا اور
مرجع فقرا و اولیا تھا۔ مشائخ وقت کی خدمات مین ملاقی اور اونسے جویائے نشانِ درِ
مقصود و گوہر مطلوب ہوئے۔ بعض بزرگون کے معتقد ہو کر اونکی خدمت مین بیعت
حاصل کرنے کے ارادہ سے استخارہ بھی لیا۔ حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ کی
روحِ پرفتوح سے یہ ارشاد ہوا کہ تعلیم سلوک بعد کر و اول اخلاق کی اصلاح لازم ہے
آپ نے حسبہٗ بعد تکمیلِ تہذیبِ اخلاق پہلے حضرت خواجہ عبید خلیفۂ مولنا لطف اللہ
خلیفہ مولنا خواجگی دہبیدی قدس اسرارہم کی خدمت فیضدرجت مین بیعت
توبہ و انابت حاصل فرمائی۔ بعدہ حضرت افتخار شیخ سمرقندی خلیفۂ خاندان کبار
خواجہ احمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین۔ پھر اس کے بعد حضرت خواجہ

امیر عبد اللہ بلخی رح کی خدمت مین بگران آخر الذکر بزرگ سے مصافحہ کرتے ہی آپ کو نہایت غیر مترقبہ حاصل ہوئین اور تا قیامت برکات باقی رہنے کی امید بندھی اور خطرات اور وساوس سے ایک حد تک نگاہداشت ہوگئی۔

پھر کچھ عرصہ کے بعد آپ کو عالم مثال یعنے خواب مین ذات خاص حضرت خواجۂ بزرگ خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند رضی اللہ عنہ سے بیعت توبہ نصیب ہوئی جس سے آپ کو استقامت تامہ اور جمعیت دائمہ حاصل ہوگئی۔ اور یہ نوبت پہونچی کہ آپ نے اپنے تمام عزیز و اقارب دوست احباب اور سب مشاغل اور جملہ کار و بار کو یک لخت چھوڑ چھاڑ کر زاویۂ خلوت اور گوشۂ عزلت اختیار کر لیا ہمہ وقت یاد الٰہی مین محو اور مستغرق تھے۔ ایسی آتش عشق و محبت مشتعل ہوی اور محبِ حقیقی سے ملنے کی آرزو اور تمنا دامنگیر ہوی کہ آپ شب و روز بے تاب و بے قرار نالان و گریان رہتے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ اس کیفیت کو بمقتضائے شفقت مادری برداشت نہین کر سکتی تھین اور بعض اوقات بے اختیار ہو کر بارگاہ احدیت مین نہایت گریہ و زاری کے ساتھ مناجات کرتی تھین کہ اے پاک پروردگار میرا فرزند تیری طلب اور محبت مین سرگشتہ اور دنیا سے برگشتہ اور شب و روز تیری یاد سے یگانہ اور ہر چیز سے بیگانہ ہو کر تیرے ذکر مین محو اور مشغول ہے اور تیرے ملنے کی آرزو اور جستجو مین تمام لذائذ دنیا اوس نے چھوڑ دین اوس کے مصائب اور تکلیفات کا صدمہ مجھسے برداشت نہین ہوسکتا ہے اوسکی حالت زار پر رحم فرما اور اوس کو اپنے وصل سے بہرہ ور کر۔ خدا تعالی نے آپکی یہ دعا قبول فرمائی اور حضرت کو آپکی مراد مین کامیاب کر دیا چنانچہ آپ ارشاد فرماتے ہین کہ مین اپنی والدہ ماجدہ کی دعا کی برکت سے کامیاب ہوا گو مین نے بھی بیتا بی

اور بے قراری اور حصولِ مدعا کے لئے بے چینی ضرور برداشت کی لیکن میری محنت اور مشقت اور مجاہدہ اور ریاضت کو اولیاءِ متقدمین کی ریاضت سے کچھہ بھی نسبت نہین ہے

آپ کی والدہ ماجدہ کی کیفیت یہ تھی کہ آپ خاندان سیادت آل پاک جناب مصطفےٰ صلعم اور اولادِ خاص علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نہایت ہی صالحہ اور عابدہ و زاہدہ اور بڑی ہی صابرہ اور شاکرہ بی بی تھین - باوجودیکہ آپ کی خدمت مین بہت سی خادمہ اور کنیزین موجود تھین لیکن فقراا ور درویشون کے لئے آپ خود روٹی تنور مین لگاتی تھین اور خود بہ نفسِ نفیس کھانا ترتیب دیکر بھیجتی تھین اور خود سب کے فارغ ہو چکنے کے بعد کچھہ بچا کچا کھانا - روکھی سوکھی روٹی پر قناعت کرتین اور شب کو سب کے بعد بوریہ وغیرہ کا فرش کراکے اوس پر سو جاتی تھین - آپ نے حضرتہ ممدوحہ کی جب یہ حالت ملاحظہ فرمائی تو آپکو بلحاظ اُنکے ضعف و ناتوانی کے یہ کیفیت نہایت شاق گزری اور آپ نے دوسرے صاحبون کو اس خدمت کی بجاآوری کے لئے ارشاد فرمادیا -

جب حضرتہ ممدوحہ کو اس کا علم ہوا تو آپ بہت آزردہ ہوئین اور بارگاہ احدیت مین نہایت گریہ وزاری کے ساتھہ عرض کیا کہ یارب العلمین مجھسے اس خدمت کی ادائی مین ضرور کچھہ قصور یا غلطی سرزد ہوئی ہے کہ مجھسے یہ خدمت علیحدہ کردینے کے لئے تو نے حکم دیدیا ہے - حضرت کو جب اس کا علم ہوا تو آپ نے بعد معذرت پھر اس خدمت کو حضرتہ ممدوحہ کے تفویض فرمادیا -

اس کے بعد آپ کشمیر تشریف لے گئے وہان حضرت شیخ بابا ولی نقشبندی قدس سرہ العزیز کی خدمت مین حاضر رہکر اونکے فیوضیات سے بہرہ اندوز ہوئے اور اونکی برکات توجہ سے آپ پر درِ قبولیت کشادہ ہوا چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے

کہ "جناب ممدوح کے آستانۂ مبارک سے اِس فقیر کو بھی بقدرِ استعداد و ظرف نفحات ربانیہ نمود ہوئے"

اِس کے بعد آپ پر عینیت سے ہو وہ حضراتِ خواجگان علیہم الرضوان جلوہ گر ہوئی اور اون کے ارواحِ طیّبات بشارتِ فیض اشارت دینے اور تلقینات فرمانے لگیں اور اُنکی توجہات اور برکات کی امداد سے آپ پر دائرۂ عینیت زیادہ وسیع ہو گیا اور راہِ سلوک اچھی طرح کشادہ اور روشن اور جمعیت مزید حاصل ہوئی۔

بعض بعض بزرگون کی روح پرفتوح سے بطریق اویسیت بھی آپ کو فیضان حاصل ہوا ہے جن کے نامون کی تفصیل آپ نے اپنی مثنوی شریف مین بیع فرمائی ہے۔ حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہاؤالدین محمد نقشبند رح اور حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رح اور حضرت خواجہ ابوالقاسم گرگانی رح اور حضرت رسول خدا صلعم۔ روح پرفتوح حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے آپ کو بدرجۂ غایت نسبتِ خصوصیت حاصل تھی۔ جیسا کہ منقول ہے کہ آپ ایک روز نماز پڑھا رہے تھے اور اچھی طرح سے روبقبلہ تھے پیچھے سے نمازیون نے دیکھا کہ آپ ہمکو بھی اچھی طرح دیکھ رہے ہین جس سے اون کے بدن پر رعشہ پیدا ہو گیا جیون تیون کر کے نماز کو پورا کیا اور نماز کے بعد آپ کی خدمت مین یہ ماجرا عرض کیا تو ارشاد فرمایا کہ اس کو ہرگز ہرگز کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ آپ کی یہ کیفیت بالکل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ سے مطابق ہے۔

یون تو آپ سے بے شمار خوارقِ عادات اور کرامات ظہور مین آئی ہین جن کا احصا ناممکن ہے۔ مگر مشتے نمونہ از خروارے بعض بعض واقعات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ایک شخص نے ایک باکرہ عورت سے نکاح کیا۔ کئی سال گذر گئے تھے کہ وہ اوس سے

ہم بستر نہ ہوسکا اور ہر قسم کے ادویہ وادعیہ کا استعمال کیا مگر مطلق کوئی اثر نہوا۔ وہ شخص آپ کے اوصاف سُن کر خدمتِ مبارک مین حاضر ہوا۔ اُسوقت آپ گھوڑے پر سوار ہو کر کہین تشریف لے جا رہے تھے اُس نے آنکر آپکے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور حال بیان کر کے زوال نامرادی کا خواستگار رہا۔ آپ نے تین دفعہ اُس سے سخت معانقہ کیا اور فرمایا کہ ابھی جاکر ہم بستر ہو۔ چنانچہ اُسی وقت اُس نے اپنے اندر عجیب وغریب قوت پائی اور بسہولت تمام وہ عورت پر قادر رہا۔

ایک ضعیفہ کا تین چار سالہ لڑکا حصارِ فیروزآباد کی دیوار سے جس کے نیچے فرش پختہ ہے تقریباً تیس (۳۰) گز اونچائی سے نیچے گر پڑا اور کانون کے سوراخون سے خون جاری ہو کر اُس کا دم ٹوٹ گیا۔ اُسکی ماں گریہ وزاری کرنے لگی اور نہایت بیقرار ہوئی اوس نے بجز آپ کے خدمت مین عرض کرنے کے اور کوئی چارہ نہ دیکھا۔ بالآخر اوس لڑکے کو آپ کے قدمون پر لیجاکر ڈال دیا اور اوس کی زندگی کے لئے التماس کیا۔ آپکی عادت شریف تھی کہ اپنی توجہ وتصرف کو لوگون کے نگاہ سے پوشیدہ رکھتے تھے آپ نے ایک طب کی کتاب طلب کر کے دیکھی اور ارشاد فرمایا کہ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ لڑکا مرنے کا نہین ہے۔ حاضرین کو تعجب ہوا کہ ایسی کونسی کتاب ہے جس سے ایسا معلوم ہوسکے تہوڑی دیر آپ خاموش رہے اُس کے بعد دیکھا گیا کہ لڑکا اصلی حال پر تندرست ہوگیا جب حاضرین کو ثابت ہوا کہ آپ کی کرامت تھی۔

ایک بزرگ خواجہ برہان جو ایک حد تک سلوک طے کئے ہوئے تھے آپ کی خدمت مبارک مین حصول فیضان کے غرض سے حاضر ہوئے تو آپ نے اپنے تصور کے لئے ارشاد فرمایا چونکہ یہ ارشاد ابتدائی تعلیم سے متعلق تھا اور وہ صاحب منتہی تھے اسلئے اُنکو

سخت تعجب ہوا اور انہوں نے لوگوں سے اِسکا ذکر کیا کہ اگر آپ مراقبہ مقامات عالیہ تعلم فرماتے تو مناسب تھا سب نے کہا کہ آپ کو حضرت کے ارشاد کے تعمیل کرنا چاہئیے اِن خیالات کی ضرورت نہین ہے پس اُنھون نے نیک عقیدہ کے ساتھ اِس ارشاد کی تعمیل کی اور تصور بہ درجہ اتم محویت کے ساتھ کیا چند ہی روز مین نسبت عظیم حاصل ہوگئی اور بڑہا پے مین ایسا جذبہ پیدا ہوا کہ کئی جوان اُنکو نہین سنبھال سکتے تھے۔

ایک سپاہی نے خلاف شیوۂ مروت آپکے بعض ہمسایون پر جور و ظلم کیا آپ اُسکی حرکت دیکھکر سخت بے چین ہوگئے اور اُس سپاہی کو نصیحت کی لیکن بوجہ کمال بدبختی کے اُس نے آپکی نصیحت قبول نہ کی مظلوم کے حال پر کمال شفقت و رحم دلی کرنے کے باعث آپ نہایت متغیر الحال ہوگئے اور ظالم سے فرمایا یہ لوگ فقرائے خواجگان بزرگوار کے قرب و جوار مین رہتے ہین جو نہایت غیور ہین۔ خبردار رہنا۔ چنانچہ وہ تین روز کے درمیان مین چوری کی تہمت مین گرفتار ہوا۔ اور مارا گیا۔

آپ کی شفقت و رحمدلی کی کیفیت یہ تھی کہ ایک وقت شہر لاہور مین قحط سالی ہوئی آپ بھی وہین تشریف رکھتے تھے کئی روز تک آپ نے کھانا نہین کھایا۔ جب آپکے سامنے کھانا لایا جاتا تھا تو فرماتے انصاف سے بعید ہے کہ کوئی بھوکا پیاسا گلی کوچون مین اپنی جان دے۔ اور ہم کھانا کھائین آپ کھانا بھوکون کے لئے بھجوا دیتے اور خود قوتِ روحانی پر جو بمصداق اَبِیتُ عِندَ رَبِّی میراثِ اولیا ہے بسر کرتے تھے

بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ آپ سواری پر سوار ہوتے اور کسی غریب مسکین کو پیدل چلتے ہوئے دیکھتے آپ سواری سے اتر پڑتے اور سواری پر اوسکو سوار کرتے اور خود پیادہ پا ختمِ منزل تک جاتے اور سر پر چادر یا رومال ڈال لیتے تا کہ کسی دوست کو

اس پر اطلاع نہ ہو۔

آپ حیوانات پربھی شفقت فرمایا کرتے تھے ایک روز آپ نماز تہجد کیلئے اوٹھے اور بلی آپ کی لحاف مین سوگئی آپ صبح تک سردی کی تکلیف برداشت کرتے رہے لیکن بلی کو لحاف سے نہ نکالا۔

ایک روز آپ لاہور کی کسی مسجد مین نماز پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے اثنا رنماز مین ایک مہیب آواز آپ کے سینہ فیض گنجینہ سے ظاہر ہوی کہ نمازی حیران وششدر ہوگئے۔ آپ نماز سے فارغ ہوتے ہی مکان کو تشریف لے گئے اور کئی روز تک مکان مین ہی نماز پڑہا کئے ؎ این ندا از غیب بود بیگمان + گرچہ از حلقوم او گشتہ عیان

باوجود حصول کمالات ومقامات عالیہ آپ مسند ارشاد پر بیٹھنا پسند نہین فرماتے تھے بلکہ اکثر امصار ودیار کشمیر ولاہور بلخ وبخارا ماورا النہر وبدخشان کا سفر کرکے مشائخ کی خدمتون مین حاضر ہوکر اپنے احوال کی تصحیح فرماتے رہتے تھے۔

ابتدائے زمانہ مین آپ لاہور مین ایک مجذوب درویش کی خدمت مین تشریف لیجایا کرتے تھے مگر وہ اصلا آپ کی طرف توجہ نہ کرتا تھا اگر کبھی آپ اوس کا تعاقب فرماتے تو وہ آپ کو گالیان دیتا تھا پتھر مارتا تھا یا متنفر ہوکر بھاگ جاتا تھا مگر آپ نے استقلال کو ہاتھ سے نہ دیا اور اوس کی خدمت مین برابر حاضر ہوتے رہے اتفاق سے ایک روز اوس کو خیال آگیا آپ کو اپنے قریب بلاکر آپ کے حصول مدعا کے لئے بہت دعا کی اور آپ وہان سے رخصت ہوے۔

پھر آپ مولنا کشمیر غالی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین تشریف لے گئے اون سے ملکر راہی سمرقند ہوے اثنا رسفر مین بعض دوستون کے نام آپنے خطوط

لکھے ہین اونکی پیشانی پر یہ شعر تحریر فرمایا ؎ من از محیطِ محبت نشان ہمی دیدم + کہ استخوانِ عزیزان بہ ساحل افتادست + اس سفر مین آپ نے بعض واقعات مین حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ ارشاد فرماتے ہین کہ آپ مولنا خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر ہون - اس کے بعد آپ نے حضرت مولنا ممدوح کو خواب مین دیکھا وہ خود یہ ارشاد فرماتے ہین کہ "ای فرزند ہماری آنکھ تمہارے راہ پر لگی ہوئی ہے جلد آو" اس بشارت سے آپ کو کمال خوشی وخرمی حاصل ہوئی اور اس بیت کو ورد زبان فرمایا ؎ میگذشتم زغم آسودہ کہ ناگہ زکمین + عالم آشوب نگاہے سرِ راہے بگرفت + مقام در مقام او منزل بہ منزل آپ سفر کرتے ہوے آستانہ عالیہ حضرت مولنا خواجہ محمد آم امکنگی عرف مولنا خواجگی رحمۃ اللہ علیہ پر پہونچے آپ شہر سمرقند کے ایک معمر او مستند بزرگ اور سربر آوردہ مشائخ سے تھے آپکو اپنے والد بزرگوار خواجہ درویش محمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ مولف لب لباب مثنوی معنوی سے خرقہ خلافت پہونچی تھی اونکو اون کے ماموں حضرت خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اونکو زبدۃ الاخیار حضرت خواجہ محمد عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ سے

آپ نے مولنا ممدوح کی دست مبارک پر بیعت کی مولنا آپ کے حال اور مقام عالی سے مطلع ہوئے اور آپ پر وفور عنایات اور توجہات خاص مبذول فرمائین تین شبانہ روز آپ سے تخلیہ فرمایا اور اسرار خاص سے سرفرازی بخشی اور یہ ارشاد ہوا کہ آپ کا معاملہ بہ برکت اکابر سلسلہ علیہ انجام کو پہونچ چکا ہے اب آپ ہندوستان تشریف لیجائے اور خلق اللہ کو فیض پہونچائے کہ آپ سے اس سلسلہ کو بہت فروغ اور رونق حاصل ہوگی - اور طالبان خدا مستفید ہون گے - ہر چند کہ آپ نے براہ

عجز و انکساری اپنے نقص و قصور کا اعتراف کر کے معافی چاہی اور بہت کچھہ معذرت کی
لیکن جناب مولانا نے استخارہ لیا اور موافق آیا تو بہت اصرار فرمایا اور آپ کو خلافت تامہ
عنایت فرما کر دہلی کی طرف رخصت کیا آپ ہی جناب مولانا کے خلیفہ اکبر مشہور ہوئے۔

بہ تعمیل ارشاد فیض بنیاد جب آپ راہی شہر دہلی ہوئے تو یہ شعر ورد زبان تھا ؎
شکر شکن شوند ہمہ طوطیانِ ہند + زین قندِ پارسی کہ بہ بنگالہ میرود + آپ کے رخصت
ہو چکنے کے بعد جناب مولانا کے قدیم دوستون کو آپ کے اس قدر جلد خلیفہ ہو کر رخصت
ہو جانے پر بہت رشک آیا اور غیرت آئی اور جناب ممدوح کی خدمت مین یہ معاملہ پیش ہوا
تو ارشاد ہوا کہ آپ صاحبون کو امر واقعی کی کچھہ خبر نہین ہے درحقیقت اس نوجوان کا معاملہ
تربیت درجۂ کمال کو پہونچا کہ ہمارے پاس بھیجا گیا تھا اوس نے ہمارے پاس آکر صرف
تصحیح حال فرمائی ہے بے شک جو شخص اس طرح آئیگا وہ اسی طرح جائیگا۔

آپ ہندوستان مین داخل ہوے اور ایک سال تک لاہور مین مقیم رہے
وہان کے اکثر علماء اور صوفیہ کرام آپ کی خدمت مین مستفید ہوئے۔ پھر آپ شہر
دہلی مین تشریف فرما ہوئے (جو اوس زمانہ مین دار الاولیاء اور بیت الفقرا تھا)
اور قلعہ فیروزی مین مقیم ہوئے۔ جو لب دریائے جمن واقع اور نہایت ہی دلکشا
مقام ہے۔ وہان بکثرت آپ کی طرف خلق اللہ کے رجوعات ہوئی اور تھوڑے
ہی عرصہ مین مرجع خلائق ہو گئے۔ ہزارہا آدمی آپ کا معتقد تھا مگر آپ بہت ہی کم
لوگون کو مرید کرتے تھے بعض بعض صاحبون کو حضرت قطب الاقطاب خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ کی درگاہ سے آپکے دست مبارک
پر بیعت کرنے کے لئے ارشاد ہوا اور حاضر خدمت ہوئے مگر آپ نے معذرت فرمائی

اور ارشاد کیا کہ وہ کوئی دوسرے بزرگ ہون گے جن کے لئے ارشاد ہوا ہے مین ناچیز کجا اور یہ ارشاد کجا۔

آپ کے خلفا کی تفصیل یہ ہے شیخ تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ خواجہ حسام الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ شیخ الہ داد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ بعض شجرون مین حضرت امیر سید ابو العلا اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی آپ کے خلفا مین لکھا ہے اور اکثر مین اون کے مرشد کا نام سید عبد اللہ مرقوم ہے جو بواسطہ خواجہ یحیی و خواجہ عبد الحق حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ تک پہونچتے ہین۔

جناب خواجہ علیہ الرحمہ کا عرف خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ مشتہر ہونے کی وجہ عامۂ خلائق مین یہ مشہور ہے کہ آپ سے کسی شخص نے بقا باللہ کے معنی دریافت کئے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا یہان زبانی سمجھانے کی بات نہین ہے اوس نے عرض کیا کہ حضرت جس طرح ممکن ہو ارشاد فرمائے۔ آپ نے فرمایا کہ ہماری وفات کے وقت ہم سے دریافت کرنا جب آپ کو بعمر چالیس ۴۰ سال وسط جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ مین مرض الموت لاحق ہوا تو اس شخص نے حاضر خدمت فیض درجت ہو کر عرض کیا کہ اب وعدہ ایفا فرمایا جائے تو آپ نے فرمایا کہ جو شخص ہمارے جنازہ کی نماز پڑھائے تم اوس سے یہہ دریافت کر لینا جب آپ نے بتاریخ ۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ روز شنبہ وصال فرمایا تو یہ شخص نماز جنازہ کے وقت حاضر تھا کہین سے ایک شخص برقع پوش آیا۔ سب نے اوس کو آگے بڑہایا اوس نے نماز پڑہائی اور نماز پڑہا کر وہ چلا یہ صاحب اوس کے پیچھے پیچھے ہوئے یہانتک کہ وہ آبادی سے باہر نکل گیا اور جنگل آ گیا اور اوسنے

بڑے بڑے قدم رکھنے شروع کیے اس شخص نے دوڑ کر اونکا دامن پکڑ لیا اور عرض حال کیا۔ اونھون نے منہ پھیر کر اس کے طرف کو دیکھا تو وہ خود حضرت خواجہ صاحب ھی تھے یہ ہیبت زدہ ہوکر بیہوش ہوگیا اور وہ چلے گئے جب اسکو ہوش آیا تو اس نے اورونکو اسکی اطلاع کی آپ اس نام سے مشہور ہوگئے **مزار شریف** آپ کا دہلی میں بیرون اجمیری دروازہ قریب درگاہ قدم رسول زیارت گاہ خاص و عام ہے

قصیدہ مولف

لبالب بھر دے اے ساقی مئے باقی سے پیمانہ
کہ ہون مست الستِ اول سے مین جانانہ کا دیوانہ

ملا ہے ساغرِ وحدت خمِ باقی باللہ سے
ازل سے ہی خمار اوسکا ابتک ہون مین مستانہ

رہے مخمور تا محشر جو پی لے کوئی ایک جرعہ
یہ فیضِ ذاتِ مطلق ہے کہ ہے خواجہ کا میخانہ

شبستانِ ولایت کے وہی شمعِ ہدایت ہین
اونہین سے بزم ہے روشن اونہین کا ہو مین پروانہ

نہین ممکن کہ وصفِ خواجہ ہووے کچھ رقم مجھسے
شہ ذیجاہ ہین خواجہ میرے کیوا اس رندانہ

تمھارا نام ہے سید رضی الدین شاہ خواجہ
ہوئے فانی ز خود باقی باللہ شانِ مردانہ

تمھارے فیض سے پہونچے گدا و شاہ مقصد کو
کسی کو دولتِ عرفان دی کسی کو تاجِ شاہانہ

قدومِ فیض کی برکت سے ہندوستان ہوا جنت
جو کفرستانِ باطل تھا بنا حق کا وہ کاشانہ

بہت مشتاق ہے **احمد** بھی مدت سے تجلی کا
دکھا دو دل مین اے خواجہ کرو آباد ویرانہ

لف سلوک نقشبندیہ مین توحید وجودی کی تعلیم ابتداءً واقع ہوتی ہے بعدہ دریعہ شہودی کا ہی [illegible]

بسم الله الرحمن الرحیم

خداوندا بفقرم راه بنمای / دری زان ره سوی درگاه بگشای

که از ناکامی خود کامیابم / در افلاسی کلِ آرام یابم

غنا در فقر و فقر اندر غنا ام / بشویم دست ازین شوریده قلزم

شوم در فقر دریای الهی / امانت دار دُرهای الهی

ز آشوب و داغ پر تحیر / گهی خود را صدف بینم گهی دُر

گهی زین هر دو بالاتر گزینم / صفات بحر را در خود ببینم

ببخشش آیم از موج تفکر / کنم دامانِ کوه و دشت پر دُر

بگیرم بر کف از درها هوای / هم از خود بر خود افشانم نثاری

ز جوشِ سینه چون گردم سبک سیر / ببیند از منِ بنای این کهن دیر

[illegible]

کجا آن غرقه بحر مطالب — که سر پیچد ز امواج کواکب
وجودش موج الهی بیابد — ز اصل موج آگاهی بیابد
ببیند موج حسن عشق یکیست — شود با موج عالمگیر مست
زیک بحر است چه انفس چه آفاق — چه حسن و عشق چه قید و چه اطلاق
عجب بحریست خود در خود شناور — تعالی شانه الله اکبر
اگر علمی است از علم خدائیست — خودی و کبریائی بادشاهیست
درین معموره کثرت را چه کار است — همین یکذات و دیگر اعتبار است
اگر قدرت و گر علم و اراده است — بظاهر پستی چند اوفتاده است
همان اصل نسب بی چند و چون نسبت — ز هر نسبت که میدانی برون است
ز بحر جود او کونین جوی — ز جوی لطف او آدم بسوی
بسوی خاک و آتش او ندیده — خدائیش جمله از آب آفریده
چو آب صاف خالی از کثافت — شده ظاهر ز بیرونش لطافت
لطافت عکس نور لایزالی — نه آن عکسی که از اصلست خالی
چه عکس است این قدر از اصل معمور — چه نور است او همه سبحان فی النور
زهی نوری که چندین بیش و کم ساخت — ز بحرش قطره بیرون نینداخت

چنین دانم که خود غواص خود بود
چو من در موج دریا ره نوردم
گهی در فرق و گه در جمع گردم
چه گویم زیر چوگان اراده
بشارت باد ختم را سعادت

مناجات بدرگاه قاضی الحاجات

خداوندا درین چاه نفس گیر
طلسم حیرت و زندان تزویر

قبولی گرچه از شیطان شنوده | ز شیطان گوی رسوائی ربوده
همه ابلیس را افسر ند بی قیل | خطابش قرة العین عزازیل
ز آتش زاده دیو آدمی سنگ | با آتش بارگی عالم از و تنگ
من بیچاره از دستتش زبونم | درون چاه او بارکش نگویم
گهی در خشم و گه در آرزو خوار | میان آب و آتش دارم این کار
گهی در خلوت شیطان کشد رخت | در ایوان سیه بختان زند تخت
گهی در روی کارم پرده آرد | یقینم را بتاریکی گزارد
گهی نازد پی کسب کمالات | دهد نقدم بتاراج خیالات
گهی این با قبول از بس عداوت | پی جذب قلوب آرد ارادت
ز درویشی کند شرح و بیانی | ز علم و شعر خواند داستانی
گه آمد در سکوت و در تفکر | شود اهل ارادت را تصور
که جانش غرق دریای وجودست | برون از خلق در عین شهودست
زبانی در مناجات آور در روی | ز فکر آخر گه دیده یکسوی
که از بهر چه عزم زهد کارم | ز سر لذات فردوسی ندارم
ازین غافل که دنیای لعین را | بپرورده فساد کار دین را

۲۴۰

باستاد هوس تسلیم کردی | بحذ منتگاریش تعلیم کردی
نسیم غمزه پردازی بباغش | دمی طرفه ومیدی درو ماغش
عنان عقل بگرفتی ز دستش | بشیرین عشوهٔ وادی شکستش
طریق عشقبازی رانمودی | دل ناکرده کارش رار بودی
خود از هر سو بتیر افشان رسیدی | بآئینه که می‌بایست دیدی
لباس مختلف پوشیده هست | ربودی صبرش از دل کارش از دست
بحمد الله که مسجودم که بودی | مدار بود نابودم تو بودی
اگر در دیر وگر در کعبه بودم | بتو میگفتم از تو می‌شنودم
تو بودی حل چندین مشکل من | تو بودی راحت جان و دل من
همین سرگرم سودای تو بودم | بهر جا تمنای تو بودم
اگرچه این سخن مستانه گفتم | غبار شرک چندین ساله رفتم
دو روزی اندرین بتخانه بودم | بسان سبحه صد دانه بودم
ولی هر یک برآورده دکانی | بهر جا رنگی و هر سو نشانی
در توحید بر رویش کشادند | شعورم در دل ریشم نهادند
وجود رشته بر میگشت سوزان | بزور در خرمن صد رنگ پوشان

حکایت

در نعت حضرت سید المرسلین محمد مصطفی صلی الله علیه و آله و سلم

همان بے رنگی و بے اعتباری	دمادم میفزود دشمن بیقراری
سرشک از دیده می بارید و میگفت	شگاف سینه میخارید و میگفت
که هر کس را تمنائے محالیست	بحالی هر دلے را قیل و قالیست
مرا هم در دماغ آرزو خیز	بخارے میدود و نومیدی انگیز
که میدانم مرادم بر نیاید	ازین شش در کشادم بر نیاید
ولیک از قسمت قسام ذوالمن	نصیحت ناشنو جانیست در من
همین نابود خود میخواهد و بس	همین در آرزو میکاهد و بس
چو در حشر از لحد بیرون کنم سر	زمین بوسے نیابند اهل محشر
مبادا آندم شوم از خود گرفتار	بنفسی نفسیم افتد سروکار
بفضلت در بهشت آیم خرامان	غبار قصه و باغ ازمن برافشان
دماغ خود پرستی نیست در من	سر بالا پرستی نیست در من
ولے آنرا که چشم تیز بین است	ولے با داغ خواهش همنشین است
برون از دوست آرامے ندارد	بجز و قطعا سر انجامے ندارد
من و این طفل نادان هر خور و خواب	پئے آن راه گیرم اندرین باب
زبانے حلقه این در زنم چست	کنم بند تعلق از همه سست

سهی سروی ز بستان خدائیست — ستون بارگاه کبریائیست

سرای کون ازو دارد نور بینش — ازین فانوس شمع آفرینش

کلامم زندگی بخشش مشیر است — که روح القدس از من بهره گیر است

همان عیسی ازین دم بهره ور بود — که در انفاس او چندان اثر بود

سرافیل است ابجد خوان این درس — نهاده گوش در سامان این درس

رخش مرآت نور لامکان را — صلا در داده بینائی جهان را

که هان در من چو دیدی بی شک و ریب — خدا بین آمدی در پرده غیب

درون پرده من بودم که آدم — ملک را بهر سجودی که کردم

جمال یوسف از من آبخور داشت — که عالم را جهان زیر و زبر داشت

دلش آهسته با خود در ترانه — که از تیر عجب دارم نشانه

حریف راز دارم دیگری نیست — نهال عشق را جز من بری نیست

چنین دارم که اسرارش کماهی — خودش میداند و علم الهی

عروس خلقتش اندر شرح اینست — که نور قدس در پرده نشین است

سرای حسن و خلوتگاه عشقم — ز من جوینده من راه عشقم

صفات دوست را بی نقل و تحویل — منم یک نسخه و یک نسخه تنزیل

مناجات

نرمشی

درین بستان اگر خارے شود کم | کدامی مرغ خواهد داشت ماتم
ازین گلشن اگر برگے شود زرد | که خواهد خاک بر سر کرد ازین درد
چه خواهد شد اگر دریا بجوشد | نقابے بر سر یک قطره پوشد
فلک گر تند بادی را نگارد | کزین محفل غبارے را برآرد
بیا ای نوح طوفانے برانگیز | باین خاکِ هوس آلوده بستیز
اشارت کن بموجِ پر طلاطم | غبارے شرک از روی زمین گم
فرود آ اے کلیم الله ازین کوه | تجلی کن باین فرعونِ انبوه
عصا را اژدها صورت بجنبان | نمودِ چند را نابود گردان
بیا ای خواجه ابروے هلالی | بشبخون بر برین شوریده حالی
بگفت آور زبانِ گوهر افشان | غبارِ هوش از مغز صنم برافشان
یکے روئے جهان افروز بنما | حجابِ ماه و رشکِ روز بنما
بتے را گرمیِ بازار بشکن | خلل در طاقِ این کسری بیفگن
بکن دکانِ این شیطان مشوش | بسهم بر زن بساطِ آب و آتش
سرِ گردن کشی در سجده آور | ابوجهلِ ضلالت را بزن سر
گرفتم ناکس و گرتر ز باتم | محمد را رسول الله دانم

نخست از مروی و جوش زبانی | فرستادند لختی ارمغانی
بتر خشم را شفیع خویش کردند | سر عجز فقیری پیش کردند
شب مجنون و بیداریش کردند | سرشک خون و خونخواریش کردند
همان کاهیدن و خواری نمودن | همان زاری و بیزاری نمودند
ازان سربستهٔ غم تعبیر کردند | بصد سنگین دلی تفسیر کردند
دل مجنون دران مجمع گزر داشت | دران صد پرده خود آهنگ داشت
وگرنه راز غم خود هم ندارم | حدیث عشق از بعضم ندارم
سخن القصه در گرمی در آمد | عزیزان صنم را در خور آمد
بمیدان مروت خوش در آمدند | بتسلیم و رضا گوهر فشاندند
که ما را نیست تقصیری درین باب | ولیکن تاب بیباید کجا تاب
کنم اینک رخ لیلی مصفا | ولی هیچی ز مجنون ماند اینجا
خود آن بیچاره سد باب خویش است | خود افسون خود و خود خواب خویش است
برآمد پشه از باد دل تنگ | بدامان سلیمانی بزد چنگ
سلیمان باد را احضار فرمود | حضور باد بود پیشتر بود
وزان پشه اگرچه ظلم ره داشت | ولی از غیر او بختی سیه داشت

فنون اهرمن از جان پذیرم — مقام وهم خود را عین گیرم
بکف بگرفته شمعی از ره رفتم — بنادانی و کوری در چه افتم
نیارد نزد بینا جز حقارت — نظر ناکرده دعوی بصارت
برسم علم توحید ار خبیرم — دران کشور بسی روشن ضمیرم
وی رسمش ز ترباکی نشاید — باندک زهره بی باکی نشاید
اگر فهم عین توحید است عالم — ازان خوش است چندین قیل و قالم
چو نور ذات بر دل حمله آرد — کجا تفصیل اسما را گذارد
دران موطن که دل آرام گیرد — دل از علم صفاتش کام گیرد
دل علمیست در وی مندرج حال — سر آمانی و بنیاد آمال
چنین دل گر بوهم آمد عجب نیست — گمان بعد از وی بی نسبت نیست
ازین معنی بهر صورت زند دست — که باشد گر دم از جام صفت مست
کند یا از درون پرده فریاد — که وقتی عاشق شوریده خوش باد
هنوزم خصمت دیوانگی نیست — طریق شرع جز فرزانگی نیست
نمیدانم خبر جز درین راه — برون از شرع نیکی حاشا لله
به نامشروع گر اندک جهالست — درو مضمر بسی مهر و جلالست

جهان فانی است بر فانی منه دل — ازین هشت مذبذب بند بگسل
چو بگسستی ز خود بند جهان را — گرفتی پرده نور لامکان را
شدی در پرده تصدیق و تسلیم — برون از فکر و استدلال و تعلیم
سبق از عَلَّمَ الْقُرآن گرفتی — ز دست موهبت ایمان گرفتی
چو در بحر یقین خود را سپردی — ز هر صنعی بصانع راه بردی
دلت زان بی نشان آگاه گردد — محبت مقتدای راه گردد
ز راهی گر نظر افتد گزندت — شود دور تسلسل پای بندت
گهی مانند نجوست داغ بر دل — شوی گاه از طبائع پای در گل
گهی فکرت بتعطیل افگند گوی — چو جسمانیه در وهم آوری روی
زهی نور یقین و نای کارش — همان بر ساده لوحیها مدارش
دل اندر مخبر صادق نهادن — بران صدق مجرد وا ستادن
ز تاثیر محبت مست گشتن — ز طور عقل خود بین درگذشتن
ازین صدق و محبت نیز رستن — بسان قطره در دریا شکستن
دگر ره سر بر آوردن ز دریا — حباب آسا ولیکن پای بر جا
باحکام شریعت سر نهادن — زمین استقامت بوسه دادن

سعادت نیست جز نفی ارادت
ز نفی اثبات الا الله یابی
به ایمان مجدد راه یابی
دم آخر ز تجدیدت گزیر نیست
ز استدلال و فکر اینجا اثر نیست
بود تجدید ایمان انجذابی
کز من مکتسب گردد جوابی

نظر چون از تحیر باز پرداخت / ببیاسی سعادت دید و بشناخت
گرامی خواجهٔ احرار را دید / چه خواجه مخزن اسرار را دید
لب اندر معرفت گوهرفشان داشت / سخن از بی‌نشانیها نشان داشت
بگفت ای شاهد خلوتگه راز / که دلها در رهش آمد سرانداز
گهی از حسن صورت سر برآرد / بجان عشقبازان حمله آرد
گه از صورت ملیح آمد نمودار / مغنی گرد و از وی گرم بازار
ولی آنرا که در جانش اثر کرد / برون از جان و تن در خود سفر کرد
دثار جان شعار تن بینداخت / پی مقصود خود از خود بپرداخت
بتحقیق آنکه انسان است این است / ز چشم غیر پنهان است این است
پیمبر چون ز رخش پرده برداشت / ظلومی لازم آن ناموس ساخت
چو در انوار کل شد محو ناچیز / بهم بر زد دکان وهم و تمیز
ز خود بگذشت و گوی مردمی برد / امانت با امانت خواه بسپرد
کدامین ظلم ازین بسیار باشد / که بنده بی صفت بیکار باشد
تکبر نیز وصف ناگزیر است / مقید خود بناچیزی اسیر است
نهایت رفت و آمد بی نهایت / چه کبر است این بتر از خیانت

مرا از خود بسوی خود کشیدی — بنور غیب دیدی آنچه دیدی
ز چندین آن کشش در لطف آید — نشانی در دلم شکل تجرید
چنان معنی که صاحب سرّ آنی — فرو ناید درست بر هر کانی
مرا خود نیست چندان سرفرازی — کزان معنی بیابم دلنوازی
یکی از اوج عزّت خود فرود آ — گره بسته دارم حیله بکشا
بخاک پایت ای فرخنده دیدار — بسی محتاج و بسیارم گله‌گار
فرو افتادم از بس غریبی است — شکستم از خار بی‌نصیبی است
نمیدانم که راهی سو برآیم — کجا این بار محنت را گشایم
ازین عنقا نشان از که بپرسم — سلیمان زبان دان از که پرسم

حکایت

زلیخا را چو در خواب سپیده رو — جمال یوسفی آمد جگرسوز
نمیدانست کان مه را چه نام است — مقام خاطرافروزش کدام است
ولی در بند غم کاهیده می‌داشت — ولی در هوا شوریده می‌داشت
همین درد و همین سوز و همین ریش — نه از معشوق آگاهی نه از خویش
خبر نایافته جان در تقاضا — برون از شش جهت دل در تماشا

که یابم بوی یوسف را گاه بیگاه

مناجات

خداوندا مرا از من برون بر

چو پے در پے شدکان نوشتہا ها ... بیکبار از خود افتاد این عمارت
رسیدند این دو مرغ خوش آواز ... بقصد لامکان کردند پرواز
کنون در خود که می بینم و چیدم ... نه مومن نه کافر دیدم نه شہیدم
چه کار اینجا رسید ای اهل پرکار ... بکن نوعی که دانی جلوه در کار
کنون وارستہ ای آن عمارت ... پریشان بیقیمی با صد خسارت
ازین برقع که مرکش باد درگاه ... بدست نفس و شیطانم گرفتار
عروسان گاه گاهی برقع انداز ... برون آیند در جولانگه ناز
برافگن برقع و در جلوه کن رای ... عروسان جهان را پرده بگشای
در خواهش زیبا کی کشودم ... در یمعنی ولیکن بنمودم
نقابی بر رخ این ماجرا کش ... خطی بر روی این چون و چرا کش
نهادم دل بهر نوعی که باشم ... بتسلیم آمدم والله اعلم

بیان نسبت حضرت خواجه ابوالحسن خرقانی قدس سره العزیز

ولی گر چشم ما بینند مستور ... بیفتد از خود و بالیست از دور
برون از خود مقامی بر گزیند ... ز لیس کاثار جذب و سستاجیند
کند در سینه گوهر نشانی ... ز اخلاق نبوت ترجمانی

حکایت

بمصر آمد ولی از شوق پرجوش | هوای وصل همخواب و هم آغوش

نظر چون در عزیزش سهم دون شد | بلا از یکطرف چندان فزون شد

فریب ره زن کارش تنگدل ساخت | سلوکش از محبت منفعل ساخت

همی بارید بی پایان تگرگی | ز باغ آرزو نگذاشت برگی

ز کوه رنج سیلی قد برافراخت | نشان عشرت از عالم برانداخت

برآمد تیغ برکف برق بیداد | بخرمن گاه شادی دست بگشاد

زلیخا را دران صحرای خونریز | خسی افتاد در چشم آتش انگیز

جهان تاریک شد چون تار گیسو | بتاریکی درآمد چشم جادوش

چو ظلمت بست چشمش از ره هوش | نظر افتاد بر خود ناگهانش

ز تأثیر نگاه جادوانه | دلش شد تیر الفت را نشانه

دلش کز تیر ترکان پر برآورد | پی نظاره چشم دیگر آورد

به پرواز آمد آن مرغ هوس گشت | ز اقلیم شهادت چون گذر گشت

ز غیب افتاد با یوسف دچارش | سروشش تکیه بر امید دادش

دران امید روزی چند بوده | بآن بود و مگر خرسندی بود

سوی غیبش دری بگشاده بودند | ولی در دیده پنهان داده بودند

ز کنعان ماه کنعانی بدر شد
چو ملک مصر زو شد گرم بازار
زلیخا گشت ازین معنی خبردار
بصد جان در خریداری درآمد
بلا را در طلبکاری درآمد

خلل میداد آئین طلب را
جوانی و جمال و بینش انداخت
نمودندش که سنگ راهت است
تو بند سر و یوسف بند بیا
غرض تعلیم غیبش کرد تائید

زبان میسکرد عشق بوالعجب را
سر و پای تحمل جمله انداخت
نظر بند دل آگاهت این است
ازین ناجنسیت سر دست بازا
بیا پایه بپایه تا ایوان توحید

التجا بحضرت خواجه بهاء الدین محمد نقشبند و خواجه عبید الله احرار قدس سرهما

هنوز ایوان استغنا بلند است
مگر ای خواجه اندازی کمندی
بسی امید بی بنیاد دارم
شکار لاغرم بی اعتبارم
کساد بهای بازارم یقینست
زمانی حسبةً لله بخیز
قبولم کن که اقبالت تمام است
قبول تو قبول نقشبند است

نگه فکرم رسیدن ناپسند است
شوی صیاد چون من ناپسندی
که نی مردم نه استعداد دارم
متاع کت قبول افتد ندارم
اگر کاریست لله فی الله انست
باین در خاک و خون افتاده مستیز
دران اقبال کارم را نظام است
که در وحدت نه چونی و نه چند است

برون از خجلت آنجا راه یابم | ز اقبالش دلِ آگاه یابم
ابوالوقت و دو عالم قطب ارشاد | بهاؤالدین که دین شد از وے آباد
ز سنت در جنید افگند آشوب | بسجّه بایزیدش آستان روب
پیے تسکین مشتاقان دیدار | جمالِ مصطفےٰ را آیینه دار
دران آیینه می یابم محقق | سوادِ من رآنی قد رأی الحق
فنا فی الله خواجه بس بلند است | بکن تاویل خواجه نقشبند است
خلیفه بود حق را در زمانه | نمودش بر زجه نوان درمیانه

در تحقیق و بیان مراتب سلوک

چنین گویند دانایانِ اسرار | ز اصل و فرع بر معنی خبردار
که معشوقِ ازل در هر شعورے | زغمازان نهان دار و ظهورے
سرِ هر ذره بیناے جمالست | دلِ هر ذره دریاے جمالست
شهود و دوست پنهان هر ولے راست | هواے وصل هر بیچاره را ست
همه مانوس از نورِ شهود است | شهودش پایه چندین نمود است
ولے افگند بر حالش حجابے | گرفتارے بهر خاکے و آبے
شده بنیادِ این دیوانه گشتن | پیے هر رنگ و بو طفلانه گشتن

بخلوت در هدایت کار [illegible] بود
ابو القاسم چو راه آگاهی [illegible]
خصوصاً کار تفسیر از نهانی [illegible]
[illegible]
تفسیر از خواجه [illegible]

بپیکیش ندارد هیچ کاسی — دران آرام بنشیند غباری
یقین آن دیدن شورش ز آتش — درین تسکین نمودی از نگه پوست

در بیان عقاید دین و شرائط سلوک راه یقین

بیا خواهی شده جذب الهی — تمنا دار فضل پادشاهی
نخستین شرط این سودا یقین است — دوم سرمایهٔ این سود دین است
سیوم پاک تخم این زراعت — رفیق سنت و راه جماعت
عبودیت رونق و کردار کردن — برون از سیر رخصت کار کردن
چهارم خدمت سلطان دینی — قبول خاطرست گر نشینی
تحقیقی سلف تقلید دیدن — قدم از جادهٔ بدعت کشیدن
ز بستانش گل مقصود چیدن — بزیر سایه‌اش از خود رمیدن
نهادن سر بخود و بایست خود بار — مرادش را شدن از جان پرستار
شود زین چار عنصر جان طالب — بنفخ روح ربانی مناسب
ولیکن شرط چارم لازمی نیست — بقصدش سد باب محرمی نیست
بسا مردان که هلوی آشنایند — اویسی مشرب و عیسی و باشند
ز حسن طالع و از لطف باطن — گرفته گوهر از اصل معادن

بشام هجر و تاریکی غار | بآن خوش عنکبوتے عنبرین کار
بجورے کز قریش وا قربا دید | بآشوبے که در دشت کربلا دید
بدار و گیر بدر و حرب خندق | بروز فتح و نور خصوص الحق
بآن شب کز سرای ام هانی | رسیده در مقام لامکانی
به بیرون رفتن از آواز این دو | به سبحان الذی اسری بعبده
بدیدے آنکه می بایست دیدن | به بیچون گفتن و بیچون شنیدن
بفقرے کز خود و خویش میداشت | به الفقر فخری پیش میداشت
بآن قسم کا در روز شفاعت | کنند بر پشت بے بضاعت
که این غافل گشاید چشم از خواب | وزان حجره عنایت بدرش یابد
نهد در قرب اول آشیانه | اویس ثانیش خواند زمانه
ز آسیب زمانه فارغ البال | به بینم ماضی و مستقبلش حال
من ار چه دورم از بخت سیه دل | تو حالی سیدی وا میچه مشکل
کنارے نیست دریای قدم را | ید طولی است بازوی قدم را
مرا گر چه سر کار خام است | تمامم دان که این سودا تمام است

مناجات

۲۵۵

یقینش ندارد هیچ کاستی
دران آرام نشیند غباری

یقین آن دیدن شورش از انسو
درین تسکین نمود دسته از نگه پیوست

در بیان عقاید دین و شرائط سلوک راه یقین

بلا خواهد شده جذبهٔ الهی
تمنا دار از فضل پادشاهی

نخستین شرط این سودا یقینست
دوم سرمایهٔ این سود دین است

سیوم پاک تخم این زراعت
رفیق سنت و راه جماعت

نشیبست رونق و کردار کردن
برون از سیب رخصت کار کردن

چهارم خدمت سلطان دینی
قبول خاطر مسند نشینی

بتحقیق سلف تقلید دیدن
قدم از جادهٔ بدعت کشیدن

ثبات نقش کل مقصود چیدن
بزیر سایه‌اش از خود رمیدن

نهادن سر خود و بایست خود بار
مرادش را شدن از جان پرستار

شود زین چار عنصر جان طالب
بنفخ روح ربانی مناسب

ولیکن شرط چارم لازمی نیست
بقصدش سد باب محرمی نیست

بسا مردان که علوی آشیانند
اویسی مشرب و عیسی وبانند

بحسن طالع و از لطف باطن
گرفته گوهر از اصل معادن

بشام هجرت و تاریکی غار
بآن خوش عنکبوت پرده بر کار

بجوری کز قریش و اقربا دید
بآشوبی که در دشت کربلا دید

بدار و گیر بدر و حرب خندق
بروز فتح و نور خصوص الحق

بآن شب کز سرای ام هانی
رسیده در مقام لامکانی

به بیرون رفتن از آواز این ده
به سبحان الذی اسری بعبده

بدیدی آنکه می بایست دیدن
بچیزی گفتن و چیزی شنیدن

بفقری کز خودش درویش میداشت
بسر الفقر فخری پیش ما داشت

بآن قسم کاور در روز شفاعت
کند یاد امت بی بضاعت

که این غافل گشاید چشم از خواب
دران چهره عنایت پرورش یاب

نهد در قرن اول آشیانه
اویس ثانیش خواند زمانه

ز آسیب زمانه فارغ البال
به بینم ماضی و مستقبل حال

من ارچه دورم از بخت سیه دل
تو حال سعدی واری چه مشکل

کناری نیست دریای قدم را
ید طولی است بازوی عدم را

مرا گرچه سر کار خام است
تمامم دان که این سودا تمام است

مناجات

۲۵۵

۲۵۶

وگر نفسم مرادی را کند یاد	برآرم در جهاد شش تیغ بیداد
دمی بیرون ز حول و قوهٔ خویش	شوم در انتظار دولت خویش
سرم مستغرق بحر هوایت	دلم مشتاق انوار بقایت
بتقدیر الهی شاد باشم	وزین خرسندگی آزاد باشم
بتسلیم ببینم نیک و بد را	براندازم ز خود بنیاد خود را
چو بیرون شد از این شش در وجودم	همان انکار من هرگز نبودم
بمرگ اختیاری راه بردم	نه مردن پیشهٔ خود را سپردم
دمی دریاد گرد آرم زبان را	رسانم الله الله گوش جان را
بسرگرمی آن شیرین ترانه	درآیم در سماع عاشقانه
و یا غم بر دلم جز بی تحمل	فتد در کشور دانش تزلزل
شوم واقف ز اطوار نگهداشت	برآرم دست در کار نگهداشت
بنفی غیر و تسدید خواطر	براندازم بخواست از مظاهر
زمانی از حضور غیر آزاد	نگهدارنده خود را کنم یاد
پس آنگه در پی تحقیق اخلاص	به بحر نامرادی گشته غواص
دلم گوید که سودایی ندارم	بجز نقش تمنایی ندارم

257

دران خلوت که چشم جان نگنجد / بجز نظارهٔ جانان نگنجد

بجز نظارهٔ چیزی درمیان نه / خود از نظارگی نام و نشان نه

نظر هم نیست اینجا جز تحیر / فانّ الذّات ممنوع التفکر

درین بستان بود نخل برومند / دل آگاه و جان آرزومند

ولیکن بر بجز خون جگر نیست / گلی جز خار حسرت در نظر نیست

دو معنی حاصلست آزادگان را / بدام عاشقی افتادگان را

یکی درد طلب دیگر فسردن / باستغنای مطلب راه بردن

چگفتم حاصلی غیر از عدم نیست / کسی را شرکت اندر بیش و کم نیست

اگر درویش درویش است او نیست / سخن کوته که جای گفتگو نیست

طلب بیچون و مطلب بیچگونه / نه این را شکل و نی آنرا نمونه

محبت خانهٔ فارغ ز غوغا / ز کثرت دور و از نسبت مبرا

بیان نسبت و تحریص بطلب تنزیه مطلوب حقیقی

بیا بنمایم راه چو توفیق رفیق است / بیارم آنچه لا بد طریق است

گذشتن اول از خود شرط کار است / فراغت چه بسی بی اعتبار است

همه لذات روحانی حرام است / حظوظ نفس ظلمانی کدام است

در بیان تجلی معنوی در وحدت صرف

مقید نیست این قسم از سعادت — نه در صحرای غیب و نی شهادت

چو در صورت بود گر در مثالست — علی التحقیق این قسم اتصالست

همان در کسوت نور مثالی — ز رنگ حیز و اشکال خالی

بلی مرئی چه ظلمانی چه نوریست — چه جسمی چه مثالی جمله صوریست

کسی زین جلوه بالاتر نبیند — برون زین قسم چشم سر نبیند

شب معراج سلطان گزیده — خلاف آید که دیده یا نه دیده

که ذات حق بغایت ناپدیدست — بجز چشم یقین او را که دیدست

ظهور ذات حق در قلب انور — بود چون جرم خور در چشمهٔ خور

اگر چه جرم خور دیدن نیاری — وجودش لیک پوشیدن نیاری

تجلی بیگمان نسبت بذاتست — شهودش در لبس نور صفاتست

همه در پردهٔ انوار اسما — مشاهد نیست جز قلب شناسا

ولی در آخرت سلطان مختار — بچشم سر دهد وصلی درین کار

فتد در موطن تبلی السرائر — بروی روز انوار ضمائر

بجنت آفتاب و ماه نبود — بجز رخساره جان آگاه نبود

مرا بالجمله تحقیق اینچنانست — که دیدار خواص آن جهانست

در تحقیق ... این راز ... بفیض ذاتی این راز

شود نورِ یقین مستِ نظاره | دل و چشم و خیال افتد کناره
یقینے تا حدِ حق الیقینش | یقینے مقصد و معراج دینش
یقینے اسمِ اُگمو من نقابش | ز بهر وهم و گمان بیرون حسابش
یقینے اصل و بیان جهانے | یقینے تیز گرد لامکانے
درین موطن مجالِ آگهے نیست | مشاعر را درین خلوت رہے نیست
که برهانِ وجودش هم وجود است | شهودش را دلیلش هم شهود است

در بیان تجلی ذاتی و تجلی معنوی و تجلی صوری و علم حضوری

حضورِ ذات اگر در خلوتِ جان | بود بے پرده کشفِ ذاتی است آن
وگر علمی بود علمِ حضوریست | ولے در پرده کان امر ضروریست
ولے علمی حصولی شد مقامش | تجلی معنوی دانند نامش
اگر در صورتے مرئی کند رو | تجلے صوریش خواند سخن گو
دو جا لیکن ظهور این تجلّی است | یکے در حس و دیگر در مثالست

در بیان تحقیق علم الیقین و عین الیقین و حق الیقین و مراتب آن

دلم دوشینه در فکرِ یقین بود | در اطوارِ ظهورش تیزبین بود
که یارب شاهدِ عین الیقین چیست | دران عین الیقین مقصودِ این چیست

قسم ازان در بیان وحدت صرف

در تحقیق تجلیات و کشوف

چو از وجهی شک آمد در وجودش | مدار نیست چندان بر شهودش
خلیل از سر صوری چون برافشاند | کتاب لا احب الآفلین خواند
محقق راست اندر پرده رازی | ولش با پردگی دارد نیازی
وزین دم جلوه عین الیقین است | ولیکن جلوه خلوت نشین است
باصل خود رسید آن نور جاوید | برهنه از لباس بیم و امید
حضور ذات در مرآت نور است | ازان عین الیقین نور حضور است
چو در علم از مقام خود برون بود | ز نسبتهای گوناگون درون بود
بسی ناحق شناسی میشد آنجا | سراسر ناسپاسی میشد آنجا
چو توحید آمد اسقاط اضافت | یقین وارست ز اسباب کثافت
درین معموره جز حق الیقین چیست | بجز حق واقف علم الیقین کیست
که در حق الیقین از غیر بر نیست | یقین را رتبه زین بیشتر نیست
درین موطن که مطلق کشف ذات است | شود روشن که مطلق نور عین است
محقق شد ازین علم مسلم | که وجدان طلب آمد مقدم
نهایت درج بوده در بدایت | تعالی الله زهی نور هدایت
چه خوش گفت آن حکیم کار آگاه | چو سائل بالیقین گفتش هو الله

[illegible]

٢٦١

افتاد درین سیاه خانه
خورشید گزید خوابگاهش
کاینک شب و روشنی ماهش
انگشت هلال ...
کاین شعله غریب ...
زین سقف دریچهای ...
نظاره گیان در ...
خورشید ز مشرق ...

حضوری ساده رخشانست اینجا | توجه عین وجدان است اینجا
درآید چون در استیلا توجه | شود چون ذکر ناپیدا توجه
دل از خورشید وحدت نور گیرد | وجودش جملگی مذکور گیرد
ورش از نور خود علمی و هر دوست | چگویم الله الله روی نیکوست
درین ره هر که انوار خدا یافت | به تحقیق انتها در ابتدا یافت
برون از صورت معنی نگاریست | مجرد از تماشا انتظاریست
تماشا کن بکار علم افروز | بیاب این انتظار آدمی سوز
سعادت بخش ایمان محقق | اگر ظلمت در عین است و در حق
بآسانی درین ره میتوان دید | زهی برگشته بخت آنکس که نشنید
طریق مستدیر است اینکه گفتم | بیکتائی مشیر است اینکه گفتم
زخود بیرون برو کز تو جدا نیست | خودی بگذار کاین از خودستا نیست
شنیدم آنچه می باید شنودن | تو دانی و قبول راه بردن

تاریخ تولد برخوردار خواجه محمد عبید الله خواجه محمد عبید الله که دریکسال متولد شدند

در باغ طراوت جوانی | بی برگ گذشت زندگانی
هرگز نشمیده بوی فرزند | بودم سروی ببار خورسند

[illegible]

در خانهٔ کمترین غلامی / شد بنده یکی بزرگ نامی

این نام خجسته و ملک زاد / انشاء الله شفیعِ من باد

بر در گه خواجه ام رساند / گوید ز من آن سخن که داند

گوید که ز سرّ کارم آگاه / او مفلس و من خزینهٔ شاه

کارش همه گردِ من تنیدن / الفتش بخیالم آرمیدن

من بوده ام و نقدِ خانهٔ او / سرگرمیِ آستانهٔ او

بیچاره قلندری تهیدست / می بود خزینه دار پیوست

چون باغِ طبیعتش بر آورد / در میوه جمالِ من اثر کرد

چشمِ ملکی شناخت زادش / زانروی بمن لقب نهادش

القصه دران گذشتنِ روز / آمد بزمین چو بادِ نوروز

کردند موذنانِ اسلام / تکبیرِ اذان بگوششش اعلام

تا قطرهٔ او ثبات یابد / دینِ ابوین در نتابد

بر خیزد ملا موذنِ غیب / در گوشِ من آر بانگ لاریب

این خسته بی نیاز مندست / یک اشهدُ از لبت پسندست

گر یکدم الله از تو گیرم / والله که همان زمان بمیرم

در بهرهٔ الله ار شوم نیست / حاجت بسماع اکبرم نیست
در چشم من آن الف عظیم است / دانم که صراط مستقیم است
من یکدم سرد نام دارم / یک رشحه حیات کا مدارم
از شعر کفایتست این کار / چون من بردم چه کم چه بسیار
چون در نگری غرض تمام است / سررشتهٔ شعر هم بجام است
گر بحر رسد به تشنه کامے / سیرابی اوست هم ز جامے
نه نه غلطم مقام درویش / عالی است ز حرف اندک و بیش
دریاے ازل بسے شگرف است / سبحان که تبت این چه حرف است
ای کیسهٔ گمشده نقابت / سررشتهٔ عقل سد بابت
من خرقهٔ عاقلی دریدم / ایمان محمدی گزیدم
از قید تفکرم چه حاصل / آن خواجه بس است عقل کامل
پس هیچدان همه کمانم / تحقیق رهٔ چنین کمانم
هرچند که خلق ناشناسا / گویند که عاقلست و دانا
استادم و دانشم کتابم / دانی که من از کدام بابم
طفلم که نخورده شیر مادر / افتاده همان بخاک و خون در

آن تیره به قلزم فنا گم | روشن به حجاب اختفا گم
خور نیز حجاب نور واد | در پرده چنین ظهور واد
گر پرده ز روی خود کشاید | خود نیز باختفا در آید
یارب که طلسم خود کشائی | این طفلک ما با وفائی
خود را بنظام خود گزارد | چون نخل ز دانه سر برآرد
چندین همه آفتاب رفتند | در بحر تو چون حباب رفتند
این قطره هم از شمار ایشان | در موج خودش مکن پریشان
باشد کامم از و برآید | چون بینمش از تو یادم آید
بس تشنه و بس خرابم ای دوست | در حسرت یکدم آبم ای دوست
هر جا که ترشحی تو بینم | العطش آیم و نشینم
ای بحر طرب بکام من شو | امروز یکی بجام من شو
من جام چه میکنم گدایم | مشتاق توام دهن کشایم
اکنون دهنم گشاده بهتر | بحر سخن ایستاده بهتر
زین گفت و شنود حاصلی نیست | حیران و خموش بایدم زیست

ایضاً ساقی نامه

این صورتِ تو عرشِ آشیانست	اسرارِ عجب درو نہان است
نہ بارِ کفن نہ قیدِ قبّار	اوّل قدمش مقامِ دیدار
ایمان برہنہ بادہ تو	فردوس ولے کشادہ تو
دوزخ صفتے کہ از تو دور است	سُبحان اللہ عجیب صور است
من گرچہ کہ آتشین دماغم	از نکہتِ تو شگفتہ باغم
ای زاہد خام طبع بیکار	خود را گرو و جرعہ میدار
دریائے طبیعت خر است	یکقطرہ ز دُردِ مے تمام است

نعت

قصیدہ در منقبت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی خواجہ شیخ احمد فاروقی سرہندی خلیفہ اکبر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ مصنفہ جناب مولٰنا و مرشدنا مولوی احمد حسین خان صاحب قادری نقشبندی مجددی مظہری نعیم اللّٰہی حکیم بادشاہی مرہوی و امیتھی

دکھا دے اے خدا روضہ مجدد الف ثانی کا	کہ ہوں مدت سے میں شیدا مجدد الف ثانی کا
امامِ عالم ربانی علیم سر پنہانی	بیاں کس منہ سے ہو رتبہ مجدد الف ثانی کا

قصاید مصنفہ حضرت مولانا حافظ ... احمد

طریق نقشبندی میں فیوض خواجہ باقی سے
بنا ہے سینہ گنجینہ مجدد الف ثانی کا

خلیفہ اور بھی ہیں خواجہ باقی باللہ کے
مگر سب سے فزون پایا مجدد الف ثانی کا

دقائق سے ہوئے واقف حقائق کو ہوا کشف
تہیں عبد رب حقہ مجدد الف ثانی کا

جھلک سی ایک تجلی کے ہوئے ہوتی نہ خود رفتہ
ہی ذات بہت نظارہ مجدد الف ثانی کا

نگاہ فیض سے دیتے ہیں وہ جذب و سلوک اکرم
ہی سکر و صحو سب یکجا مجدد الف ثانی کا

کھلے کیوں جب پایے وہ احمد کو احمد میں
کہ جلوہ ہے احد کا یا مجدد الف ثانی کا

ایضاً

پلادے ساقیا ساغر مجدد الف ثانی کا
کہ ہوں مشتاق میں بکیسہ مجدد الف ثانی کا

پلائے وہ مئے عرفان کہ زائل ہو خودی جس سے
رہوں مخمور تا محشر مجدد الف ثانی کا

سہے نام و نشان میرا نہ کچھ ذات و صفت باقی
رہے باقی رخ انور مجدد الف ثانی کا

ہیں درج گوہر معنی وہ برج مہر عرفانی
جہان میں نور ہے گھر گھر مجدد الف ثانی کا

عوام اونکے اشارہ سے بنے خاصان حق یکدم
یہ ہے مخصوص اک جوہر مجدد الف ثانی کا

کرامات اونکے ہیں لاکھوں عیاں ہے جملہ عالم پر
بنا تا قطب و غوث اکثر مجدد الف ثانی کا

جناب غوث اعظم نے خبر دی اونکی آمد کی
نہ ہوگا کوئی بھی ہمسر مجدد الف ثانی کا

مٹا دی شرک کی ظلمت کیا اسلام کو روشن
طریقہ سب میں ہے بہتر مجدد الف ثانی کا

۲۶۶

سر سرہندا وترتے ہیں نئے نوری طبق قدسی	مگر ہے آج عرس اونچا مجدد الف ثانی کا
دم مرگ اور لحد میں پھر قیامت کی ہی تیں بھی	وسیلہ ہے ہمیں یکتا مجدد الف ثانی کا
بہا لیجاتا ہے اک نام لینے سے فقط اے حرم	مجھے فیضان کا دریا مجدد الف ثانی کا
جو شانِ مجدد کو مانا نہیں ہے	تو شانِ رسالت کو جانا نہیں ہے
ادائے مجدد پہ دل دے چکا ہوں	مرا دل کسی بت کا شیدا نہیں ہے
رہا ظرفِ انسان کی حد سے وہ قائم	مجدد کے در تک جو پہنچا نہیں ہے
نظر میں سمایا ہے کوئے مجدد	ترا نقشہ اسے خلد جچتا نہیں ہے
کہاں بندگی چھوڑ کر اوسکی جاؤں	کہ ایسا کوئی اور مولی نہیں ہے
اسی در کا سگ ہوں نہ چھوڑوں گا پیچھا	کہ اس بن کوئی اور آقا نہیں ہے
خبر ورد کی لینا مشکل بنی میں	کہ حامی کوئی اور اسکا نہیں ہے
ہند مو آؤ کہ سرکارِ مجدد دیکھیں	روکشِ خلد وہ دربارِ مجدد دیکھیں
دیکھنا ہووے اگر قبۂ قصرِ جنت	روضۂ پاکِ پر انوارِ مجدد دیکھیں
دیکھنے ہووین اگر شوق سے اللہ والے	ملیں قسمت سے تو زوارِ مجدد دیکھیں
آئنہ دیکھنا ہو جسکو جمالِ حق کا	سیدھی قسمت ہو تو دیدارِ مجدد دیکھیں
ہے اگر نقدِ ارادت تو خرید و کونین	تاجر و آؤ کہ بازارِ مجدد دیکھیں

۲۶۷

مزہ بے خودی کا اوٹھا کر تو دیکھو

یہ تعلیم ہے ظاہر و باطنی کی

ہے احمد حسین شاہ پیرِ طریقت
جو پیر ان کا پایا وہ پایا خدا کو
یہ جھگو بھی اک خادم کمترین ہے

نظران پہ اپنی جماکر تو دیکھو
چلو بھائی در ایکا پاکر تو دیکھو
غلامی مین احمد کی آکر تو دیکھو

ولہ ایضاً

مزہ مے رانی کا پاکر تو دیکھو
بہت سی سنے ہونگے تم لن ترانی
نہ ہونا امید حق کی رحمت سے ہرگز
پرستش نہ کیجیو کبھی غیرِ حق کی
بھٹکتے ہو چوطرف کیا ڈھونڈتے ہو
اگر چاہتے تم ہو سیر الی اللہ
ہو ظلماتِ غفلت مین کیون تم مقید
دلِ اشقیا ہے حجر سا و لیکن
سب آفاق و انفس ہین تسبیح حق مین
بھولا دو سبھی غیرِ حق لا الہ سے
خدا وا ذکروا اللہ کہا ہے عزیزو

ذرا قدر رامی انجھے سمجھا کر تو دیکھو
صدارت اَرِنی سنا کر تو دیکھو
فلا تقنطوا دل مین لاکر تو دیکھو
بلی قول اپنا نبھا کر تو دیکھو
نداء نحن اقرب کی پاکر تو دیکھو
دلِ مردہ زندہ بنا کر تو دیکھو
ہو اللہ کی راگ گاکر تو دیکھو
کلامِ الٰہی سنا کر تو دیکھو
ادھر کان دل کو لگا کر تو دیکھو
مزہ وحدۃ کا اوٹھا کر تو دیکھو
خدا کی طرف دل لگا کر تو دیکھو

Mirzabazar, Midnapore

الا ان اولیاء اللہ لا یموتون

الحمد للہ کہ

کتاب لاجواب جامع صراحت مقامات عشرہ صوفیہ محسم فیض

یعنی

مثنوی معدنِ فیض

مصنفہ

پیشوائے عرفائے زمن مقبول بارگاہ رب ذو المنن حضرت سید شاہ محمد احسن اشرف قادری سہروردی الہ آبادی

معہ

تذکرہ حالات جناب مصنف علیہ الرحمۃ

جسمیں

ضمناً حالات برادر مصنف سید الاقطاب مرشد اولی الالباب قدوۂ اولیائے کرام پیشوائے عرفائے عظام عمدۃ الفضلاء والمتکلمین قدوۃ الفقہاء والمحدثین حضرت قاری حافظ حاجی مولنا حکیم ابو محمد سید شاہ فخر الدین احمد المعروف حضرت حکیم بادشاہ قادری السہروردی نقشبندی المجددی نعیم اللہی الہ آبادی قدس سرہما العزیز

مؤلفہ

مولائی و مرشدی حضرت مولنا شاہ احمد حسین خانصاحب امروہوی ثم الحیدرآبادی دامت فیوضہم

شمس الاسلام پریس حیدرآباد میں طبع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تذکرہ

بعد حمد خدائے رب العالمین و نعت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وصحبہ اجمعین - خاکپائے درویشان فقیر احمد حسین خاں ابن قطب زماں حضرت حافظ محمد عباس علیخاں الامروہی مرید و خلیفہ رشید پیر ہیر رشد و ہدایت گوہر دریائے زہد و ولایت حقایق و معارف آگاہ فضیلت و کمالات دستگاہ عالی نسب علوی انتساب سید الاقطاب مرشد اولی الالباب مشعلۂ شبستان طریقت قافلہ سالار شاہ راہ حقیقت امام صوفیہ ریاضت ساقی میکدۂ افاضت قدوۂ اولیائے کرام قطب اقطاب عظام عمدۃ الفضلاء والمتکلمین قدوۃ الفقہاء والمحدثین زبدۃ القراء والمفسرین حافظ کلام اللہ حاجی بیت اللہ مولانا و مرشدنا حضرت ابو محمد حکیم سید فخر الدین احمد القادری السہروردی النقشبندی المجددی عرف حضرت حکیم بادشاہ الہ آبادی فرزند نجیب و خلیفہ جانشین قطب الاقطاب حضرت سید شاہ محمد زمان القادری الالہ آبادی فرزند و سجادۂ درگاہ حضرت غوث زماں سید شاہ محمد رفیع الزمان القادری الالہ آبادی خلیفہ و جانشین و ہمشیرہ زادہ حضرت مولانا سید شاہ محمد قائم القادری الالہ آبادی خلیفہ و جانشین و فرزند رشید حضرت سید شاہ عبد اللطیف القادری السہروردی خدمت بابرکت ناظرین با تمکین میں عرض پرداز ہی کہ اگرچہ بموجب مقولہ مشہور اُنْظُرُوْا اِلٰی مَا قَالَ وَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ قَالَ (یعنے کلام کو دیکھو کہ کس پایہ کا ہی نہ متکلم کو کہ وہ کون شخص ہے) مصنف مثنوی علیہ الرحمہ کی سوانح عمری کی چنداں ضرورت نہ تھی لیکن چونکہ عِنْدَ ذِکْرِ الْاَبْرَارِ یَنْزِلُ الرَّحْمَۃُ بزرگان دین کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہی - اور فرمایا حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حِکَایَاتُ الْمَشَایِخِ جُنْدٌ مِّنْ جُنُوْدِ اللّٰہِ اسکا ترجمہ مولنا جامی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب بہارستان میں منظوم فرمایا ہی نظم

بہجوم نفس و ہوا کز سپاہ شیطانند | چو زور بر دل مرد خدا آورند
بجز جنود حکایات رہنمایان را | چہ تاب آنکہ برین ہر ناکست آورند

لہذا ضرور ہوا کہ مختصر تذکرہ بھی حضرت مصنف علیہ الرحمہ کا پیشکش ناظرین کیا جائے واضح ہو کہ مصنف مثنوی شریف علیہ الرحمہ کا نام نامی و اسم گرامی حضرت سید شاہ محمد حسن المتخلص بہ اشرف الحسنی الحسینی القادری الاٰلہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ ہے آپ اپنے والد ماجد قطب الاقطاب حضرت سید شاہ محمد زماں قادری علیہ الرحمۃ کے خلیفہ اعظم تھے آپکے خاندانی حالات منشی محمد علی المتخلص بہ الفت مرحوم نے جو منظوم کئے ہیں یہ ہیں

نظم

پس اول ازان ہادی راہ دین | کہ او زندہ جاوید کرد این بین
درین شہر طرح اقامت نہاد | در فیض بر شہریان بر کشاد
چو پرسی زمن نام شہر و دیار | کنم بر تو باطرز خوش آشکار
دیارے کہ آبادیش از خداست | ز بس شہرہائش بہر شہرہاست
بسہ جانبش بحرہائے جمیل | روانند چون چشمۂ سلسبیل
بنام الہ است آبادیش | ز وادیٔ ایمن ہمی یادیش
مکانات این شہر مینو سواد | برفعت ز کیوان دل بردہ یاد
خصوصا دوائر کہ از کاملان | بنا یافتہ چون فضائے جنان
کہ ہر یک بلند از عروج سماست | تو گوئی یکے از بروج سماست
ز برج فلک رتبہ ہائیش جداست | کہ ہر دائرہ مرکز اولیاست
درین شہر فرخ بسمت جنوب | زمینے بسی زندہ و جائے خوب
درین خاک پاک آن ولایت پناہ | بنا کرد کیلان نشان خانقاہ
بہ جھونسی و چایل کیوائے و مہ | بسے قریہا اندر این خانقہ
بآوان اکبر بوجہ کفاف | بنام ہمین شاہ دین بد معاف
اگر حاصلش از شوی خواستگار | بدان شانزدہ الف اندر شمار
چو زد ہست این خانقہ را بنا | لہذا بنامش کنم ابتدا
چو سازی ہدایت باللہ ضم | شود اسم پاکش عیان ہمچو علم
طریقت مآب و فضیلت پناہ | ہدایت کن خلق سوئے الہ
ازان بعد آن مفخر عارفان | ملقب شاہ بدیع الزمان
کہ در عہد سلطان فرخ سیر | رسید آن معافی باین نامور
سوم آنکہ بر رفعتش آسمان | برو در شک یعنی رفیع الزمان
کہ بیعت ورا بود از خال خویش | ازو رونق خانقہ گشت بیش
بحدیکہ شہرت بنامش گرفت | ہمہ شہر فیضان عامش گرفت
سن رحلت او کہ اشرف بگفت | ازین بعد آنرا نباید نہفت
نگارم من آنرا پئے یادگار | کہ باشد سن رحلتش را شمار

قطعۂ تاریخ

رفیع الزمان شاہ عالیمقام | بدیع الزمان و سر اہل دید
ز خمخانۂ عشق در جام شوق | چو او کس مئے وصل کمتر کشید
ہمہ دیدہ از بہر دیدار حق | چو او عارفے چشم گیتی ندید
گذشت ازجہان بر تمنائے وصل | ندائے خدا چون بگوشش رسید
بتاریخ آن کرد اشرف چو فکر | بگفتم بلے در بہشت آرمید
۱۲۰۸ھ

حضرت مولٰنا سید محمد قائم رحمۃ اللہ خلیفہ و جانشین اپنے پدر بزرگوار قطب الاقطاب حضرت سید شاہ عبد اللطیف رحمۃ اللہ علیہ عرف نواب عبد اللطیف خاں بہادر کے تھے نواب صاحب بعہد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی ممالک مشرقی ہند صوبجات بنگال وغیرہ کے خدمت صوبہ داری پر ممتاز اور خطاب نوابی سے سرفراز تھے یکایک جاذبہ عشق الہی آپ کے قلب اطہر میں شعلہ زن ہوا۔ یکبارگی منصب صوبہ داری و جاہ و جلال دنیاوی کو مثل بادشاہ ابراہیم بن ادہم بلخی ترک کرکے شہر جونپور میں شیخ وقت حضرت شاہ راجو محمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو (۴) واسطوں سے حضرت شیخ ابراہیم قوام الدین فاروقی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت تک پہونچتے ہیں اور اُن کے دست مبارک پر بیعت فرمائی آپ ہی کے آستانہ عالیہ پر قیام اختیار کیا حتی کہ خلافت تامہ عطا ہوئی اور کلاہ و خرقہ سے سرفرازی بخشی گئی پس حسب الحکم مرخص ہوکر شہر الہ آباد میں بمحلہ یحیی پور رونق افروز ہوئے۔ جب بادشاہ کو اطلاع ہوئی تو آپکے اس کنارہ کشی فرمانے سے بہت رنج و صدمہ ہوا۔ بالآخر مصارف خانقاہ و فقراء و خدام کے واسطے بہت سے دیہات جاگیر آپ کی خدمت میں بطور نذر گذرانے آپنے اوس سند پر بعد دعا کے یہ تحریر فرمایا کہ اے ظل سبحانی مجھکو آیہ شریف وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ پر یقین کامل ہے۔ لہذا اس سے مجھکو معاف فرمایا جاے اور اوسکو واپس فرما دیا۔ آپنے سنہ ۱۰۳۹ میں وصال فرمایا مزار شریف الہ آباد میں ہے نظم

ز سادات و ز خاندان شریف	لطیف النسب شاہ عبد اللطیف	بعہد جلال و فر اکبری	سرافراز بود دست بر سروری
قوی بازو و دست چنگال بود	طرفدار صوبات بنگال بود	کہ در ہفت صوبات ہندوستاں	نیز زو یکے ہم بیک وانگ آں
بہ آخر چو خوف خدا بر فزود	بیکبارگی ترک منصب نمود	چو شاہ بلخ ترک شاہی نمود	توکل بفضل الٰہی نمود
بچشمان کم دید آں جاہ را	پسندیدہ از پیر آں راہ را	لباس فقیرانہ در بر گرفت	یکے تاج مردانہ بر سر گرفت
بپائے طلب با دل پر ز نور	از انجا گرفتہ رہ جونپور	بر شاہ راجو محمد برفت	از ایشاں کلاہ خلافت گرفت
از آں پس بہ تعمیل ارشاد شاں	رسیدہ بایں شہر مینو نشاں	بر آں بندہ جا کہ ذکرش گذشت	بیاد خدا بر توکل نشست
دمی کاین وقایع باکبر رسید	غمے گشت و چوں چارہ خود ندید	بنام نکو یش بہ بہر کفاف	بسے کالکہ وہ نمودہ معاف
بہ تسلیمش او را چو دولت نمود	ثنائش فرستاد و منت نمود	پسش باز پس داد بعد از دعا	نوشتش کہ بر رزقکم فی السماء

مرا اعتقادے قوی شد بسہا　　کشودم بحالِ خودم کن رہا
غرض کردہ از بذل سلطاں ابا　　زخود کردہ عہدِ قناعت وفا
چو زیں دارِ فانی بسوے ارم　　سفر کرد آں شاہِ عالی ہمم
سن رحلتِ آں ملایک شیم　　رقم کردہ شد ہاتفِ شیخ عجم
مرا او را پسر بود قایم بنام　　محمد بفرقش گرفتہ قیام
بفرقش محمد بقلبش خدا　　درون و برونش ز دنیا جدا
یکے فاضلے بود صاحب جمال　　شہ سبعو می راہماں بود خال

بالآخر بعد سر حلقہ عارفاں حضرت سید شاہ رفیع الزماں قادری قدس سرہ العزیز آپ کے صاحبزادہ قطب الاقطاب حضرت سید شاہ محمد زماں قادری رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین خانقاہِ شریف ہوئے آپکے کمالات کا صیت آوازہ چار دانگِ عالم میں مشتہر ہوا اور آپکی ذات بابرکات مرجع عالم و عالمیاں ہوگئی - ہزارہا آدمی اوس آفتاب عالمتاب کے فیضان سے کامیاب ہوئے اور بیشمار خوارق اور کرامات آپ سے ظہور میں آئیں - ایک واقعہ بطور مشتے نمونہ از خروارے یہ ہے کہ یومِ عاشورہ حضرت کے یہاں فاتحہ کیلئے شربت تیار ہوا تھا اوسپر فاتحہ پڑھی گئی لیکن آپکے پائے مبارک کی ٹھوکر سے کسی قدر شربت گر گیا لوگوں نے خدمت مبارک میں تصدیعہ کیا - آپنے ارشاد فرمایا کہ دیکھو ٹھلیا شربت سے بھری ہوئی ہے دیکھا گیا تو واقعی ٹھلیا لبالب بھری تھی - بتاریخ ٢٢ شوال المکرم ١٢٥٢ ہجری وصال فرمایا مزارِ اقدس الہ آباد میں ہے - نظم

کہ بود او سمیِ شہِ مرسلاں　　فدائے محمد محمد زماں
ز بس صاحبِ خرقِ عادات بود　　خداوند کشف و کرامات بود
اگرچہ بسے ہست از کشفِ او　　ولیکن منم بسکہ ایجاز گو
یہ بہر نمونہ ازاں اندکے　　ز بسیار کم یعنی از صد یکے
بطوریکہ خورست در گوش ما　　بلاکاست و کم نمایم رقم
بعاشورہ شہر اندوہ زا　　بیوم سکینہ بروزِ عزا
کہ زیں بانوِ شاہِ عالی جناب　　کہ بس پارسا بود عفت مآب
سبوہا شربت پر از رائحہ　　برو خواندہ از صدق دل فاتحہ
نگہداشتہ بود از بہرِ آں　　کہ سیراب سازد دلِ تشنگاں
رساند بروحِ شہیداں ثواب　　کہ ایزد بہ نیشیں کند کامیاب
ز پیرانہ سالی و ضعفِ بصر　　بناگہ ز پائے شہِ نامور
چو واژوں سبو گشت شربت فنا　　بایستاد خاموش آں خوش نہاد
ازیں ماجرا بانوے نیک تن　　برسے کہ گویند با شوے زن
بدو گفت خندہ زناں کیں چہ شد　　بچشم ترا الامکاں نیست شد
کہ شد شربتِ پاک معصوم خاک　　جوابش بفرمود شہ باتپاک
عبث شور کردن ترا عادت است　　ببیں ایں سبو چہ از شربت است
بگیر و بہر کس کہ خواہی بدہ　　مبیں عیب کوتہ نگاہے منہ
نظر چوں فگندند سوے سبو　　شود آں چہ پر ز شربت مشکبو

بدین گونہ اکثر کراماتِ شاں
نویسم کنوں قطعِ تاریخ آں
چون بگوشش قلبِ او آمد صدائے ارجعی
قطبِ عالم ہادیِ دین قدوۂ اہلِ صفا
گفت لبیک اجابت حق بداعیِ اجل

بدارند مردم لبے بر زباں
کہ آنرا نوشت اشرف خوش بیاں
جست زین قفس شاد آں مولائے ما رفت
زین تن خاکی براوجِ منزلِ علیا رفت
زود در وقتِ سحر در جنت الماوا رفت

لہذا برین مسکینم اکتفا
آں محمد کو ملقب بود باشاہ زماں
زین جہانِ آب و گلِ عالم بر فضائے لامکاں
آفتابی کز وجودش بود روشن این جہاں
سال تاریخش چنین گفت اشرف زار و دل بریاں

کہ شستے نمونہ ز خروارہا
نقل فرمود از جہان ظلام علی برفت
از پئے دیدارِ جانان با دلِ شیدا برفت
وائے زیرِ تودۂ خاکی ز فرقِ ما برفت
ہائے واویلا غضب عصر از دنیا برفت ۱۲۷۵

آپکے سات صاحبزادے بدین تفصیل تھے (۱) حضرت سید شاہ ظہور الحسن قادری (۲) حضرت سید شاہ نور الحسن قادری (۳) حضرت سید شاہ علی حسن قادری (۴) حضرت سید شاہ محمد حسن اشرف قادری مصنف مثنوی معدن فیض وغیرہ (۵) مرشدی و مولائی حضرت مولنا حکیم سید شاہ فخر الدین احمد قادری نقشبندی عرف حضرت حکیم بادشاہ قبلہ (۶) مولوی حضرت حکیم سید شاہ علی حیدر قادری (۷) حضرت سید شاہ محمد عباس قادری قدس اللہ اسرارہم اضاء اللہ انوارہم

اس محل پر صرف فرزند چہارم رحمۃ اللہ علیہ مصنف مثنوی معدن فیض کے کیفیت تحریر کرنیکی ضرورت ہے آپکے حالات جو آپکے برادر حقیقی حضرت پیر و مرشد حکیم بادشاہ قدس سرہ العزیز نے اپنے خاندانی حالات کے تذکرہ کے ضمن میں تحریر فرمائے ہیں یہ ہیں کہ جناب اشرف الاولیا سرحلقۂ صوفیہ صافیہ مقبول بارگاہ ذو المنن **حضرت سید شاہ محمد حسن صاحب اشرف** فرزند چارمی حضرت قطب الاقطاب دوران بایزید آوان برگزیدۂ یزدان حضرت سید شاہ محمد زماں قدس سرہ الرحمن کہ قبل سجادہ نشینی فقیر مرید و خلیفہ اجل و جانشین بودہ اند۔ و از صرف و نحو و ضروریاتِ دین آگاہی پیدا داشتند و کتب درسیہ تصوف بوجہ کمال دیدہ داشتند۔ و ملازمت اعدے اختیار نفرمودند۔ کثیر الصوم و الصلوٰۃ بودند۔ و گاہے صوم ایام بیض ترک کردند۔ و ستہ شوال و دیگر صوم کہ در سنت واقع شدہ بموجب آں بعمل می آوردند و سخنِ عارفاں میگفتند و مثنوی مولوی روم قدس سرہ العزیز اکثر در مطالعہ میداشتند۔ و غوامضِ آں بوجہ احسن میکشودند۔ و حقایق و معارف از منبعِ طبعش جوش میزد۔ و دُرہائے مضامینِ عرفاں از صدفِ دانش بیروں می آمد تصنیفی چند مثل مثنوی معدنِ فیض نصایح و منظومۂ کیدانی نقفہ و دیوانِ اشرف و کلام اشرف بہ نعت و ساحر لفیاں اشرف تصوف و ترانہ عشق وغیرہ از جناب ممدوح بر صفحۂ روزگار یادگار است۔ و آنحضرت بمقام

تحقیق قدم زدہ بودند۔ علمایے ظاہر اکثر با جناب موصوف بعلم توحید کہ از والد ماجد خود اکتساب کردہ بودند مناظرہ میکردند و مغلوب میشدند۔ فقیر بعد انفراغ تحصیل علوم تا مدت دہ سال بخدمت حضرت ایشان استفادہ علوم باطنیہ نمودہ ام و مباحثہ بسیار میکردم و بمطلب فائز میشدم۔ جناب ایشان بفنا و بقا مشرف گشتہ بمشاہدہ حق استغراقے داشتند۔ و در نسبت باطن وانزوا و جمعیت باطن و نفی خواطر از دل و دماغ ترقیات میکردند۔ تصفیہ و تزکیہ از رذائل نقد حال ایشاں بود۔ لذت و حلاوت طاعت و نفرت از بدعت و معصیت داشتند۔ آداب ظاہر و باطن و انوار و برکات کہ در صحبت جناب مرحوم حاصل بود و آں تہذیب نفوس سالکاں میشد غالب است کہ چنیں سعادات بعہد بزرگان سلف طالباں را دست میداد۔ و بہ تزکیہ قلب و تصفیہ باطن و صفائی نیت و پاکی طینت و کرم جبلی و مروت فطری و سائر خصال رضیہ و شمائل مرضیہ نظیر نداشتند۔ و مریدکم میگرفتند اجل خلیفہ و مرید حضرت ایشاں شیخ ہدایت اللہ اوناًمی برادر زادہ شاہ نذر محمد ثم الکاکوری ہستند و جناب مغفور را حیات چنداں وفا نکرد و بعمر چہل سالگی بمرض تپ دق و سل مبتلا شدہ در سن یکہزار و دوصد و شصت و پنج ہجری داعی اجل را لبیک اجابت گفتند و شربت وصال چشیدند۔ و جناب ممدوح را فرزند لیست ارجمند کہ متصف بصفات حمیدہ اند المسمی سید شاہ حیدر حسن سلمہ اللہ من آفات الزمن وایشاں ہم صاحب اولاد اند فقط مسکین کئی سال کا عرصہ ہوا کہ آپ کا انتقال ہوگیا۔

از نسخہ شجرۃ العارفین مصنفہ منشی محمد علی الفت الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ

چہارم ازاں ہفت گردوں جناب
سر سالکاں افسر عارفاں
مراین تصانیف فضائی است
ز لطف مضامین بیساختہ
دریغا بعمر سن اربعیں
شجاع جہان و دلیر زمن

محمد حسن شاہ اشرف خطاب
شہ زیب بخش سر سرجہاں
کہ آں معدن فیض و یکتائی است
بسے شہرہ در خلق انداختہ
سوے خلد گردید رحلت گزیں
کہ نامش علم گشت حیدر حسن

لطایف و بدیع و رنگیں مکاں
خداوند دیوان حمد خدا
دگر با حریفان و تصنیف چند
برادر رنگ دیں شاہ آزادہ او
ہم ایں شاہ راہست شہزادہ
کہ او از نژاد دل خیر است

چراغ سمی نبیے زماں
ثنا خوان ایشاں امام الہدی
بعلم تصوف ز فکر بلند
خداوند تسبیح و سجادہ بود
بباغ سخا سرو آزادہ
ہمہ سیر تش سیرت حیدر است

بتاریخ ہفتم ربیع نخست / دریں باغ این سرو رعنا برست
زفلک شہ میر دین نام جو / شد این اسم تاریخ میلاد او
کہ یعنی بتضمین لفظ غلام ۱۰۷۱ / بہ حیدر زیارت بخشش گشت نام ۱۲۹۳

چو دیدند روشن ہمیں از زمن / خطابش نمودند مظہر حسن
چو این دُر زکان صفا گوہر است / خطاب خوشش بندہ حیدر است
بفضل خدای قادر بے نیاز / بعمر و باقبال این سرو ناز
بیفزاے برکات لاانتہا / طفیل شہ اشرف الاولیا

غزل الفت در مدح حضرت اشرف قدس سرہ

سعادت خانہ زادی گوہر او / سیادت زیب فرق افسر او
ز سرداران بزم شعر امروز / نمی بینم کسے را ہمسر او
با وستادی کسے را زان نگنجد / کہ بودہ خضر معنی رہبر او
بچشم اہل بینش بہ ز اکسیر / نماید جلوہ با خاک در او
ہمانا نالہ موزوں کردنش را / شدہ عشق حقیقی رہبر او
بس اے الفت مقام خود نگہدار / کجائی تو کجا شان فر او
باوج وصف او گر مرغ فکرت / پرو افتد ز خود بال و پر او

حالات حضرت حکیم پادشاہ قدس سرہ مصنف تذکرہ

جناب مستطاب سرحلقہ کاملان فخر علمائے ہندوستان جامع الفضائل کامل الخصائل فاضل اجل عالم باعمل ملائک شیم صاحب جود و کرم بہشتی رو رضوان خو پیشوائے ارباب صدق و صفا مقتدائے اصحاب حلم و حیا افصح الفصحا ابلغ البلغا اختر تابندۂ فلک سخندانی رشک انوری در روشن بیانی افتخار فخر رازی ہم نوائے سعدی شیرازی مطلع انور طریقت منبع اسرار حقیقت نائب مناب شریعت مصطفے قایم مقام طریق علی مرتضی مقرب حضرت ایزد تعالی حاج بیت اللہ حافظ کلام اللہ علامی فہامی نادر کلامی افضل الفضلا واکرم الحکماء عالی نساب علو انتساب سید الاقطاب مرشد اولی الالباب صاحب المقامات العلیہ واقف علوم عقلیہ و نقلیہ امام صومعہ ریاضت ساقی میکدۂ افاضت امام المتوحدین سند الفقہا و المحدثین سیدنا و مرشدنا مولٰنا ابو محمد حضرت سید شاہ فخر الدین احمد المعروف بحکیم پادشاہ آل نبی رفیعی القادری السہروردی النقشبندی المجددی قدس سرہ العزیز۔ ابتداءً آپ نے علوم ظاہری معقول و منقول کی تحصیل شہر لکھنؤ میں بعہد حکومت نصیر الدین حیدر جنت منزل بادشاہ وقت بہ محل سرائے مولوی محمد حیدر مرحوم دس سال تک مقیم رہکر علماء فرنگی محل و دیگر متعدد فضلائے نامی و گرامی کی خدمت میں فرمائی اور علم حدیث اور فن قرأت وغیرہ دوسرے علماء ماہرین فن سے تحصیل فرمایا آپکے اساتذہ کی تفصیل یہ ہے مولٰنا مولوی محمد نعمت اللہ و مولانا مولوی محمد معین و مولٰنا محمد اصغر و مولٰنا مفتی محمد ولی اللہ

ومولٰنا اخوند شیر محمدؒ ولایتی ومولٰنا مولوی حسین احمدؒ وحضرت سید عبد الرحمن مدنی۔

(۱) مولٰنا مولوی محمد نعمت اللہ ابن ملا نور اللہ بن ملا محمد ولی بن قاضی غلام مصطفٰے بن ملا محمد اسعد بن ملا قطب الشہید جلیل القدر علماء فرنگی محل لکھنؤ سے تھے آپنے کل علوم درسیہ اپنے والد اور چچا مفتی محمد ظہور اللہ سے تحصیل کئے تھے علوم معقولات بالخصوص فن ریاضی میں آپکو ید طولی حاصل تھا عرصہ دراز تک بلدۂ لکھنؤ اور شہر فیض آباد میں آپ مفتی رہے پھر والی بڑودہ نے آپکو بلا کر نہایت اعزاز واحترام کے ساتھ خدمت بزرگانہ سے سرفراز کیا علماء کے سوا طبقۂ امراء اور رؤسا میں بھی آپکا کمال احترام تھا۔ سنہ ۱۲۹۰ میں بمقام بنارس آپنے وفات فرمائی اب لکھنؤ میں آپ کے نبیرگان مولوی برکت اللہ مترجم تذکرۃ الاولیاء وغیرہ اور مولوی عظمت اللہ موجود ہیں۔

(۲) مولانا مولوی ملا محمد معین بن ملا مبین بن ملا محب اللہ بن ملا احمد عبد الحق بن ملا محمد سعید بن ملا قطب الشہید مستند علماء فرنگی محل سے تھے آپنے اکثر علوم درسیہ اپنے والد بزرگوار سے اور بعض اپنے برادران بزرگ ملا محمد حیدر اور ملا محمد صفدر سے حاصل کئے تھے۔ اکثر کتب درسیہ پر آپنے حاشیے بھی تحریر کیے آپکی تصانیف کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ ترجمہ اصحاب الرموز حصن حصین۔ غایۃ البیان فیما یحل ویحرم من الحیوان حاشیہ شرح ہدایۃ الحکمہ۔ تفسیر آیات المیراث۔ رسالہ القرأۃ خلف الامام۔ المعینیہ فی تحریم المتعہ۔ مجموعہ الخطب والفتاوی آپنے سنہ ۱۲۵۸ میں وفات فرمائی آپکی اولاد لکھنؤ میں موجود ہے۔

(۳) مولٰنا مفتی محمد اصغر بن مفتی احمد ابی الرحم بن ملا محمد یعقوب بن ملا محمد عبد العزیز بن ملا محمد سعید بن ملا قطب الشہید مشہور فاضل خاندان علماء فرنگی محل سے تھے آپنے بعد حفظ کر لینے کلام اللہ شریف کے کتب درسیہ کی تحصیل اپنے والد بزرگوار اور ملا محمد مبین رح کے خدمت میں فرمائی۔ اور عالم بحر جامع معقول ومنقول ہوے۔ منقول میں خاصتہً علم فقہ واصول میں آپکو کمال حاصل تھا خدمت افتا آپکے تفویض ہوئی۔ کئی درسیہ کتابوں پر آپنے حاشیے تحریر فرمائے۔ چنانچہ مصنف کتاب خیر العمل نے آپکی فقاہت اور لطافت ظاہری وباطن کی تعریف فرمائی ہے۔ ۱۹ رجب سنہ ۱۲۵۰ میں آپنے وفات فرمائی آپکے پروتے مفتی محمد یوسف داماد مولٰنا مولوی محمد عبد الحی مرحوم زینت افزائے لکھنؤ موجود ہیں۔

(۴) مولانا مفتی محمد ولی اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ بن ملا احمد عبدالحق بن ملا محمد سعید بن ملا قطب الشہید آپ جلیل الشان فاضل خاندان علماء فرنگی محل سے تھے۔ آپنے کل علوم و فنون درسیہ کی تحصیل اپنے والد بزرگوار اور چچا مولانا محمد مبین و مفتی محمد ظہور اللہ اور مولانا عبدالقدوس سے فرمائی تھی مختلف علوم میں کثیر التعداد کتب آپکے تصانیف سے صفحہ ہستی پر یادگار موجود ہیں جنکی تفصیل یہ ہی۔ حاشیہ بر (حاشیہ سید زاہد رسالہ قطبیہ) حاشیہ بر (حاشیہ زاہدیہ تہذیب الجلالیہ) حاشیہ بر (شرح ہدایۃ الحکمۃ صدری) حاشیہ بر (شرح عقائد الجلالی) رسالہ ایقاظات فی بحث العلم۔ شرح ایقاظات۔ رسالہ در مسئلہ تشکیک۔ رسالہ بحث کلامی ہذا کاذب۔ شرح مسلم العلوم۔ شرح مسلم الثبوت رسالہ فارسی متعلق انتظام ریاست و سلطنت۔ رسالہ فارسی عمدۃ الوسائل۔ رسالہ فارسی اغصان الاربعہ لشجرۃ الطیبہ۔ تفسیر قرآن مجید ۸ جلدیں۔ حاشیہ بر (حاشیہ میر زاہد بہ شرح مواقف) وغیرہ وغیرہ آپ اپنے ہمعصر علما اور امراء کی نگاہ میں نہایت ہی محترم اور محتشم تھے ۱۲۷۰ھ میں آپنے وفات پائی۔

(۵) مولانا اخوند شیر محمد ولایتی رحمۃ اللہ علیہ شاگرد رشید مولانا مولوی رشید الدینخان صاحب دہلوی و مولانا مولوی مفتی محمد ظہور اللہ فرنگی محل مشہور و معروف فضلا سے تھے۔

(۶) مولانا مولوی حسین احمد مرحوم ارشد تلامذہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی سے تھے۔

(۷) مولانا مولوی حافظ سید عبدالرحمن مدنی قطب وقت محی اللیل ساکن متصل جدار حرم شریف مسجد نبوی جلیل القدر محدث علماء حجاز عرب سے تھے قرئت اور علم تجوید میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا مزید کیفیت آپکی دریافت نہیں ہو سکتی۔ بعد تحصیل کتب ابتدا و لا و تکمیل علوم درسیہ اولاً حضرت قبلہ نے اکتساب علوم باطنی حسب تعلیم سلسلۂ قادریہ سہروردیہ اپنے والد بزرگوار قطب الاقطاب حضرت سید شاہ محمد زماں القادری قدس سرہ کے خدمت میں فرمائی بعد وصال پدر بزرگوار و برادر معظم مصنف مثنوی شریف ہذا آپ سجادہ نشین خانقاہ شریف ہوے بعد تکمیل سلسلہ ہذا آپنے اپنے خسر حضرت مولانا مولوی سید محمد عاشق عرف میر فرخ علی میاں سے جو سادات محترم کڑہ سے تھے اور انکا سلسلہ نسب جناب سید محمد فرزند حضرت امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ تک منتہی ہوتا ہے بعد بیعت طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ ہیں

اجازت تامہ پائی۔ اور خرقہ اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ سند اجازت دلائل الخیرات و قصیدہ بردہ آپنے شیخ الدلائل سید علی بن یوسف ملک الباشلی المدنی اور سند اجازت حزب البحر و طریق نماز تہجد و دیگر اشیاء مخصوص طریق نقشبندیہ حضرت شاہ احمد سعید احمدی مجددی سے زمانۂ حج بیت اللہ ۱۲۷۵ھ میں حاصل فرمائے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کے کمالات اور حالات کا عالمگیر شہرہ اور آوازہ بلند ہوا ہر طرف سے عاشقانِ خدا و طالبانِ راہ صفا جوق جوق آنے لگے صدہا ہزارہا آدمی آپکے فیوضات ظاہری و باطنی کے برکات سے مستفید ہو کر کامل و مکمل ہو گئے۔ نظم

ازاں ہفت خورشید پنجمیں — کہ بر نام او میکند فخر دیں
جبینش پر از نور فضل و کمال — سہی سرو از جویبار جلال

طریقت مآب شریعت پناہ — بملکِ فضیلت یکے بادشاہ
رہِ معرفت را شہ سالکاں — سمند افگنِ عرصۂ لامکاں

مفسر محدث فقیہ و کلیم — ادیب و طبیب و لبیب و حکیم
گزیں نائب سید المرسلیں — حسینی بنسب سالکِ راہِ دیں

طبیب مریضان دردِ دلی — دلش گنج سرِ خفی و جلی
چو با فخر رازی و از بو علی — دہم نسبتش باشد از جاہلی

کہ بودند آنہا ادیب و طبیب — یکے را نہ بد علمِ معنی نصیب
بنازم کہ حکمت پناہی کند — کہ در فقر خود بادشاہی کند

وقارش فزوں تر ز قطب سماست — پے خیمۂ دینِ او تادہاست
ستونِ شریعت و سقفش بپا — محل سلوک از رخش پرضیا

ز قلزم فزونست فیضانِ او — کہ تشنہ لباں از رہِ چار سو
چہ ڈھاکی چہ بنگالی و ہوگلی — چہ سندھی چہ کشمیری کابلی

چہ مدراس و مرہٹ چہ گجراتیاں — چہ از وسطِ ہند و چہ میواتیاں
چہ نیپال و لاہور و ملتانیاں — چہ سلہٹ چہ بلوچ و مکرانیاں

بسی غزنوی و خراسانیاں — بسی مشہدی و صفاہانیاں
ارادت بدیں چشمہ آوردہ اند — بدیں خواہ جود و فیضہا بردہ اند

باقلیمِ جاں شاہ آزادہ اند — ورایدوں خداوند سجادہ اند
مراین شاہ را ہم یکے شہریار — چو در یتیم آمدہ یادگار

کہ طبعش بلیغ و کلامش فصیح — رخِ او ملیح ست نامش مسیح
حذاقت چو بد از جبینش عیاں — ملقب شدہ با مسیح الزماں

فضیلت پناہ ست حکمت مآب — ازیں رو مسیحاست و را خطاب
چو آبا و اجدادِ صاحب طریق — بفضل و علوم ست بحرِ عمیق

بطفلی شدہ علامۂ روزگار — ہمہ دانی اش بر ہمہ آشکار
شہِ صوفیاں و سرِ نحویاں — امام ادیبان نادرِ بیاں

بعلمِ معانی و فنِ بیاں — سبق برد بر دورہن پیشیاں
بمعقول و منقول و فقہ و اصول — بتفسیرِ قرآن و حکمِ رسول

بعلمِ فرایض بہ فتوی دہی — بہ پیش از شباب آمدش آگہی
درآیدوں بفضلِ خدائے کریم — جواں ست در ردولی را حکیم

بگوئید اورا حکیمِ ہمام	کہ برذاتِ او گشت حکمت تمام	بہ تشخیصِ او بسکہ نازد دوا	کہ بر دستِ او کرد بیعت شفا
خدایا تو این شاہ و شہزادہ را	کزو زینتے ہست سجادہ را	بفضلت کہ بر فرقِ مسترشدان	بسے سالہا ظل گستر بمان

حضرت قبلہ کے رشید تلامذہ کی تفصیل یہ ہے

(۱) حضرت مولٰنا و مرشدنا مولوی سید شاہ حکیم مسیح الدین احمد صاحب صاحبزادہ و جانشین مدظلہ العالی (۲) جناب مولٰنا مولوی محمد عبد السبحان صاحب مرحوم (۳) جناب مولٰنا مولوی سید شاہ امیر الدین احمد صاحب برادر زادہ حضرت قبلہ دامت فیوضہم (۴) جناب مولانا مولوی سید شاہ حافظ احمد حسن صاحب مرحوم برادر زادۂ حضرت قبلہ (۵) مولوی اشرف علی صاحب اور **خلفاء** کی تفصیل یہ ہے (۱) مولٰنا و مرشدنا حضرت صاحبزادہ صاحب دامت فیوضہم آپکے زمانہ کم سنی کی کیفیت اشعارِ ماسبق سے واضح ہوتی ہے فی زمانہ آپکے علم و فضل کمالاتِ ظاہری و باطنی کی شہرت تام ہے ذاتِ بابرکات مرجع خاص و عام ہے۔ بہت سے تلامذہ علوم ظاہری علم فقہ و اصول اور حدیث و تفسیر و علم ادب و معانی حکمت و فلسفہ ہیئت و ریاضی سے مستفید ہیں بالخصوص فنِ طبابت سے جسمیں آپ اسم بامسمٰی مسیحِ وقت ہیں صدہا بلکہ ہزارہا آدمی آپکے فیضان سے منتفع ہو رہے ہیں اور کمالاتِ علم باطنی و ودیعتِ الٰہی بطور توریث آباً عن جدٍّ آپ کی ذات سرچشمۂ آبِ حیات تک پہونچا اوس سے بھی ایک عالم بہرہ یاب ہوا اور خادمی و مریدی سے مفتخر ہے ادام اللہ ظلہم العالی مادام الایام واللیالی۔

آپکی اولاد کی تفصیل یہ ہے کہ بڑی صاحبزادی صاحبہ ہیں اونکے صاحبزادہ جناب سید شاہ حکیم انوار احمد صاحب عرف احسن میاں بہت ہی لائق اور صالح ہیں اور پانچ صاحبزادہ تھے۔ بڑے صاحبزادہ جناب حافظ مولوی حکیم شاہ سید حسن صاحب مرحوم تھے جو باوجود کم سنی کے علوم درسیہ اور کتب متداولہ سے فارغ التحصیل ہوکر فن طبابت میں شہرہ آفاق تھے کیوں نہو کہ سوائے کمالاتِ علمی اور زہد و تقوی کے اللہ تعالی نے دستِ شفابخش عطا فرمایا تھا کوئی مریض ایسا نہوگا کہ اوسنے آپکی خدمت میں رجوع کیا ہوا اور اوسکو شفا حاصل نہوئی ہو اکثر صحت یاب ہوجاتے تھے اور اسوجہ سے آپکا آوازہ تمام شہر الہ آباد اور گرد و نواح میں بلکہ دور و دراز کے امصار و دیار میں ایسا کچھ ہوگیا تھا کہ دوسرے طبیبوں کے مطب بند اور ڈاکٹری علاج کی بیقدری ہوگئی تھی بقضائے الٰہی

عین عالم شباب میں بعمر ۲۰ سال ۸ ماہ بتاریخ ۲۲ رجب المرجب ۱۲۹۵ھ شب جمعہ وصال فرمایا۔ تمام اہل شہر اور واقفین کے دل اس صدمۂ جانکاہ سے مصدوم ہیں۔

دوسرے صاحبزادہ جناب مولوی شاہ سید حسین صاحب مرحوم تھے انھوں نے بھی مثل اپنے برادر بزرگوار کے علم حاصل فرمایا تھا بعمر ۲۲ سال بتاریخ ۴ شوال المکرم ۱۳۰۱ھ وصال فرمایا ؏

پھول تو دو دن بہارِ جانفزا دکھلا گئے	حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے۔

تیسرے صاحبزادہ جناب مولنٰنا سید شاہ حکیم محمد احسن سلمہ اللہ تعالیٰ ہیں اور چوتھے صاحبزادے جناب مولنٰنا سید شاہ محمد محسن سلمہ اللہ تعالیٰ ہیں جو تحصیل علوم و فنون میں مشغول ہیں امید ہے کہ عنقریب اپنے آبائی کمالات میں دستگاہِ کامل حاصل فرماکر جلوہ افروز مسندِ آبائی ہوکر فیض رسانِ خلایق ہونگے۔ اَللّٰھُمَّ اَبْقَاھُمْ عَلٰی رُؤسِنَا۔ پانچویں صاحبزادہ جناب سید شاہ محمود تھے جنھوں نے زمانہ خورد سالی ہی میں وفات فرمائی۔

دوسرے خلیفہ والدی و مرشدی جناب حافظ حاجی محمد عباس علیخاں امروہی قدس سرہ بن محمد دلدار علیخاں بن احمد علیخاں المعروف بہ غلام مولیٰ خاں بن محمد شمس الدین خاں بن شیخ درویش محمد المخاطب بہ نواب محمد درویش علیخانِ اول عرضِ مکرر و نائب میر بخشی و داروغہ توپخانہ رسالہ والا شاہی بالاشاہی امیر الامرائی و منصبدار پانچ ہزاری دربارِ شاہان دہلی حضرت محمد فرخ سیر و محمد شاہ نور اللہ مضجعہما بن شیخ عبدالحکیم الملقب بہ شیخ ماکھن المخاطب بہ حکیم علیخاں بن شیخ جان محمد بلخی غفر اللہ لہم تھے۔ آپ ۱۲۴۹ھ میں بمقام امروہہ تولد ہوئے۔ بارہ سال کی عمر میں حافظ کلام اللہ ہوگئے اور تقریباً چھ ماہ کے عرصہ میں حسب ضرورت فارسی اور عربی کی تحصیل تا بہ شرح ملا جامی فرمائی۔ کمسنی ہی میں آپکے والد بزرگوار نے وفات فرمائی اور خانگی کاروبار انتظام دیہات جاگیرات آپکے ذمہ ہوا۔ بعمر ۲۲ سال ہنگامہ غدر شروع ہوا جسمیں نامور شرفا اور معزز امراء بے خان و مان ہوگئے چنانچہ آپکے خاندان کے بھی کل جاگیرات اور ملک و املاک لاوارثہ قرار پاکر ضبط سرکار انگریزی ہوگئی۔ آپ آخر غدر ۱۲۷۴ھ میں حضرت حکیم بادشاہ صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز کے خدمت مبارک میں الہ آباد

حاضر ہوکر مرید ہوئے۔ اور ایک عرصہ تک آپکے آستانۂ عالیہ پر مقیم رہے حتی کہ شرف خلافت تامہ اور خرقہ سے سرفراز ہوکر مرخص وباموربقیام اقلیم وطن ہوئے۔ ۵۲ سال کامل مسند ارشاد پر متمکن رہے صدہا ہزارہا آدمی آپکے مرید ممالک مغرب وشمال ہند وپنجاب اور اطراف کابل میں موجود ہیں دونوں طریقے یعنے قادریہ ونقشبندیہ کے سلوک کی کامل تعلیم دیتے تھے۔ اور مسائل مشکل تصوف وحدت الوجود وجودی اور شہودی بسہولت اور بصراحت منکشف فرماتے تھے۔ آپ نسبت صحیحہ بکملہ شیوخ متقدمین سے متصف تھے کشف وکرامات تو کوئی چیز قابل تذکرہ نہیں ہیں صدہا سے زیادہ ہونگے اکثر روزمرہ ظہور میں آتی رہتی تھیں البتہ مایۂ افتخار آپکے پیر ومرشد کا یہ ارشاد ہے جو آپ اکثر فرمایا کرتے تھے[1] اگر خدا تعالی بروز حشر مجھ سے فرمائیگا کہ ہمارے واسطے کیا لائے ہو تو میں اپنے حافظ جی کو پیش کرونگا کہ یارب العزت میں یہ تحفہ تیرے لئے لایا ہوں آپ سے متعدد خلفاء ہوئے بعض کے اسما یہ ہیں (۱) سید راحت علی امروہی مرحوم المتوفی بتاریخ ۳ محرم سنہ ۱۳۰۰ھ (۲) مولوی محمد عمادالدین بچھرایونی۔ (۳) مولوی تسلیم احمد صابری امروہی اگرچہ انھوں نے من بعد سلسلۂ صابریہ چشتیہ میں دوسرے شیوخ سے بھی استفادہ کیا ہے (۴) حکیم سید کفایت علی امراری بلب گڈھی مرحوم المتوفی ۱۴ رجب سنہ ۱۳۱۲ھ روز دوشنبہ (۵) حافظ عبداللطیف خان امروہی (۶) مولوی سید رحمت علی سنبھلی المتوفی ۲۰ صفر سنہ ۱۳۲۱ھ (۷) حافظ سید ارشاد علی مرادآبادی (۸) حافظ محمد اکبر شاہ امروہی (۹) شاہزادہ محمد امیر الملک عرف مرزا ایلاقی دہلوی (۱۰) حافظ محمد رحمت اللہ امروہی اور (۱۱) خادم درگاہ شریف راقم الحروف عفی عنہ۔

حضرت حافظ صاحب قبلہ سلخ شعبان المعظم سنہ ۱۳۲۲ھ روز جمعہ بعد نماز جمعہ علیل ہوئے اور بتاریخ ۶ ماہ رمضان المبارک روز پنجشنبہ سنہ ۱۳۲۲ھ بعد نماز ظہر وصال فرمایا اور اوسی شب میں باغ روضہ نواب محمد درویش علیخاں میں مدفون ہوئے۔ قطعہ تاریخ وصال از شاہزادہ محمد امیر الملک تیموری عرف مرزا ایلاقی دہلوی

قطعہ

حافظ عباس علیشاہ امام اقطاب	بود سحر گہہ بحق شاہ علی واصل بشتاب
سال وصلش نوشت این احقر	مرشد عارف وکامل بشتاب ۱۳۲۲

۱؎ حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رح نے بھی جناب قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے شان میں یہی ارشاد فرمایا تھا کہ اگر خدائے تعالی بروز حشر مجھ سے ارشاد فرمائیگا کہ دنیا سے ہمارے واسطے کیا لائے ہو تو میں قاضی صاحب کو بارگاہ الہی میں پیش کرونگا ۱۲

تیسرے خلیفہ جناب خواجہ محمد سلطان لاہوری قدس سرہ العزیز تھے جو لاہور میں رہے آپکے بہت سے مریدین اور بعض خلفا موجود ہیں مزار شریف لاہور میں ہے
چوتھے خلیفہ حکیم سید شاہ محمد رضا صاحب تھے جنھوں نے بلاد پورب میں قیام فرمایا تھا اونکا مزار شریف ناصری گنج ضلع گیا میں ہے اگرچہ حضرت
حکیم بادشاہ صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز بسبب مشغلہ تعلیم علوم دینیات فقہ و اصول و حدیث و تفسیر اور توجہات باطنی حلقہ ذکر و شغل و مراقبات بہت کم
عدیم الفرصت رہتے تھے تاہم تصنیفات بھی فرمائے ہیں جیسے ازالۃ الشکوک و الاوہام ردّ تقویۃ الایمان نذیر البشیر ردّ مولوی بشیر الدین صاحب
سہسوانی۔ فاتحہ فی جواز الفاتحہ۔ و رسالہ مولد شریف وغیرہ اور گاہے گاہے نظم بھی فرماتے تھے۔ نظم

بسم اللہ کنم آغازِ شرحِ مطلبِ دلہا ایدل
رہبر پیری بتسبیح و تسنیم ورد و قطع الطریق
بر ورد لب بزمِ ما کہ در گوشم ہمی آید
عکسی فتاد از رخِ زیبا بجامِ ما
دریای بی نشان دُرِ معنی کجا و صد
غنچان ز دستِ صبا و نکہت آورد از چمن یارا
بشیرین لب تبسم مفتون و داد جان بشیرین را
فنا فی اللہ گر دیدم حیاتِ جاودان دیدم
زندان مدام از خمِ وحدت خورند می
ای بہارِ باغِ دل از نورِ ایمانِ شما
یا رسول اللہ جمالِ خود نما
تو کہ نورِ مصطفی و احمدی
فخر از ہجرِ تو بی صبر و سکون نیست
بنگر کہ چہ سان تافتہ نورِ رخِ خورشید
حقا کہ نگویم بکسی سرِّ پیدا
جامِ صفا نشد بادہ گلگون مرا در کار نیست

کلید قفلِ گنجِ قلب و حلِّ جملہ مشکلہا
چہ سان سالک رود زین شان بالِ خویشتن دلہا
صبای احمدی ہر دم چو پیدا شد ہمہ محفلہا
صبحِ فراق خندہ زند کی بشامِ ما
زین سعی و کوشش و طلبِ ناتمامِ ما
بہوشم مست فیاضی انکہ برساند وطن یارا
سبز گر مرحبا گوید برین آن کوہکن یارا
چو برخیزم بیا بنگر بہ تارِ دو کفن یارا
زین بادہ بہرہ نیست ہمہ خاص و عام را
رونقِ گلزارِ جان از آبِ حیوانِ شما
بر من مشتاق جمالِ خود نما
نورِ ذاتِ باکمالِ خود نما
یا رسول اللہ جمالِ خود نما
خود دل بران گشت چہ پیدانست و نہان نیست
در مذہبِ عشاق چنین است و چنان نیست
بوی زلفت مست کردہ حاجتِ خمار نیست

بہ بحرِ معرفت رفتند بہرِ گوہرِ معنی
بیا ای جانِ جانِ من بہ پیشم ساعتی بنشین
سبو میخانہ شو الفخر و خوش خوان مصرعِ حافظ
تا لذتی ز لعلِ لبت در دہانِ ماست
ای فخر فکرِ ذات مکن دام باز چین
در چشمم کور شد از گریہ در شوقِ رخِ یوسف
برای خلق می پوشم عبا و جبہ پشمین
ز ہجبکہ خواست کرد قضا را روان برا
ای فخر بادہ نوش و مستی و عیش کوش
تلخ باشد در دہانم ذوقِ شیرینی و قند
شوق با تو بست ز حد افزون شدہ
دلا بہر اوجِ تدلّی یک زمان
جز پرتوِ رخسارِ تو در کون و مکان نیست
نقصان نہ پذیرد گلِ حسنِ تو ز دوران
فخر جنبش نمیکند سوی غیر
بلبلِ گلزارِ قدسیم و نہ ارم سوی خلد

مگر آن بی نشان را ست نشانست و نہ سیما حیلہا
کہ بی پیرِ طریقت کی توانی قطعِ منزلہا
الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا
ریزد مدام شہد و شکر از کلامِ ما
عنقا سی لا امکان نشود صیدِ دامِ ما
علاجش نیست اکنون جز بہ بوی پیرہن یارا
بپای خلق نیست این جامہ و دلقِ کہن یارا
در امرِ خواجہ نیست تصرف غلام را
بگذار این عمامہ و تسبیحِ دام را
گر نہم لب بر لبِ لعلِ بدخشانِ شما
شعشعۂ نورِ نعالِ خود نما
از تلطف پر و بالِ خود نما
بر دعوی من حاجتِ برہان و بیان نیست
الآن کما کان بیلغ تو خزان نیست
بستہ رشتۂ محبتِ اوست
خلد و فردوسِ برین بہ از رخِ دلدار نیست

همچو فرهادم پئے شیرین مگر دو کوه سا	مسکن من روز و شب جز دامن کهسار نیست	عاشقی و بت پرستی عاشقانرا بس بود	التفات عاشقان با سبحه و زنار نیست
غیر مینا جمله با هم دشمن یکدیگرند	پیش ما و پیم جمله معشوق اندوکس اغیار نیست	بیخود و حیران و مستم از شراب بیخودی	فخر را در راه حق جز بیخودی درکار نیست
دو چشمم ناظر رخسار یار است	مرا با جنت و دوزخ چه کار است	دو عالم را کشیده در ته تیغ	هنوز آن تیغ ابرو آبدار است
بیا د آن دلارام و خوش اندام	بسان ابر چشم اشکبار است	بیا اے جان جان نا توانم	دلم چون مرغ بسمل بیقرار است
همین جستم ورا در کوئے و بازار	بحمدالله که یارم در کنار است	دمے غافل نیم از ذکر دلدار	دلم با یار و دستم بکار است
نه تنها من بهوئے گل شدم مست	که شل من بشاخ گل هزار است	ز سوز آتش عشقت چو لاله	همه تن داغ دار و لاله زار است
چه خوش گفت است صائب کامیاب	بیا دش گیر کان وصف نگار است	دو عالم یک فروغ حسن یار است	مرا با جنت و دوزخ چه کار است
بپرس اے فخر از جوهر شناسان	کلام تو چو در آبدار است	آدم از ترک خودی مرد خدا میگردد	دور از کبر و منی شرک و هوا میگردد
آنقدر شوق تو دارد دل مضطر یارب	دمبدم سوئے تو چون قبله نما میگردد	شیشهٔ دل چو مصفا شود از روئے تو بیچ	بیگمان صورت خود جلوه نما میگردد
	فخر ایوان تو دور است و مقام تو بلند	زین سبب اهل نظر دو رو بپا میگردد	

رباعی

از قطره چو سیل آب می باید شد	وز ذره چو آفتاب می باید شد	پروانه صفت بگرد شمع رویش	سوزان سوزان کباب می باید شد

بتاریخ ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۰۳ھ بعمره ۷۰ سال وصال فرمایا مزار پرنور الہ آباد میں ہے قطعہ تاریخ مصنفہ سید وارث علی صاحب رئیس ضلع کرارے علاقہ الہ آباد

اوتاد عصر و قطب زمان شمس روزگار	اہل کمال اہل سلوک اہل قدر و جاہ	تھے فخر راز علم طریقت زاہدین فرید	معروف بادشاہ فقیرانہ رسم و راہ
غوث و فقیر دوست مرید و نکو دستگیر	ابدال عہد حال تھے اور مقتدا پناہ	تکیہ پہ اپنے فخر نہ مسند پہ ناز تھا	ایسے فقیر دل تھے با این ثروت و رفاہ
تھی در حقیقت الٰہی ذات اونکی باصفات	باطن بھی صاف اہل بصیرت تھے واہ واہ	جس کو دل و چشم توجہ سے کی نگاہ	پہچانتے لگا وہ معرفت کی راہ
ذکر و مراقبہ میں گذرتی تھی ساری رات	ہر شام سے تھا شغل یہی تا دم پگاہ	ان کا موئیں کسنے جو تقریر اپنی کی	پھر کیا ہوا وہ سکی کشف و کرامات میں اشتباہ
ہر علم میں عبور تھا ہر فن میں تھا کمال	نقصان نہ تھا ذرا بھی پیرو شرع تھے بے گناہ	دم بھر تھے نہ یہ سیج یہ تھا نون دل تب اخ سبا	حکمت میں بو علی سے زیادہ تھی دستگاہ
لاحق ہوا انہیں مرض الموت ناگہاں	پہونچا زمان قرب جو نزدیک آہ آہ	خود دست سیج بہر دعا و قضا ہوئے	کی حکیم نقشبندیا جل سے چھوئیں نگاہ
محو لقائے یار ہوئی پھیری سب سے آنکھ	شوق وصال دوست میں دی جان خیرخواہ	جان دی کے منزل جاناں میں پہونچے آج	کہتے ہیں جانب عشق سے آئی کو سکون جاہ
خلوت سرائے قبر میں جلوہ فزا ہوئے	مردان پارسا کی جو ہے خاص بارگاہ	فکر سن وفات میں وارث یہ جیان کہو	کہو آہ آہ دشتی کا بادشاہ
اور دفن نقش کا ہے مجدد یہ یادہ	آباد اب مزار ہے ویرانہ خانقاہ ۱۳۰۳ھ	غزلیات حضرت اشرف علیہ الرحمۃ ۱۳۰۳ھ	

[illegible]

جادو نگہے راہ زنے چشم سیاہے
شمشیر کشے کینہ ورے سینہ خراشے
طوطی سخنے نکتہ ورے شہد مقالے
بیداد گرے کج روشے طرفہ ادائے
تازہ چمنے گلبدنے کبک خرامے
زہرہ صفتے شمع رخے نغمہ سرائے
پرسید چو اشرف کہ تو ای مخلق فدویے
شدم بسوئے چمن بارہا بوئے کسے
کجا روم زکہ پرسم چگونہ صبر کنم
ہزار حیف نیامد گہے ببالینم
سرشک وار دلم خون شد و زدیدہ چکید
دلم بفرقت محراب ابروئے خمدار
مدام از تپ فرقت بمحفل شب غم
چو وقت نزع ببالینم آمد از سر ناز
خوشا نصیب من بی قسمتم کہ بعد فنا

آرام ربائے بت سرمست نگارے
دل آرام کشے فتنہ قدے صبر شکارے
شکر شکنے لعل لبے نوش گوارے
آتش فگنے ماہ وشے لالہ عذارے
آہو نظرے فتنہ سرے شوخ بہارے
طنّاز جوانے صنمے نکتہ گذارے
از راہ تبختر سخنے گفت کہ آرے
گہے شگفتہ ندیدم گلے ز روئے کسے
کہ گم شدست دل زار من بکوئے کسے
گذشت عمر عزیزم بآرزوئے کسے
کہ خود چو پیک روم بہر جستجوئے کسے
چو مرغ قبلہ نما میطپد بکوئے کسے
دلم چو شمع بسوزد بیاد روئے کسے
کشادہ ماند چو نرگس دو دیدہ سوئے کسے
کنند دفن مرا دوستان بکوئے کسے

بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ وآلہ

مثنوی معدنِ فیض

بسم الله الرحمن الرحیم

وصفِ تو یارب نباشد حدِ کس / تو بآن وصفی که خود گفتی و بس
نیست جز تو خالقِ هر دو سرا / ذاتِ پاکِ تست بیچون و چرا
مر توئی پروردگارِ انس و جان / نیست مانندِ تو چیزی در جهان
در صفاتِ خویشتن یکتا توئی / قادر و قیوم و بی همتا توئی
در دو عالم نیست انبازِ تو کس / وصفِ بیچونی سزای تست و بس
خالقِ بی آله و فکرت توئی / رازقِ بی بخل و بی ریبت توئی
میرسد بر ذاتِ تو وصفِ بقا / که نداری ابتدا و انتها
نیست تغییری بذاتت ای صمد / در ازل بودی و باشی تا ابد
آنچه بودی همچنان هستی کنون / ذاتِ تو باشد ز فکرِ ما برون

مدح مداحان و وصف واصفان / در جناب هست یکسر بی نشان

آنچه از کلک قدر کردی رقم / نیست خالی از ره عدل و حکم

بهتر از وی ناید از کس زینهار / که کند نقشی به از وی آشکار

نیست در صنع تو نقصان و زیان / آنچه پیدا یست کردی آنچنان

از سریر عرش تا فرش بسیط / علم تو باشد بجمله شی محیط

نیست محجوب از تو چیزی در جهان / نزد تو یکسانست پیدا و نهان

هر چه هست اندر زمین و آسمان / جمله از تقدیر تو گردد عیان

کفر و ایمان رنج و راحت خیر و شر / صحت و بیماری و نفع و ضرر

اندک و بسیار از خورد و کلان / طاعت و عصیان و از سود و زیان

کی پدید آید بجز تقدیر تو / زانکه باشد جمله در تسخیر تو

جمع گر آیند از جن و بشر / وز شیاطین و ملائک سر بسر

بی قضا و حکم تو در دو سرا / ذره را کس نجنباند ز جا

نیست بی تو اختیار هیچکس / که زند جز خواهش تو یک نفس

تو سمیعی تو خبیری تو بصیر / تو علیمی تو کلیمی تو نصیر

هر چه باشد در جهان بعد و قریب / بشنوی بی گوش ای رب مجیب

میکنی در روی چنان صنعت گری / که شود شکل عجیب و خوشنما

با هزاران خوبی و لطف و صفا / قطره را در صدف گوهر کنی

ذره را در جهان افسر کنی / جسم آدم ساختی از مشت خاک

باز از قدرت دمیدی روح پاک / نوح از تو یافت زان طوفان امان

بر خلیل آتش نمودی بوستان / ... فرعون غرق نیل

حرف توصیف تو چه آید از قلم / ما همه را تو کردی هست ما را از عدم

آنچه هست اندر جهان پست و بلند / تو باشی نقش بند

مناجات بقاضی الحاجات

هستی ما را جان دهی و هست توان — شکر تو هرگز نگنجد در بیان
از کجا آید شکر تو اندر حصار — نعمت افزون ز حد است و شمار
هستی مطلق ندارد جز تو کس — ما سزاوار فنا هستیم و بس
در جناب اقدست ای کبریا — نیست کس را طاقت چون و چرا
هر چه پیدا شد در زمین و آسمان — جمله اندر یاد تو تسبیح خوان
در حریمت ره نیابد فکر کس — کی رود بر آسمان بانگ مگس
چون کند وصف تو کلک دلفگار — موی را با شعله افتادست کار
حمد پاکت موجب زیب بیانست — رونق و آرایش بزم دهانست
هرچه موجودست این نقش و نگار — شد عیان از کلک صنع کردگار
صانعی کز قدرت بی ریب و رنگ — لعل پیدا می کند از بطن سنگ
واحد القهار و رب ذو الجلال — ملک او خالی ز نقصان و زوال
هر دو عالم تابع فرمان اوست — انبیا و اولیا حیران اوست
قدسیان در حیرت و فکرت مدام — کس نشد واقف از آن عالی مقام
عقل کل را در جناب ذو المنن — یکسر مو نیست تاب دم زدن
کلک او از کاف و نون نقشی ببست — عالم از قید عدم در حال رست

بیکسان را مر توئی فریادرس — غیر تو ما را که باشد دادرس
هر که روی عجز مالد در رهت — کی بگردد نا امید از درگهت
جمله عصیانم ببخش ای کردگا — لائق فعلم مکن با من تو کا
روز و شب این نفس و شیطان لعین — میکشند آواره ام از راه دین
وا رها اکنون مرا از دام نفس — تا شوم فارغ تمام از کام نفس
توبه ده بر کرده های خود مرا — رشته جانم بکش از ماسوا
سرد کن بر خاطرم دنیای دون — چشمه حکمت روان کن از درون
قطع کن از غیر خود امید و بیم — دار فارغ از سر نار و نعیم
در دلم ده نور تقوی و ورع — پاک گردان از همه حرص و طمع
از همه اعمال و اخلاق رذیل — در پناهم دار ای رب جلیل
پای من کن در توکل استوار — بسته اسباب و اکسابم مدار
صبر ده ما را بهر رنج و الم — بلکه غیر خود ز جمله کیف و کم
بر نعیم خویش بینائی بده — با سپاس خویش گویائی بده
بخل و خشم و جهل و پندار و حسد — دور دار از خاطر من ای صمد
سینه از علم و ادب معمور دار — عدل و حلم و جود و تسلیم سپار

٢٨٩

وز خیالات دو عالم دور دار
همچنان کن محو ذکر خویشتن
تا نماند هیچ یاد ما و من
قطع کن عقبات ره از جود خویش
سوی تو آورده ام روی نیاز
رحم کن بر حال من ای کارساز
نقد جانم کن براه خود نثار
داغ عشق خویش بر قلبم گذار

حسبت غیر از خاطرم گردان بدر — وه مرا از سِرّ پنهانی خبر

غیرتی ده تا نه بینم سوی غیر — چشم نگشایم گهی بر روی غیر

پردهٔ غفلت ز چشم دل کشا — تا بهر شئی ببینم انوار ترا

یارب از قیدِ خودی آزاد کن — وز تجلیهای خود دلشاد کن

آتشِ عشق از دلِ من بر فروز — چشمِ جان از ماسوای خود بدوز

در مکانِ قبر و تمکینم رسان — بادهٔ وصلت بکامِ دل چکان

در جهان تا زنده باشم ای اله — هم بایمان دار و هم با عزّ و جاه

وقتِ جان کندن چو آید بر سرم — خلعتِ تصدیق ده اندر برم

خاتمه بالخیر کن از فضلِ خویش — لطف کن بر حالم از اندازه بیش

چون سوال از من کند منکر نکیر — بر زبانم ده جوابِ دلپذیر

مرقدِ من روضهٔ جنت بکن — خاکِ ما را موردِ رحمت بکن

روزِ محشر چون بخیزم از مزار — مشکلم آسان بکن ای کردگار

مصطفی را کن شفاعت خواهِ ما — تا بر آید مطلبِ دلخواهِ ما

حشرِ ما کن در گروهِ سالکان — بعد از ان جا بسوی دار الجنان

هم در آنجا اشرفِ دلخسته را — از رهِ الطاف دیدارت نما

صدر چو اسکندر غلام درگهش / صد سلیمان بندهٔ خاک رهش

داور عالم پناه و کوه حلم / مالک گردون شکوه و شهر علم

افضل و اشرف ز هر خلق خدا / مهتر و بهتر عزیز دوسرا

مرجع کل معدن فهم و خرد / مقبل درگاه الله الصمد

روشن از نورش زمین و آسمان / امّی و تعلیم فرمای جهان

صدر بدر اوّلین و آخرین / فیض بخش هر کهین و هر مهین

ترجمان قدس و انوار قدم / منبع احسان و هر علم و حکم

سرور سرخیل بزم اصفیا / مرشد و هادی جمع اتقیا

قدوهٔ ذیشان جیش مرسلین / مهبط اسرار ربّ العالمین

شاهد اسرار اسرار ازل / مظهر انوار نور لم یزل

مشرق مصر سپهر والضحی / آفتاب آسمان طاها

خازن گنجینهٔ اخلاص رب / زیب بخش مسند بزم ادب

نه فلک از رتبهٔ او پایه / هفت کوکب از رخ او سایه

عالمی در سایهٔ او شاد کام / یافت ملک دین ز جهدش انتظام

از قد رعناش کس سایه ندید / عالمی را لیک در سایه شد پدید

قصه باید کرد اینجا مختصر / در ثنای آن رسول انس و جان

کن قبول اندر دل ہر خاص و عام
فیض این را دار جاری بر دوام

ہر یکے بودند از راہ سداد
انس با ایشان رہِ اسلام و دین
حق تعالی کرد بر ایشان ثنا
عقل در تعریفِ ایشان منفعل
رحمتِ حق باد بر ایشان مدام
بعد حمدِ پاکِ ربّ و سرا
از سرِ توفیقِ ربِّ کردگار
ہست لازم بر توای اہلِ قبول
شد بنائے این کتاب با صفا
ہر کہ بر این پندہا سازد عمل
در دو عالم باشد آنکس بہرہ مند
ہم خدا خوشنود و ہم مصطفیٰ
یکہزار و دو صد و پنجاہ و پنج
معدنِ فیض است نامِ این کتاب
یارب از لطف و کرم این نقش را

داشت می باید ز جملہ اعتقاد
بغض با ایشان طریقِ کفر و کین
در کلامِ پاکِ خود با صد صفا
فہم در توصیفِ ایشان با بگل
بر ہمہ اصحاب و یاران والسّلام
وز پسِ نعتِ رسولِ مجتبیٰ
کردم آغاز این کتابِ فیض بار
کہ نہ پیچے سر ز گفتارِ عدول
بر کلامِ کبریا و مصطفیٰ
کار او گردد مصون از ہر خلل
وز ہمہ آفات ماند بے گزند
ہم بیابد عاقبت نیکو جزا
بود کین پرورشدہ مانند گنج
فیضِ حاصل کن از وای کامیاب
دہ رواج اندر جہان بہر ہدا

۲۹۲

جای غفلت نیست این دار الفنا / ساز و برگ خود بکن ای باصفا

دل منه بر زندگی مستعار / فکر مرگ خویشتن بسیار آر

ناگهان بر سر رسد پیک اجل / همچنان پای تو ماند در وحل

ترک دنیا کن اگر مردانهٔ / سه طلاقش ده اگر فرزانهٔ

چیست دنیا پیرزالی نابکار / می رود همواره از یاری بیار

جلوهٔ خود می نماید در جهان / می برد صبر از دل پیر و جوان

می فریبد مرد را در سوی خویش / می کند دیوانه از جادوی خویش

چون کند مفتون خود با خود برو / پردهٔ ناموس او را بر درو

پس بخونریزی او بندد کمر / عاقبت سازد هلاکش سر بسر

حضرت عیسی بکشف خویشتن / دید دنیا را بشکل پیرزن

گفت دارے چند شوهر در جهان / گفت ناید در عدد تعداد آن

گفت بستند از جهان رخت سفر / یا که دادندت طلاق ای بی هنر

گفت نه کشتم همه را از فتور / با هزاران سحر و با صد مکر و زور

گفت بس باشد عجب زین احمقان / که ترا بینند در کار چنان

وان زمان دارند رغبت سوی تو / عبرتے نارند بر خود اندرو

زنگ حب او ز لوح دل تراش
حب دنیا قلب را تیره کند
نور عین عقل را خیره کند
اصل شغل دنیوی گر بنگری
روی خود گاهی بسویش ناوری
گرچه حنظل می نماید خوشنما
لیک ذوقش به نباشد ای فتی

هر قدر باشد تعلق در جهان / وقت مردن آنقدر رنج روان

لذت دنیا چو یابی در جهان / رنج و رسوائی بود انجام آن

کار دنیا را نباشد اختصار / گر یکی باشد شود چندین هزار

عیسی مریم بگفت ای باسکون / هر که باشد طالب دنیای دون

حال او چون تشنه باشد که آن / آب نوشنده است از بحر روان

همچو مستسقی بنوشد هر قدر / عطش او هر دم فزاید بیشتر

ثمرهٔ او عاقبت باشد هلاک / سیر نبود تا نه آید زیر خاک

گفت پیغمبر که خلاق مجید / هیچ دشمن تر ز دنیا نافرید

تا که دنیا آفریدست از حکم / ننگریست او را ز انظار کرم

گوسفندی مرده دید آن مصطفی / گفت می بینید این مردار را

خوارتر افتاده است اینجا چنان / که کسی این را نگیرد در جهان

با خداوندی که جان مصطفی / هست اندر حکم او با صد رضا

که بود دنیا بنزد کردگار / خوارتر زین گوسفند ای باوقار

حق تعالی هر چه دارد خوارتر / حیف چون داری عزیزش ای پسر

حب دنیا هست اصل هر خطا / خیزد از وی صد هزاران فتنه ها

سخت باشد اهل دنیا را حساب | گه نجات شان نباشد از عذاب
هر که دارد حب دنیا در جهان | بنده ابلیس باشد بیگمان
چون متاع دنیوی آمد قلیل | میل او در دل چه داری ای خلیل
بو هریره گفت روزی آن رسول | گفت خواهی دید دنیا ای عدول
دست من بگرفت آن فخر زمان | برد بر سرگین دانی همچنان
که دران بُد استخوان و خرقها | وز پلیدیها و هم از خرقها
گفت این سرها پر از حرص و هوا | بوده اند همشکل سرهای شما
این زمان هستند چون عظم رمیم | زود خاکستر شوند ای ذی نعیم
وین پلیدیها که می بینی عیان | بد طعام رنگ رنگ مردمان
که بصد کوشش بدست آورده اند | وین چنین بگذاشته می بگذرند
اینکه بینی خرقها و جامها | هست زیب شان که پر انداز بها
مرکب ایشان بود این استخوان | کو بگشتندی بهر گرد جهان
جملگی دنیاست این ای بادفام | هر که خواهد که برین گرید نزار
گو بکن گریه که باشد جای آن | پس گریستند حاضران آن زمان
حال دنیا چون بدین خواهی بود | دل دران بستن ندیداری بود

۲۹۵

قصه دنیا مثال خواب دان
این جهان با کس وفاداری نکرد
دل بحسرت داد و غمخواری نکرد
ای برادر سوی گورستان گذر

در غم دنیای دون جان داده‌اند / در لحد بی‌سود و پا افتاده‌اند
خانمان‌شان شده یکسر خراب / منزل و آرامگاه‌شان خراب
کس نشد از دوستان همراه‌شان / هر یکی تنها سفر کرد از جهان
مال و زر هرگز کسی با خود نبرد / عاقبت در حسرتش جان داده مرد
در پریشانی فتادند عاقبت / بر همه شد تنگ راه عافیت
عبرتی بادا اولی الالباب را / سوز چشم خویش کحل خواب را
مرگ بهر تست دایم در کمین / فکر رفتن کن بحال خود ببین
بازگشت تو برب العالمین / مسکن و ماوای تو زیر زمین
رشته دنیا گسل بهر ودود / تا بکی مانی دلا در تار و پود
شیوه اهل دلان کن اختیار / بوالفضولی را روا هرگز مدار
قصه قارون ندانی ای پسر / کاندرین دنیا چه دید از مال و زر
چون مآلت نیست جز ملک عدم / پس چرا سرگشته بهر درم
در دل هر کس که باشد حب مال / کی بیابد در جهان نور کمال
اندرین عالم منه دل ای عزیز / گر تو خواهی تا شوی ز اهل تمیز
بر دل هر کس که دنیا سرد شد / او درین عالم ز اهل درد شد

یا زن و فرزند یا باسیم و زر — یا که اسپی باشد یا گاو و خر

قبلهٔ تو گر بود این چیزها — کی شمارت نزد حق باشد روا

اسم طاعت هست بروی از گمان — طاعت آن باشد که سازی همچنان

کانچنان از بهرِ تو فرمود رب — که شوی خاشع و زان با صد ادب

خاشع آن باشد که دائی ایجوان — که چه سازی و چه گوئی از زبان

هم کجا استاده‌ای با نیاز — و ز پی خدمت که هستی در نماز

دل نداری مایل چیزی دگر — با خدا هم از باشی سر بسر

دست و پا و چشم و گوش و جمله تن — باشد اندر حکمِ ربِّ ذوالمنن

طاعت آنکه باشد ای اهلِ نیاز — آن زمان گردد برو اسمِ نماز

هست این دنیای عام ای باصفا — هم شود دنیای خاصانِ خدا

گر بدینِ حق بچیزی بنگری — یا بچیزی مثلِ حق انس آوری

وانچه آن با راحتِ نفس و تنست — آن همه دنیای پستِ ای حق پرست

مصطفی آن پیشوای انبیا — کانچنان فرمود از راهِ عطا

نیست راحت از برای مومنان — غیرِ دیدارِ خدا اندر جهان

نزدِ من چیزی درین جای گذار — نیست دشمن‌تر ز دنیا زینهار

وانچه باشد باعث ذکر خدا هم از آن ذکرست ای اهل صفا
اصل دنیا آن بود اندر جهان که نصیبی نبود از عقبی در آن
هرچه دل دربند آن باشد ترا هست دنیا کان ز حق سازد جدا
وانچه نبود قلب تو دربند آن گرچه باشی تو همیشه اندران
چون نباشد در دل تو حب او هیچ نقصانی نیارد بهر تو
خاک باشد یا که باشد سیم و زر نزد تو یکسان در آید در نظر
هرچه در دنیا نه یاد حق بود بهر خاصان آنهمه دنیا شود
وانچه در عقبی ندید از خدا است آن همه از خواهشات نفس ما
هرچه در دنیا بدان حاجت بود اینچنین دنیا کی از دنیا شود
هرچه آن از میل نفس آید عیان هست دنیا از برای خاصگان
گر ز دنیا نیت عقبی بود نیست دنیا آن پی مولی بود
گر کنی دنیا طلب ای بانیاز تا شوی از خلق و عالم بی نیاز
بی گمان خسار تو ای نیکنام تا بد اندر حشر چون ماه تمام
گر نباشد در کف تو هیچ شی قلب تو باشد مگر در بند وی
تا بچنگ خود در آرم از کجا حب او پیدا بود در دل ترا

گر کفایت باشد او را بیشتر — در هلاک خویش هست او بی‌خبر

هر چه باشد زاید از قدر کفاف — آنهمه دنیا بود ای مرد صاف

هر کرا در حب دنیا بنگری — گفتهٔ او را بخاطر ناوری

زانکه نبود راست در گفتار خویش — جوید از وی گرمی بازار خویش

که نباشد خالی از زرق و ریا — نیستش باشد کجا با کبریا

اقتدای او مکن ای با عمل — تا نه افتد در ره دینت خلل

در دل هر کس که تخم زهد هست — گفتن مومن سزاوار ویست

در جهان دیوانهٔ غفلت مشو — تا توانی در ره شیطان مرو

جهد کن تا از جوانمردان شوی — بهر نان تا کی تو سرگردان شوی

عمر خود در حب دنیا کاستی — گه نه پیمودی تو راه راستی

حرص دنیا هست بس مذموم تر — مرد را سازد ذلیل و بی وقر

ای پسر بردار دل از حب مال — تا نیابد مهر ایمانت زوال

تا توانی توشهٔ رفتن بساز — وز تغافل وا مکن احتراز

دین مکن ضایع پی دنیای دون — پا منه بیرون ز حد خود برون

مگذر از اندازهٔ راه ادب — لا یحب المعتدین فرمود رب

عاریت دان آنچه داری در جهان
وقت مردن باز گیرند همچنان
هر کرا اندیشهٔ عقبی بود
قلب او کی مایل دنیا بود

حیف تو غافل ازین اندر جهان | جان و دل را باختی در حب آن
آنچنان دیوانهٔ بر رنگ او | که نه سنجی هیچ شی همسنگ او
دین خود کردی پی دنیا تلف | گوهر مقصود افگندی ز کف
بهر دنیا غافلی از کبریا | غیرتی نامد ترا ای بی حیا
دولت باقی به فانی میدهی | من ندانم عاقلی یا ابلهی
خود بگیر انصاف خود از خویشتن | کین چه عقل ست و چه فهم ای جان من
هرکه مبغوض خدا دارد حب | از خدا نازل شود بر وی غضب
همچو مرداریست این دار جهان | گرد او چندین هزاران از سگان
ریزهٔ او می برند از هر طرف | وز حسد بر یکدگر غوغای عف
عاقبت سازند آن یکیک کنار | همچنان ماند بجا این نابکار
صد عجب باشد ز تو ای نیکخو | که نسازی ترک و داری حب او
حب دنیا ثمرهٔ گاو خری | ترک دنیا قوت پیغمبری
حب دنیا راس هر جرم و خطا | ترک دنیا فرق هر فعل رضا
حب دنیا منبع حرص و طمع | ترک دنیا چشمهٔ زهد و ورع
حب دنیا تیرگی چشم جان | ترک دنیا نور عین دو جهان

ترک دنیا مایهٔ عیش و غنا
حب دنیا مرکز فقر و عنا
ترک دنیا حاصل عمر روان
حب دنیا ثمرهٔ خسر و زیان
ترک دنیا قاید طرق سداد
حب دنیا هادی راه فساد
ترک دنیا زینت گلزار دین
حب دنیا ضر باب یقین
ترک دنیا باعث قرب و کشود
حب دنیا موجب بعد و قیود

گفت پیغمبر که توبه زانکسار / من بهر روزی کنم هفتاد بار

هر که از افعال بد توبه نمود / چون کسی باشد که خاطی گه نبود

توبه تو حق پذیرد پیش ازان / که رسد جان بر گلو غرغرکنان

نور توبه هر کرا تابد بدل / بر گناهان گردد از حق منفعل

چون دران نور هدایت بنگرد / جرم خود را زهر قاتل شمرد

خویش را مسموم بیند چون ازان / بیگمان از وی هراس آید بجان

نادم و شرمنده گردد لاجرم / وز هلاک خود بترسد دمبدم

در پی تدبیر او گردد بجان / بهر دفع او بکوشد هر زمان

روز و شب اندیشه آن سم کند / وز مقی توبه قی هر دم کند

اشک حسرت ریزد از چشمان او / آتش غیرت بسوزد جان او

شهوت و حرص و هوا ترک آورد / وز دل خود پرده غفلت درد

از تن خود بر کشد لبس جفا / گستراند بهر خود فرش وفا

نور عرفان ست اصل این بیان / توبه خالص همه خیزد ازان

هر کرا محبوب میدارد اله / میدهد بر جرم خویش انتباه

توبه واجب هست بر تو هر نفس / نیست مستغنی ز توبه هیچکس

توبه دست از نگرفتنی / توبه پا است از نارفتنی

نقل باید با همه اندامها / از خطا و معصیت سوی خدا

تائبان را سه مقامست ای پسر / یادگیرش گر تو هستی با خبر

عذر کردن از گناهان از زبان / وز جوارح باز استادن از آن

دل پشیمان بودن از یاد خطا / هر زمان نالیدن از خوف خدا

از نبی هست این حدیث ای مرد نیک / بهر او کفارهٔ طیّار کرد

هر که استغفار گوید بیشمار / رزق او افزون کند پروردگار

کردار شاه آن شه علم لدن / گر ز بیش هر زشتی نیکی بکن

نیکی تو سیّه را از جا برد / آب همچون شوخ جامه را برد

توبه هر کس بود محبوب رب / از جوانان لیک میدارد احب

گر ترا باشد تمنای فلاح / توبه کن هر لحظه ای اهل صلاح

کفر و اصرار و قنوط و امنی / شرک و بخل و کینه و کبر و منی

مکر و سحر و سرقه و طمع و هوا / ظلم و خشم و غیبت و بدع و ریا

از دو تا و از لواطت وز فسوق / از قذوف و از خیانات عقوق

از فواحش وز نمیمت وز شکوک / از جزع و از غضب وز سحر خوک

٣٠٣

جرم خود بیند منافق چون مگس
باز از آنجا می پرد جای دگر
گفت پیغمبر که قبل از نزع جان
ای مسلمانان بترسید از خدا
نیک باید جمله افعالکم
دور باشید از هوای مال و جاه
توبه کن از خوردن مال یتیم
بر زبان توبه و در دل حقد و کین
چون نمودی توبه حاصل کن ثبات
هر که بر توبه شود ثابت قدم
هر که بر خود پرده عصمت درد
مهلت یک روز خواهد از ملک
گویدش بسیار بوده روزها
ساعت عمرت کنون آخر رسید
گر دو سه آنگه ساعتی مهلت طلب

قال النبي صلى الله عليه وسلم توبوا الى الله قبل ان تموتوا ١٢

کان ببینی می نشیند بر نفس
همچنین سهلش ببیند از نظر
از پی توبه دوید ای مردمان
پاک گردانید دل را از عصی
گفت حق لا تبطلوا اعمالکم
کان کند قلب شما سخت و سیاه
گر ترا خوفی بود از روز بیم
توبه زین توبه بکن ای اهل دین
وز خدا هر دم طلب راه نجات
نور حق تابد به قلبش دمبدم
وقت مردن حسرتی در دل برد
تا کنم توبه ز هر عصیان و شک
چون نکردی توبه از راه خطا
هیچ روزی نیست اکنون ای عنید
گویدش ساعت نماند ای بی ادب

کاینچنان گفت آن رسولِ کبریا — بنده‌ء باشد که از فعلِ عصا
داخلِ جنت شود از فضلِ حق — گردد از بهرِ کرامت مستحق
کرد یاران این چنین از وی سوال — کان چگونه باشد ای عالی خصال
گفت از وی چون گناهی سر زند — او بدل هر دم پشیمانی کشد
وان گنه در پیشِ او باشد مدام — تا رسد در جنتِ دار السلام
قلبِ مومن همچو آئینه بود — ظلمتی از هر گنه در وی رسد
وز عبادت میرسد نوری بدل — ظلمتِ عصیان شود زو مضمحل
گر تو خواهی نورِ ذاتِ کردگار — ظلمتی بر روی آئینه مدام
گر کنی اصرار بر کارِ زبون — جوهرِ دل زو بگردد قیرگون
آن زمان تیمارِ او مشکل بود — کوششِ بیهوده لاحاصل بود
همچو آئینه که زنگارش بخورد — وز رخِ او نور را یکسر ببرد
اینچنین کس توبه نتواند نمود — ور کند او را نباشد هیچ سود
زانکه نبود توبهٔ او جز زبان — قلبِ او آگه نگردد یکزمان
هر که جرمِ خورد را بیند حقیر — آن گنه در حقِ او گردد کبیر
وحشتِ عصیان بکن از دل بدر — تا بیابی انسِ طاعت ای پسر

له کما قال الله تعالی ان الحسنات یذهبن السیئات ۱۲

خصم خود کرده بسی اهل زمین / مال شان برده ز راه مکر و فن
تا گهان فضل خدا اش یار شد / در زمان مشغول استغفار شد
بازگشته از همه جرم و خطا / روی دل کرده بسوی کبریا
آنچه نزدش بود از مال و درم / یک بیک با خصم داده از ندم
میتوانست آنچه خصم خویش را / شاد کرده از سر خوف خدا
تا همه زر پیش خصمان بر نهاد / جامه هم از تن برون کرده بداد
مردی آمد گفت ای پاکیزه خو / که مرا چیزی همی باید ز تو
تهمتی آمد به نزد خویش داشت / از میانت بهر او بیرون گذاشت
عهد توبه با خدای خود ببست / خود نهان اندر کوای [?] نشست
گفت حق ما را چنین توبه کنید / چنگ خود در دامن عصمت زنید
گفت پیغمبر که خلاق جهان / شاد تر از توبه میگردد از آن
که بود شخصی بدشت هولناک / خسپد آنجا همچنان بر روی خاک
اشتری دارد که اسباب و طعام / هر چه میدارد بر او باشد تمام
چون شود بیدار اشتر گم بود / خیزد و در جستجوی او شود
بیم آن باشد که از لب تشنگی / میرد از شدت بصد درماندگی

۳۰۵ [illegible]

از تغافل معصیتها می نمود / جرم در دیوان خود بسیار بود
حرف عصیان در دل خود مینوشت / خواست تا باز آید از کردار زشت
مرهم توبه نهد بر قلب ریش / بر گذشت از کردار خویش [?]
عفو سازد ... [illegible]

[illegible]

پس بنزدِ عالمی نیکوخصال / رفت و از وی هم نموده این سؤال
گفت او را مر ترا توبه بود / لیک زینجا رفتنت بهتر شود
هست این جای فساد از بهر تو / رو فلانجا ای جوانِ نیکخو
کان زمین هست از پی اهلِ صلاح / باشد آنجا بهر تو روی فلاح
چون جواب آن بگوشِ او فتاد / از ندامت روی خود آنسو نهاد
درمیانِ راه فرمانش رسید / یک قدم برداشتن طاقت ندید
میل کرده آن طرف از صدرِ خویش / تا از آنجا افکند خود را به پیش
قدسیان را کشمکش آمد بهم / یک سوی رحمت دگر سوی الم
چون تخالف درمیانِ شان بخاست / هر یکی برگفت کان در جای ماست
حق تعالی گفت کانجا در روند / وان زمین را در مساحت آورند
گر قرین باشد از آن اهلِ صلاح / مستحقِ رحمت است و هم فلاح
ور بود نزدیک با اهلِ فساد / لایقِ تعذیب باشد آن عباد
چون بپیمودند او را قدسیان / یافته شبری بجای صالحان
قدسیانِ رحمتِ پروردگار / جانِ او بردند با عز و وقار
گر تو میخواهی مکانِ تائبان / یکنفس غافل مباش ای مهربان

قیمتش هر کس نداند زینهار | میدهد او را که خواهد کردگار
نیست توبه آن بضاعت در جهان | کان بود در خانهٔ هر مومنان
صد هزاران خلق را ایمان دهند | کی چنین توبه را آسان دهند
میدهند او را که شایسته بود | وز همه آفاق وارسته بود
در حق دل توبه را تریاق دان | بلکه او را آب حیوان ای جوان
نور توبه هر کجا تابان شود | کی در آنجا ظلمت عصیان بود
این سعادت را مده از دست خویش | ورنه بس حسرت بری ای پاک کیش
هر که او تائب نگردد در جهان | حق شمارد او کند در ظالمان

در بیان صبر که عبارت از حبس نفس است از متابعت هوی

هر چه آید بر سر تو از قضا | در صبوری کوش ای مرد خدا
صبر باشد حبس نفس ای دین شعار | صبر در هر چیزها آید بکار
در بلا و نعمت و در خیر و شر | صبر باید کرد ای جان پدر
در نشست و خاست و گفت و شنود | صبر میباید ترا ای اهل جود
صبر را انسر و خیر البشر | گفت مفتاح الفرج اندر خبر

دوم آن باشد که از هر منهیات / باز داری دست خود اے نیکذات

گر قرینان بدت بر وے شوند / تا ترا در کار عصیان افگنند

اندر آنجا خویش را داری صبور / گفته کس را نیاری در حضور

سوم آن باشد که از رنج و بلا / آنچه آید بر تو از حکم خدا

از کسے هرگز نخواهی یاوری / التجا در حضرت حق آوری

اینچنین اندیشه سازی آن زمان / کین بلا را وقت باشد بیگمان

چون در آید وقت از من بگذرد / یا قضا آید مرا زینجا برد

زین دو معنی یک به پیش آید مرا / کی کند این هر دو را جز کبریا

همچنین قسم چهارم را بدان / که گناهی پیش آید ناگهان

نفس و شیطان و هوا و یار بد / شهوت و پندار و غفلت جار بد

جمله گرد آیند تا از حق ترا / اندر آن عصیان در آرند اے فتا

تو در آنجا صبر گیری ای جوان / خویش را داری نگه زین دشمنان

تابع ایشان نگردی زینهار / بلکه با ایشان نسازی کارزار

زانکه حق فرمود در قرآن چنین / هست دشمن با شما دیو لعین

هم تو با او دشمنی گیری بجا / سر نیاری زیر فرمان هوا

پس بهر کاری که پیش آید کنون
نیست تدبیری بجز صبر و سکون

هر که او صابر نباشد در جهان
پیش حق قدری نباشد بیگمان

همچو نخلی کو ندارد هیچ با
بار و ثمر چون ور زوافتد ز جا

گر نباشد هیچ صبر اندر میان
نخل ایمان هم بیفتد همچنان

گر کنی در هفت جا این هفت چیز
بیگمان پیش خدا گردی عزیز

هر که را این هر باشد نظر
در حقیقت صابر است ای پسر

آنکه بر حق قسم و مدح صابران
راست آید در حق او آن زمان

نعمت و نیاز هجر خود ببین
رنج و محنت هست آسیب مومنین

اینچنین گفت آن رسول نیک خو
که خدا چون بنده را دارد عدو

با ملک گوید برو سویش کنون
نعمت من ساز بهر او فزون

بشنوم وارهم زود آواز زشتش همین
همچنین از خواندنش ای با یقین

ور خدا چون دوست دارد بنده را
با ملک گوید رسان سویش بلا

دوست میدارم ورا اندر جهان
خواندن و آواز او را همچنان

تو بدان اکنون که این اسباب جا
از کرامتهای بود ای دین پناه

کار خاصان نیست جز رنج و تعب
بر مصائب صبر کن ای با ادب

قال الله تعالی والصابرین فی البأساء والضراء وحین البأس اولئک الذین صدقوا واولئک هم المتقون ۱۲

۳۱۰

رنج و راحت را بیکسان بنگرند — بلکه در رنج و بلا راحت برند

رنج این عالم زنیغا بشمرند — جان خود را در مصائب پرورند

مرد حق را تا نباشد این مقام — کی بجای اولیا یابد قیام

از نکوی حق بود رنج و بلا — کی دهد حق با کسی جز اولیا

ور دعا گفتی رسول حق چنین — آنقدر یا رب بده یار الیقین

که نگاه من بسوی تو بود — سختی دنیا همه آسان شود

هر کسی را صبر بخشد خدا — میدهد او را که میداند سزا

آنچه اندک تر بود با مردمان — نیست جز صبر و یقین اندر جهان

هر که آن مستغرق مبتلی بود — کی دل او از بلا آگه شود

صبر بر دنیای دون باید ترا — صبر از ذکر خدا باشد خطا

هیچ صبرت نیست از کار جهان — صبر چون داری ز خلاق جهان

صبر کن بر نعمت و مال و منال — صبر کن بر شوکت و جاه و جلال

هر که صابر نیست بر رنج و الم — در محبت نیست صادق لاجرم

صبر چون ایوب کن اندر بلا — تا بیابی صحت و عیش و بها

صبر کن بر تلخی صبر ای پسر — عاقبت شیرین شود همچون شکر

گر بود راضی و صابر اندر آن
آن بلا تیمار باشد بهر آن

حق تعالی از کرم آن بنده را
میکند از مقبلان با صفا

گر تو هستی راست در دعوای خویش
اینهمه آور بجای پاک کیش

تا همه گفت و شنودت حق بود
مردی و چالاکیت باور شود

در بیان شکر حق سبحانه

ای پسر بر خویش فضل حق شناس
باش دائم بر ره شکر و سپاس

نعمتش بر بندگان بسیار دان
ره نیابد هیچکس بر حد آن

هر دو عالم هست مستغرق نعمتش
کس نباشد بی نصیب از رحمتش

گر نمائی نعمت او را شمار
در حد و اندازه ناید زینهار

در جهان چیست که توانی شمرد
کی بشکر او توانی راه برد

لیک دانستی چو جمله از خدا
شکر آن مجمل همیکردی ادا

گفت موسی در مناجات ای کریم
کافریدی آدم از صنع قدیم

نعمت هر گونه با او شد عطا
او سپاس تو چه سان کرده ادا

گفت دانست آنهمه از حضرتم
علم او بوده سپاس نعمتم

هر چه هست از حق همه نعمت بود
بر همه شکر تو او واجب شود

شکر کن بر نعمت‌ها ای با یقین | کین مدد از غیب می آید همین
هر زمان در خویشتن دار انتقال | گر نمی دل را ببخشد اعتدال
گر نیاید این مددها سوی تو | کی قیامی تو بود ولی نیک خو
قصهٔ داود نشنیدی مگر | کاده و چون شکر رب بحر و بر
که سپاس نعمتم کردان ادا | گفت داود ولی خدای دوسرا
آنچه نعمت آمد از تو سوی من | شکر آن کردم ادا ای ذوالمنن
حکم شد از درگه رب جلیل | تا نگه دارد هم او جبرئیل
چون وحی بگرفت جبرئیل امین | گفت از جبرئیل داود اینچنین
دست خود را از گلویم باز دار | تا برآرم این نفس ای غمگسار
آنچه طاعت کرده ام در عمر خویش | سه یکی وادهم بتو ای پاک کیش
گفت جبرئیل ای نبی با صفا | نیست فرمان از جناب کبریا
گفت دست خود بنه ای جبرئیل | نصف طاعت بهر تو کردم سبیل
تا نفس از من برآید این زمان | گفت فرمان نیست از رب جهان
گفت و بخشش از همه طاعت ترا | داودا ای خاص درگاه خدا
دست خود را باز دار از من کنون | تا نفس از من همین آید برون

۳۱۲

[illegible]

نیست از محجوب شکر و هست خیر ... چون کنی شکر خدای داد گر
هر که سازد در جهان شکر نعیم ... نعمتش افزون کند رب کریم
ور کند کفران نعمت در جهان ... در عذاب سخت افتد بیگمان
شکر نعمت هم ز توفیقش بدان ... کی شود بی فضل او کار جهان
گرچه پایانی ندارد نعمت او ... شکر آن لازم بود ای نیک خو
هرچه از حق دور گرداند ترا ... نعمتش هرگز مدان ای با وفا
نعمت آن باشد که اندر کار دین ... دل فراغت باشدت ای با یقین
آفریده هرچه حق اندر جهان ... چار قسم آمد بحق مردمان
اول آن باشد که در هر دو سرا ... سود دارد واز پی خلق خدا
همچو علم و خلق نیکو در جهان ... در حقیقت نعمت است ای جوان
دوم آن باشد که در دنیا و دین ... جز زیان هرگز نباشد بالیقین
همچو نادانی و بدخویی ز بس ... در حقیقت هم بلا است و بس
سوم آن باشد که در دنیا بود ... رحمت است ای مؤمن اهل ورع
زان دران عالم بود رنج و بلا ... همچو نعمتهای دنیای فنا
هست این نعمت بتر دان ای فلان ... نزد بابا عارفان و عاقلان

لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید ۱۲

[illegible]

۳۱۴

با فقیران و مساکین ای پسر
هم مؤدب شو بخدمت پیر و جوان
از پی آنکه شود راضی رب جهان
چیست شکر نعمت حق از زبان
گفتن الحمد لله جاودان
شکر از دل هم که بشناسی ورا
وین همه نعمت از و دانی عطا
خیر خواه خلق شو دور از شری
ور حسد بر نعمت کس ننگری

[illegible]

بر بلا هم شکر کن ای با خبر — که بلای هم بود زان صعب تر

هر که باشد مستحق چوب دست — گر زند از مشت جای شکر هست

از بزرگی گفت شخصی این سخن — که بدزدی شد همه کالای من

گفت شکری کن که شیطان لعین — خست ایمانت نبرد ای اهل دین

هم بلای کاندرین دنیا بود — بیگمان کفارهٔ عصیان شود

هر چه یابی در جهان رنج و عقاب — اجر باشد بهر تو روز حساب

گر فتادی رنج تو در روز دین — سخت تر بودی ترا ای با یقین

گر بلای حق بعزق تو گماشت — از هزاران در امان خود بداشت

گر بهر عضوی چنین بودی بلا — تو چه کردی ای جوان با وفا

حق تعالی چون نکرده اینچنین — پس سپاس او بکن ای اهل دین

هر چه از محبوب با رنج و محنت است — در حق خاصان مثال نعمت است

اصل نعمت این بود ای با صفا — کز خدا هرگز نخواهی جز خدا

جنت عدن هست جای شاکران — ساقلین باشد مکان کافران

شاکری را هر کجا افتد گذر — آن زمین سازد تفاخر بر دگر

که عزیزی از عزیزان خدا — ساخته بر من گذر با صد صفا

[illegible]

پس تحصیدستی و ذلّ و رنجها	هر یکی این نعمت است ای باصفا
درجهٔ شکر از صبوری فاضل است	رتبهٔ شاکر ز صابر کامل است
زانکه خیزد شکر از کانِ رضا	سر زند صبر از گریبانِ بلا
صبر از رنج و محن ظاهر شود	شکر از نظّارهٔ منعم بود
گفت پیغمبر امام مرسلین	کاین چنین فرمود ربّ العالمین
هر که ننهد گردن خود بر قضا	وز صبوری پیشم آید در بلا
بر نعیمم شکر گوید در جهان	من نویسم نام او با صادقان
هم بر انعامم بصدیقان و را	وانکه ننهد بر قضای من رضا
هم نباشد در بلای من صبور	بر نعیم من نگردد هم شکور
پس بده او را خبر تو اینچنین	که خدای خویش جز من برگزین
شاکران و راضیان هر دو یک اند	تا رضا ننهند شاکر کی شوند
شکر باشد کی مسلّم بی رضا	هم رضا بی شکر کی باشد روا

در بیان رضا که عبارت از خشنودی نفس است در هرچه به بنده رسید یا فوت شود و بلا التغیر [illegible]

باش دایم در رضای کردگار	کوش در خوشنودی پروردگار
هرچه آید بر سرت تو از قضا	پا منه بیرون ز میدانِ رضا

۳۱۵

خاصه از خاصگان حق شود
هر که نپسندد قضای کبریا
نزد حق عاصی بود ای باصفا
هر قضای کاید از آن باشد هوا
هم رضا با پدران ای باوفا
واجب آید بر قضا راضی شدن
وز هوای نفس پا بیرون زدن
[illegible]

زانکه در عالم [illegible]
[illegible]

میکند میگوید و هم میخورد هم بهر جا که خواهد میرود
کفر خود مخفی نماید اندر آن خویشتن را بشمرد از راضیان
گرد این راه چنین قوم پلید تا توانی بر مگرد ای اهل دید
هر که را عقل و تمیزی در سرست ترک امر و نهی سازد کافرست
تا ترا حاصل بود عقل و تمیز امر و نهی از تو نخیزد ای عزیز
هیچکس کامل نبوده در رضا چون گروه مرسلان با صفا
امر و نهی حق چو زیشان بر نخواست دیگر آیا این سخن پیش کی سزاست
گر تو خواهی تا نیفتی در هوا دور شو زین قوم و زین راه خطا
شد رضا ای دل مقامی بس رزین کی رسد هر کس در آنجای گزین
هر که بر روی فضل حق باشد تمام او بیابد در رضای حق قیام
هر که آرد استقامت بر رضا رتبهٔ او کس نداند جز خدا
در میان بندگی و خواجگی هست سری کس ندارد آگهی
آن کسانی را که باشد خبر کاندران جای محسن باشد گذر
داوری هرگز مکن بر این سخن وز سر انکار با من دم مزن
گوش کن از گوش جان ای نیکخو تا بیان این سخن گویم ز تو

۳۱۶

[illegible]

مرضی حق از همه بهتر بدان — طالب او باش دایم در جهان
از رضای حق اگر خواهی نشان — دم مزن در کار خلاق جهان
آنچه آید از قضای ذوالمنن — ترک کن از اختیار خویشتن
هم که امنیت نسازی از قضا — هم بود بیجان الفت در بلا
پارسائی گفت روزی اینچنین — کای باران نیک بار و بر زمین
گفت با لقمان اینچنین در گوش او — که زبون باریده است ای نیکخو
هر چه پیدا آمد از رب ذوالمنن — بهتر است اندر مقام خویشتن
بر رضای حق هر آنکس سر نهاد — باب جنت را بروی خود گشاد
آن رضا باشد که رب دوسرا — در عبودیت پسندد مر ترا
هم تو سازی بر عبودیت پسند — شادمان باشی از و ای ارجمند
گر بسوزاند تو را حق صد سال گاه — مثل آن ساعت نباشد رنج یار
کانچه او سازد حقیقت ای جوان — تو پسندی ز صد جان روان
در خبر آمد رضینا بالقضا — پا منه بیرون ز تسلیم و رضا
آن بود اصل رضا ای جان من — گر نبینی جز خدای ذوالمنن
هر زمان مستغرق نورش شوی — در صفات خویشتن بیرون روی

بیان قناعت

۳۱۶

قلب قانع را بود هر دم فراغ

قلب قانع مظهر لطف خداست — گنجی از گنجینه های کبریاست
پس قناعت کن بعالم ای پسر — گر قناعت نیست کاری خوبتر
هر کرا نور قناعت در دل است — نعمت دنیا و دینش حاصل است
گر شود صبر و قناعت حاصلت — چشمهٔ حکمت بجوشد از دلت
ریزه خوان قناعت هر که چید — بر سریر استراحت آرمید
قلب قانع هر کرا بخشد خدا — دولت هر دو جهان سازد عطا
در نهد تاج سعادت بر سرش — افکند زینت ولایت در برش
باز دارد از بلای دو جهان — رحمت و رحمت فرستد سوی آن
از خداوند کرامت سازوش — در محبت خویشتن بشمار وش
فارغ از فکر جهان سازد ورا — مقصد او جمله گردد اندر روا
ظاهر و باطن سزای حق کند — وز همه بند جهان مطلق کند
جاودان حق را ببستان عبید — کار باشد بی همه گفت و شنید
در جهان هرگز زانظار آمده — قلب او خالی نباشد هیچگاه
هر دلی کز غیر فارغ باشد آن — از خدا خالی نباشد بیگمان
از چه آنکس یافت این عالی مقام — زانکه او را هر چه حق داد از انعام

خواستن چیزی ز دونان ای پسر — پیش مردانست از مردن بتر
در سوال هر کس که بگشاید زبان — مبتلا در فقر ماند جاودان
هر که بگشاید لب خود در سوال — مضطر تکیه پیش قید اندر زوال
گر تو هستی صاحب عقل و ادب — بهر حاجت پیش کس مگشای لب
فقر و فاقه پیشهٔ مردان بود — عیش و عشرت کار بدکیشان بود
تا نسازی رنج دنیا اختیار — راحت عقبی نیابی زینهار
تلخی خود ای عزیز با عمل — بهتر از شیرینی اهل دول
نان جو خوردن بصد شکر و طرب — به که پیش کس ستادن از ادب
هر کرا پای قناعت محکم است — بگمان از حلقهٔ صافی دم است
گر تمنای غنا داری پسر — جز قناعت نیست تدبیری دگر
گفت موسی ای خدای اهل داد — که توانگر تر که باشد از عباد
گفت باشد آنکه قانع اندر آن — آنچه من او را دهم اندر جهان
گر غنا جویی بجمع نقد و مال — حاصلت چیزی نگردد جز ملال
مال و زر چندانکه گردد بیشمار — احتیاج تو زیک گردد هزار
پس قناعت از پی تو بهتر است — صد خطر در کثرت سیم و زر است

وصف انسانی اگر داری بجان　　کم خور و کم خواب و کم گو همچنان

کم بخلق آمیز و در خلوت نشین　　بگذر از حرص و هوا و مکر و کین

مرغ روحت کی پرد بر لامکان　　بسته سنگ هوس بر بال آن

گر سبکتر باشی از حرص و هوا　　در رهی تا ذروهٔ قرب خدا

مست شو از بادهٔ ذکر خدا　　قلب خود صافی کن از زنگ سوا

تا ترا شد خدا اگر در جهان　　فارغ آئی از همه بند جهان

جز خدا هرگز نیاسائی دمی　　لیک بود پیش تو هر بیش و کمی

لیک چون افتاده اندر حجاب　　زان نمیدانی خطا از صواب

بی قناعت این همه باشد محال　　زانکه حرص و هم است طامع از کمال

ای برادر بیش از قسمت مخواه　　بیش از قسمت نیابی هیچگاه

قرض کس بر خود مکن ای باخبر　　باش مستغنی بماند کس بسر

نفس را او بند کردن نزد من　　از تقاضا بهتر آید بی سخن

تندرستی گر ترا می بایدت　　عادت کم خوردنی میشایدت

هر کرا بسیار خواری عادت است　　بهر او صد ذلت و صد آفت است

هست سیری موجب رنج و سقم　　هست سیری باعث درد و الم

٣٢١

گر پری معده گردد جاهلت ... نور عرفان گشته گردد در دولت
گفت پیغمبر رسول با تمیز ... مورث تاریکی دل شد سه چیز
حب خوردن حب گفتن حب نوم ... اسخند زین هر سه‌ای سالار قوم
گفت اجیعوا بطنکم ای مردمان ... از قلیل ضحک و نوم اندر جهان
طهروا القلب بالجوع وانظروا ... عظمت الله تعالی من خضوع
گفت پیغمبر که اقرب از شما ... هست با من بالیقین روز جزا
آنکه جوع و فکر او در راه دین ... بیشتر باشد ورا اندر زمین
در حدیثی دیده ام ای با خبر ... جوع آمد مغز طاعت سر بسر
فکر یک نیمه عبادت آمده ... خوردن کم جمله طاعت آمده
سیر گردد هر که در دار جهان ... گرسنه باشد بعقبی بیگمان
وقت سیری در نماز ای دین پناه ... در مناجات خدا لذت مخواه
گرسنه باشی اگر اندر جهان ... باب جنت را بکوبی ای جوان
چه مها خیزد ز سیری ای پسر ... تا توانی ساز از سیری حذر
نفس کافر را بکش شمشیر جوع ... کی توانی گشت ای اهل خشوع
چون ز اکل و شرب پر گردد شکم ... کاهلی و غفلت آید لاجرم

خوف سازد که نباید زینهار | تا نباشد بهر او ناسازگار
همچنان دنیای دون را آن کریم | دور میدارد ز یاران سلیم
قیمت دنیا اگر پیش خدا | یک پر پشه بدی ای باصفا
هیچ کافر را ندادی در جهان | شربت آبی که نوشیدی بجان
پس مباش ای دل بحرص زر و سیم | فاستعذ من مکر شیطان الرجیم
حرص سازد آدمی را بی وقر | تا بکلی از حرص گردی دربدر
حرص مردم را بچاه غم برد | مرغ را در بند صیاد آورد
حرص دنیا بس بود مذموم تر | افگند اندر ره دین صد خطر
گر بکلی از قناعت بگذری | غنچگی را همچو گل از هم دری
عشر مومن آن بود ای اهل راز | که شود از خلق و عالم بی نیاز
گفت پیغمبر که بنگر سوی آن | که بود در دین تو در این جهان
ناسپاس نعمت حق آوری | ور ز راه صبر و قناعت نگذری
واشما ابلیس میگوید ترا | که قناعت میکنی بهر چرا
که فلان بسیار دارد مال و زر | تو ز دنیا چون همی سازی حذر
هم فلان عالم فلان زاهد فلان | میخورد مال حرام اندر جهان

تا نگردی از زیان کاران دین / وز همه نفرینگان بی یقین

راه حق ور است گر باید ترا / این بیان را یاد داری با صفا

که قناعت کن بکار این جهان / کن عمل در کار دین بر عکس آن

هست در دنیا بسی رنج و تعب / هست در عقبی بسی عیش و طرب

هرچه در وی بینمائی اشتغال / حشر تو با او کند رب تعال

هر کسی با جفت خود فردا بود / هر کسی با مقصدش یکجا بود

هر کسی باشد بیار خویشتن / بد بجای بد حسن جای حسن

هرچه امروز اندرانی اینچنان / بالیقین پیشت بود فردا همان

هرچه تو امروز میسازی عمل / پیش تو آرند فردا ای دغل

هرچه میگوئی بخوانی لاجرم / با که بنشینی بخیزندت بهم

می پرستی هرچه امروز ای لئیم / بیگمان فردا بخیزی همدگر

هرچه تو امروز مشغولی در آن / لاجرم فردا شوی مشغول آن

هرچه کاری عاقبت دروی همان / هرچه گوئی عاقبت شنوی همان

گر بکاری تخم جو اندر زمین / گه از و گندم نروید بالیقین

ور فشانی تخم گندم در جهان / جو از و هرگز نروید همچنان

گر نسازی زاد راه آخرت	پس چه کار آید ترا سیم و زرت
صبر کن بر هر چه داری نوش و نیش	یک زمان غافل مباش از زاد خویش
آنکه هر دم از پی دنیا دود	عاقبت بی بهره از دنیا رود
هر کرا میراث پیغمبر دهند	در دلش گنج قناعت در نهند
فارغ آن باشد به پیش کبریا	کز دل و جان فارغ آید از سوا
ظاهر و باطن بکار حق بود	در همه فکر جهان فارغ شود
گر نباشد متصف بر وصف این	کاهلی دان در ره دنیا و دین
پند اشرف بشنو و عبرت پذیر	باش فارغ از در شاه و امیر
در عبادات خدا مصروف باش	خاک بر فرق هوا و نفس پاش
هر که این گفتار اشرف گوش کرد	دیگ ایمان از دل او جوش کرد

در بیان توکل که عبارت از سپردگی است در چیزیکه از احاطهٔ قدرت بشر بیرون باشد

بر توکل باش ای جان پدر	بگذر از تدبیر نفس بد گهر
کن توکل بر همه کردارها	خویش را مگذار در آزارها
دار چشم دل برب ذو المنن	باش فارغ ز اختیار خویشتن
حول و قوت جمله باشد از خدا	از میان بردار خود را ای فتا

هست کافی بهر تو رب ودود
عنکبوت آسا مشو در تار و پود
دل نهادن بر سبب باشد عجب
چون سبب را [illegible]
از سبب بگذر مسبب را شناس
تا بکی در [illegible]
تکیه کن اندر جهان بر فضل رب
حق برای رزق تو وعده نمود
از برای رزق سرگردان مباش

شد توکل مخّ اخلاص ای امین — هم عماد دین و هم حبل یقین
بهر مومن لازم است این هر سه چیز — مگذر از راه توکل ای عزیز
هر کرا اخلاص نبود در جهان — بیگمان بوی نفاق آید از آن
گر عماد دین نباشد ای پسر — دین تو باشد همیشه در خطر
نیست گر حبل یقین ای ذو الکرم — بر سبیل فتنه باشی لاجرم
هر که متوکل نباشد در جهان — دارد ایمانش سه رخنه بیگمان
هر سرای کاندر آن رخنه شود — بیم دزدان لاجرم در وی بود
رخنهٔ ایمان را اگر داری عزیز — رخنهٔ ایمان به بند ای پرتمیز
شد توکل فرض بهر مومنین — کاینچنان فرمود حق ای با یقین
که توکل آورید ای مردمان — گر شما هستید از گروندگان
هر که در راه توکل پا نهد — عاقبت یزدان بدو مقصد دهد
گر توکل آوری بر کبریا — بیحساب آئی بجنت ای فتا
بگذر از اسباب و اکساب جهان — باش متوکل برب انس و جان
رزق تو موقوف بر اسباب نیست — روزیت معطوف بر اکساب نیست
بر کرمهای خدا کن اعتماد — تا رهی از هر بلا و هر فساد

۳۲۵

گر بود از قدر حاجت بیشتر | از توکل دور گردی سربسر
راه تقوی گیر ای اهل ادب | وانچه گو فرمود احمد در طلب
رزق را از معصیت حاصل مکن | در دولت اندیشهٔ باطل مکن
گر بر زا تفتیش داری وثوق | چون روی از بهر روزی در فسوق
مال دنیا کن براه حق نثار | دست و دل از کار باطل دور دار
هر کرا صبر و توکل حاصلست | در مقام زهد و تقوی کامل است
هر چه مشغولت کند از راه دین | گرد او هرگز مگرد ای با یقین
هر که دل بندد بچیزی در جهان | همچنانش بگذارند اندر آن
بهر روزی میدوی هر سو چرا | رزق خود هموار میجوید ترا
نزد حق باشد کنوز دو جهان | کی منافق را بود ایقان آن
چون من و تو وعده سازد اگر | مطمئن گردد دل تو سربسر
حیف چون ناید بقلب تو ثبوت | وعدهٔ حی الذی لا یموت
هر که دل بر وعدهٔ خالق ببست | از همه شغل جهان فارغ نشست
وانکه دل بر وعدهٔ مخلوق بست | داد اندر پنجهٔ ابلیس دست
با توکل باش دایم ای جوان | دامن دل کش ز اسباب جهان

معنی تسلیم ای اهل صفا — هست اطمینان دل با کبریا

هست در تدبیر صد رنج و عنا — هست در تسلیم صد عیش و غنا

شیوهٔ پیغمبران تسلیم بود — حق جدا از بهر شان رحمت نمود

هر که سر بر خط تسلیم سود — بر سر او سرفرازی جا نمود

درجهٔ تسلیم باشد بس عظیم — دامن او گیر ای مرد سلیم

تا نجات خود ورا نبود یقین — از خدا هرگز نخواه ای اهل دین

کی روا باشد مفوض را چنان — کز صلاح نفس جوید در جهان

لیک گر از امر و نهی حق بود — خواستن از بهر تو بهتر شود

وانچه باشد اندران شک نجات — دست گیری از طلب ای نیک ذات

گر تو پیچی اصل تفویض ای پسر — آنچه پیش آید ترا از خیر و شر

سوی خود هرگز مبین و ز هیچ شی — جمله میدان از در درگاه حی

دست را برکش ز جمله حیلها — کار خود بگذار سوی کبریا

از تصرف دست خود کوتاه کن — تکیهٔ خود بر در الله کن

باش فارغ در جهان از طلب — بر در تفویض بنشین از ادب

پا بنه بر فرش تسلیم ای عزیز — تا چه می آید ز درگاه عزیز

محترز باشی ای عزیز با ادب [illegible]

یکدرم هست از ربا [illegible]

[illegible] قبول افتد نماز [illegible]

جمله طاعت [illegible]

گفت پیغمبر که [illegible]

هر که آن پرهیز از وجه حرام [illegible]

[illegible]

زانکه تفویض از کسی حاصل شود / که ورا اخلاص حق در دل بود

دیدهٔ او بر خدا باشد بصیر / داند حق را کافی و رب قدیر

هر چه سازد بر خدا دارد نظر / کار را و اخلاص باشد سر بسر

کس مقام او نداند زینهار / کی شناسد قدر او جز کردگار

در بیان تقوی و ورع که اختیار کردن اعمال جمیله و ترک افعال رذیله

سر بپیچ ای دل ز تقوی و ورع / باش یکسر تارک حرص و طمع

قوت خود کن در جهان اکل حلال / تا ترا حاصل شود نور کمال

حق تعالی گفت با پیغمبران / که کلوا من طیبات اندر جهان

مصطفی زان گفت بر هر مؤمنان / که تلاش اکل طیب فرض دان

گر نباشد اکل تو از طیبات / سود نارد بهر تو صوم و صلوات

هست بر بیت المقدس یک ملک / میکند هر شب ندا بی ریب و شک

که خورد هر کس که بی وجه عدول / سنت و فرضش نسازد حق قبول

هر که چل روز اکل او باشد حلال / که ز حرمت هیچ نبود اتصال

حق دلش از نور حکمت پر کند / حب دنیا از دلش زایل کند

اکل طیب گر خوری ای کامیاب / هر دعای تو کند حق مستجاب

[illegible]

تا نسازی قوت خود را از حلال | ره نیابی در حریم ذو الجلال
لقمهٔ تو گر نباشد از حلال | هفت اندام تو افتد در وبال
گر بخواهی در نخواهی ای پسر | لاجرم در معصیت افتی بسر
ور ترا اکل حلال آید بدست | خود بخود قلب تو گردد حق پرست
هر زمان یابی ز حق توفیق خیر | میل تو هرگز نباشد سوی غیر
سر نهی بر طاعت رب جهان | خالی از ذکرش نباشی یکزمان
پس ورع باشد پی تو کیمیا | که مس قلب تو سازد جدا
تا نه پیچی سر ز شبهات و حرام | کار دین از تو نیاید انصرام
لوث شبهت هر چه بینی اندران | گر تو مردی باش ازوی برکران
هر که چل روز از ره شبهت خورد | قلب او تاریکی و زنگ آورد
حضرت صدیق از دست غلام | کاسهٔ شیری فرو برده بکام
بعد از ان آگاه شد از وجه آن | کرد قی انگشت کرده در دهان
بیم آن بوده که از رنج و عنا | روح او از قالبش گردد جدا
خواست استظهار در درگاه حق | هر چه بیرون نامد از رگهای وی
در دهان توسن نفس حرون | نه لگامی از ورع ای باسکین

[illegible]

ناظر چشم بصیرت بوده اند
محترز بوده اند از مال حلال
تا نه از حرمت بیابند اتصال
[illegible]
تا ز فضل حق بیابی آن مقام
[illegible]

از سر ظلمات و مکر و حیله‌ها — هرچه یابی میخوری ای بی‌حیا
وعظ گویی خود کنی برعکس آن — میفروشی دین خود از بهر نان
لقمه‌های چرب میجویی مدام — میکنی پر شکم را از حرام
خرقهٔ تزویر را بر تن کشی — نعمت هرگونه از هر جا چشی
از برای لذت حلوای تر — شیر مادر میکنی مال دگر
نیست فرقت از حلال و از حرام — آنچه باشد زود تر آری بکام
میکنی وجد از ریا بهر شکم — صوف میپوشی پی مال و درم
میزنی حلقه بباب اغنیا — میکنی زر را ز ره زرق و ریا
کی بود قدر تو با تسبیح و دلق — تا نه دوزی چشم خود از سوی خلق
خود بده انصاف خود ای پر طمع — کاین چه دین است و چه تقوی و ورع
از برای لقمه‌های چرب و تر — سر نهی تا پی زر تب جبر و بر
نان خشک از دست رنج خود بکام — خوشتر است از لقمهٔ چرب و حرام
جامهٔ خود از پلاس شو تو مکین — بهتر است از جامهٔ ابریشمین
تابع لذات نفسانی مباش — گر آزادی چو زندانی مباش
مجتنب شو از در شاه و امیر — چند در دام هوا باشی اسیر

خوردن و خفتن همه با حجت مکن
پرده غیرت از هم شق مکن

تا که بوی زان ورع آید ترا
باز مانی از خیال ما سوا

پا بسوی خود کن در عزیمت استوار
بر ره رخصت مگر وای دین شعار

کار بر رخصت بود نقص جمال
کار بر عزیمت بود نور کمال

سر بنه بر سنت خیر البشر
دور شو از راه بدعت سر بسر

گر تو داری خواهش راه خدا
باش هر دم پیرو اهل صفا

راه تقوی گیر و از شهوت گذر
از حرام و شک و از شبهت حذر

اکل طیب پاکی جسم گل است
بل طریق پاکی جان و دل است

تا نگردد پاکی جسم و دلت
هیچ از طاعت نگردد حاصلت

هیچ طاعت بی ورع ناید بکار
بلکه سازد دور از پروردگار

در نماز آمد طهارت بالضرور
تا گذاری از سر عجز و حضور

هر کرا در دل بود حرص طمع
راست آید کی ازو زهد و ورع

تا اسیر شهوتی ای با کمال
از تو فرق نیک و بد باشد محال

هر که پرهیزد ز شبهات و حرام
بیگمان جایش بود دار السلام

هر کرا تقوی ونش باشد تهی
کی ز سر حق بیابد آگهی

تا توانی کوش اندر بندگی | بندگی آمد لباس زندگی
بندگی مصباح قلب آدمی است | بندگی اصل الاصول مردمی است
از سر آرایش عالم گذر | بند اندر بندگی حق کمر
دل منور میشود از بندگی | بی عبادت نیست لطف زندگی
فرق طاعت گر نهی پیش خدا | حق نهد اندر دلت نور هدا
راغب طاعت شود مرد سعید | کی شود این کار از دست پلید
همچو طاعت نیست کاری خوبتر | فرصت خود را غنیمت در شمر
نیست هرگز اعتماد زندگی | بندگی کن عذر کم بر بندگی
بسته دار هر دم پی طاعت میان | بندگی را مایهٔ عقبی بدان
پنبهٔ غفلت ز گوش دل برآر | عمر رفته باز ناید زینهار
میرود عمر عزیزت همچو باد | فکر زاد خویش کن ای نیکزاد
مفت ایام جوانی میرود | حیف لطف زندگانی میرود
راه طاعت در جوانی پیش گیر | کی شود کار جوان از دست پیر
گر تو داری قوتی در جسم و تن | همچو مردان حملهٔ مردانه زن
قدر بشناس ای عزیز با عمل | نیست ایام جوانی را بدل

گر کنی عمر عزیز خود تلف / زود از حسرت بمالی هر دو کف

کار فردا ساز امروز ای عمو / چون رسد فردا بجز حسرت چه سود

قبل رحلت ساز کن رخت سفر / تا نیفتی در بلای صعب تر

گرم رو اندر ره باطل مشو / یکدم از یاد خدا غافل مشو

یکدم اندر ذکر رب انس و جان / بهتر است از نعمت کون و مکان

یکنفس ضایع مگردان زینهار / باش در پاس نفس لیل و نهار

میهمانی میرسد سویت مدام / بهر مهمان سنت آمد احترام

باش هر دم همدم ذکر خفی / خاطر غیر از دلت گردان نفی

بهر طاعت حق ترا چون آفرید / بد بود غفلت ز طاعت ای عبید

در عبادت همت خود برگمار / روی دل از هر طرف سویش بیار

در عبادت کوش اکنون ای جوان / که همیشه زنده مانی در جهان

کوش اکنون در عمل ای جان پاک / نی در آندم که شوی پنهان بخاک

خواب نوشین از سر خود دور دار / تا رسی بر منزل دار القرار

در غم دین باش ای مرد یقین / روزگار خود مکن ضایع چنین

مست باش از باده طاعت مدام / تا شوی روز قیامت شاد کام

[illegible]

۳۳۴

حرص زنگ ست و آئینه دل است | طاعت شایسته بهرش صیقل است
پیشتر از حرص دل را کن بری | تا در و نقش جلوه حق بنگری
در عبادات خدا شو با یقین | فارغ از اندیشه دنیا و دین
گر شوی از فکر دنیا مضطرب | دور خواهی ماندن از قرب رب
گر درین ره پا چو مردان میزنی | دور باش از فکر دنیا ار دنی
گر عبادت از پی دنیا بود | پیش مردان کار نازیبا بود
بهر دنیا گر عبادت میکنی | خویشتن را در مصیبت میکنی
بندگی گر بهر حور و جنت است | از برای اهل عرفان آفت است
چیست حرص دین و دنیا جان من | در عبادت مایهٔ رنج و محن
تا توانی خویشتن را افگنی | در خیال کسب دنیا ار دنی
چیست دنیا ای عزیز با صفا | بهر بهر مایهٔ رنج و عنا
چیست دنیا ار دنی ای خوش خصال | از برای مرد حق وجه نکال
چیست دنیا ار دنی ای با حیا | منزل آفات و جای هر بلا
چیست دنیا ای عزیز جان من | بهر عارف هر زمان حبس محن
تا توانی در پی دنیا مباش | غافل از یاد خدای ما مباش

از عبادت در عبودیت گذر	وز عبودیت بعبدیت نگر
شد عبودیت مقام اولیاء	عبدیت آمد مقام انبیا
گر عبادت آوری ای اهل دین	در دلت پیدا شود علم الیقین
در مقام تو عبودیت بود	در دلت عین الیقین حاصل شود
در عبودیت کجا یابی مقام	تا برون نائی ز خود ای نیکنام
تا برون نائی ز بند ما و من	اصل طاعت کی شناسی جان من
در عبودیت فنای خویش کن	هستی خود را بکن از بیخ و بن
هر که بنهد در عبودیت قدم	آگهش سازند از سر قدم
گر نشان خواهی ز عبدیت بجان	از فنای خود فنا شو ای جوان
تا شود حق الیقین حاصل ترا	پاک گردی سر بسر از ماسوا
پند اشرف گوش کن ای اهل دین	هیچکس پندی نگوید این چنین
هر کرا گفتار اشرف شد پسند	گشت آن در هر دو عالم ارجمند

در بیان اخلاص که پاک کردن عمل است از لوث ریا

ای پسر اخلاص باید با خدا	پاک کن کار خود از لوث ریا
هر کرا اخلاص نبود در عمل	کی شود خالی ز اغراض و علل

۳۳۵

از ره اخلاص حق ... سر اخلاص است از اسرار رب
میدهد او را که میدارد حب
گر کنی تحقیق با کار خدا
کی پسندد خالق ارض و سما
هر که باشد طالب مال و درم
رو سوی او با خلق باشد لاجرم
با خلوص او را نباشد هیچ کار

۳۳۱

جمله باشد آنچه گویاری خلوص / ورنه باشی در طریق دین لصوص

خیر گردان نیست خود در جهان / انما الاعمال بالنیات دان

نیت مخلص بود باکردگار / نی پی جنت بود نی بیم نار

هر که طاعت کرد از بهر بهشت / از پی فرج و شکم تخمی بکشت

تا در آنجا کام نفس خویش را / سیر گرداند بصد حرص و هوا

وانکه طاعت کرد از خوف جحیم / چون غلامی هست کو از ترس و بیم

میدود در حکم مولی هر زمان / تا زدو کوبش نسازد ناگهان

هر دو را نسبت نباشد با خدا / زانکه کارشان بود حرص و هوا

آن بود پیش خدا محجوب‌تر / کان بهر کاری کند بر شیء نظر

جز خدا هرگز نخواهد از خدا / ترک سازد نعمت هر دو سرا

تا نسازی خویش را با حق فنا / کی نماید نور ایمانی ترا

از عبادت بهره آنکس را شود / کز خلوص نیتش با حق بود

هر کرا دیدار حق محبوب نیست / با خدا اخلاص او محسوب نیست

صبح وحدت تا نگردد حاصلت / کی برآید مهر اخلاص از دلت

مهر اخلاص ار ترا آید بکف / نور حق بینی عیان از هر طرف

که برای من نکرده این عمل | نیتش بوده با غراض و علل
گر تو خواهی نذر اخلاص ای فتا | پاک شو از شبهت شرک و ریا
اینچنین برگفته اند اهل دلان | که مثال علم را چون تخم دان
از پی آن تخم کشت آمد عمل | آب آن باشد خلوص لم یزل
گر نباشد آب اخلاص ای پسر | کی شود کشت عمل سبز و تر
جز خلوص از طاعت مقصود نیست | گر خلوصت نیست هیچت سود نیست
کرد ارشاد آن رسول نیک خو | نیت مومن به از کردار او
زانکه نیت بی عمل طاعت بود | کار بی نیت عبادت کی شود
مردی از قوم اسرائیلیان | سوی کوه ریگ آمد ناگهان
اندران ایام بوده قحط سال | مردمان را بود بس رنج و ملال
گفت گر گندم شدی کوه رمل | کردمی جمله به محتاجان بذل
وحی آمد بر رسول آن زمن | که بگو او را که رب ذو المنن
صدقهٔ تو از ره افضال خویش | کرد مقبول و رسد اجر کثیش
شد ثواب از درگه من آنقدر | کان همه را صدقه میدادی اگر
رحمت کرد آن نیت خود با خدا | نفس را بخل بده ای باصفا

وصف دل گیرد همه اعمال او
تابع حکمش بود افعال او

در ره حق هر که خاص الخاص شد
کار و بارش جمله با اخلاص شد

تا نباشد معرفت حاصل ترا
کی شود واقف ز اخلاص خدا

مصطفی فرمود رب و را
ننگرد بر شکل و اعمال شما

بنگرد بر قلب و نیت هر زمان
زانکه دل نیت گه آمد بیگمان

جز خلوص از طاعت مقصود نیست
گر خلوصت نیست هیچت سود نیست

حق تعالی هر کرا اخلاص داد
چشمهٔ حکمت بروی او گشاد

هست اخلاص هر عمل را همچو روح
گر کنی اخلاص یابی صد فتوح

از همه اخلاص و اهم هست باش
حرف غیر از لوح جانت بر تراش

در بیان تواضع که باعث رفعت است در دنیا و آخرت

با تواضع باش دائم در جهان
موجب رفعت تواضع را بدان

یاد دارم از حدیث مصطفی
کز تواضع مرد یابد ارتقا

کس نه در عالم تواضع بر نمود
که نه حق آن بنده را عزی فزود

از تواضع هر که برگیرد سبق
خلعت تکریم دریابد ز حق

در قیامت درجه اش گردد بلند
حق سلامت داردش از هر گزند

عاقلان کردند گشته امتحان | کز تواضع مرد گردد کامران
مظهر لطف خدا باشد مدام | مردمان سازند او را احترام

گر تواضع را ز دست خود دهی | گه نه بینی در جهان روز بهی
هر که باشد با تواضع در جهان | جای او باشد بجنت بیگمان

از تواضع سر بلند پیدا شود | در دو عالم ارجمند پیدا شود
هر که در راه تواضع پا نهاد | حق بروی او در رفعت گشاد

در تواضع هست عز و مهتری | بی تواضع کی بیابی سروری
گر تمنای شرف داری بجان | پیشه خود کن تواضع در جهان
صد شرف دارد تواضع در شرف | آر این نقد گرامی را بکف

هر که در حشمت تواضع آورد | حق ز جمله مخلصانش بشمرد
باش متواضع مع المتواضعین | کبر و نخوت کن مع المتکبرین

گفت پیغمبر که با متواضعان | کن تواضع ای عزیز مهربان
وانکه از متکبران بینی ورا | کبر و نخوت کن از دل ای باصفا
صدقه باشد کبر با متکبرین | شد تواضع صدقه با متواضعین
از تواضع دست درویشان بگیر | تا بگیرد دست تو رب قدیر

هر که سازد خاکساری اختیار / سر بلندی یابد و عز و وقار

سرکشی هرگز مکن مانند نار / عاقبت خاکستر گردد تو دار

با کسی سختی مکن اندر جهان / ترس از سختی رب انس و جان

نرم گفتاری طریق عاقلانست / سخت گویی از صفات جاهلانست

هر که باشد در جهان شیرین زبان / ماند از تلخی دوران بر کران

گر نهی فرق تواضع بر زمین / بگذرد فرقت ز چرخ هفتمین

گفت پیغمبر که کس پیدا نشود / که نه دو زنجیر بر فرقش بود

یک بسوی آسمان هفتمین / دیگری با ارض هفتم تحتمین

چون کند مردم تواضع در جهان / حق کشد او را بهفتم آسمان

ور بود از راه نخوت خویش بین / حق کشد سوی زمین هفتمین

سوی خود از دیده تحقیر بین / عزتی بر خود منه ای با یقین

هر که از نخوت کند در خود نگاه / بنگرد از قهر سوی او اله

هر که در خود دید در وی کس ندید / داند این آنکس که باشد اهل دید

هر که در راه خدا مسکین شدند / خویشتن را کمتر از سگ بشمرند

قدر ایشان لاجرم پیش خدا / از فلک افزون بود در اعتلا

۳۴۳

هیچکس را چون ز خود بینی بتر
از تواضع کی ترا باشد اثر

گر روی در مجلس اهل نگاه
راضی باشی در کمینه جایگاه

گر بمجلس صدر جویی ای پسر
باشی از وصف تواضع دور تر

ابتدا کردن سلام از مومنان
از تواضع یادگار است ای جوان

هر که دنیا کمتر از خود بنگری
خویشتن را از وی فراتر آوری

وانکه دنیا از تو وارد بیشتر
وار خود را زو فروتر ای پسر

آن بود اصل تواضع ای جوان
که نبینی خویشتن را در جهان

تا برون نایی ز دعوی ای پسر
جام هستی کی دهندت سر بسر

تا نگردی نیست در هستی حق
کی شوی جام بقا را مستحق

در بیان کبر و مذمت آن و معالجه او

ای جوان از راه نخوت در گذر
از وجود خود اگر داری خبر

کبر خود را دشمن اعظم بدان
کرد دشمن خالق هر دو جهان

قلب متکبر بسی جابر بود
جای هر جبّار در دوزخ شود

کبر و عظمت بیشتر در کبریا
دیگری را کی باشد روا

گفت حق اندر کتاب ای با یقین
نیست اهل کبر مومن روز دین

مرد یک ره چون رسید ای جوان
برسبیل فخر با صد کبر و شان

وز ره نخوت نظر بر خود نمود
در زمین بر نقش فر و رب ودود

میرود زیر زمین تا این زمان
تا قیامت همچنین باشد روان

ای جوان اصل تو باشد از منی
کی سزا باشد ز تو ما و منی

هر که از بولین آید در ظهور
صد عجب باشد از و کبر و غرور

کبر و نخوت را ز خلق بد شمر
خلق وصف دل بود ای باخبر

خلق چون در قلب تو باشد نهان
لاجرم پیدا شود تاثیر آن

خلق کبر آنست ای اهل تمیز
که تو خود را در جهان دانی عزیز

زین سبب با وی ترا پیدا شود
نام این باد ای جوان نخوت بود

خواسته مین نفحة الکبر ای فتا
با خدائی خود پناه آن مصطفی

چون بپیچد در سر این باد غرور
دیگران را دون خود دانی ضرور

بنگری از راه نخوت در جهان
مردمان را بشمری از خادمان

در کلام و در نشست و خاستن
جوئی از هر یک تقدم بی سخن

چشم داری حرمت و تعظیم خویش
خویشتن را از همه سازی به پیش

نشنوی از کس نصیحت در جهان
بلکه آئی در غضب بر ناصحان

۳۴۳

از تکبر لاف در عالم مزن / گرچه هستی ایجوان لشکرشکن
گشت فرعون از تکبر غرق نیل / دیو هم از کبر شد خوار و ذلیل
هر کرا فرعونیت در سر بود / ثمرهٔ او جز هلاکت کی شود
خودپسندی هست ای دل ناپسند / گر نیائی باز یابی زان گزند
بگذر ای نهار خود را از غرور / از ره پندار و ایهم باش دور
سرکشی از سر بدر کن ایجوان / عاقبت قدت تو باشد چون کمان
کبر را سه درجه دان ای باکمال / درجهٔ اول بود با ذوالجلال
هست این درجه ز هر دو سخت تر / همچو کبر دیو و فرعون ای پسر
وانکه کردند همسری با کبریا / ننگ کردند از عبادات خدا
درجهٔ دویم بود ای باوفا / با محمد شافع روز جزا
کانچنان گفتند آن اهل قریش / که فرو ناریم سر مانند خویش
از چه مرد محتشم نامد بما / وز ملک نامد بسوی ما چرا
رتبهٔ پیغمبری نشناختند / پس ره غفلت بسرخ انداختند
وانکه دانستند از راه غرور / منکرش گشتند با خود بالضرور
درجهٔ سویم بود با بندگان / که نبینی از حقارت سوی شان

هست از علم و عمل معجون او | علمی آن باشد که شنوای نیکخو
که شوی از چشم باطن حق‌شناس | که برا از بهر او دانی اساس
که بدست اوست کار دو جهان | کس ندارد پیش او تاب و توان
هم شناسی خویشتن را سر بسر | که زمین بود و ذلیل و خوارتر
ناکس و نالایق و عاجز فقیر | در بر او عاجز و مجبور و حقیر
سهل است این معرفت ای نیکخو | تا برآرد بیخ کبر از قلب تو
حق تعالی قدرت خود را نمود | در حقیقت حال تو با تو نمود
کار خود از اول و آخر نگر | در میانه هم نگر ای باخبر
تا حقیقت منکشف گردد ترا | که چه‌ای و اصلت آمد از کجا
کار اول آن بود ای مرد کار | کان شئ علقه را یاد دار
کز تو ناکس‌تر نباشد در جهان | که نه نامی داشتی و نه نشان
مسکن تو بود در کتم عدم | آنچنان فرمود رب ذوالکرم
لم تکن شیئاً ز گوش دل شنو | تا ترا باور شود ای نیکخو
خاک را پس آفریده ذوالجلال | خوارتر زو هم نباشد در مثال
نطفه و هم علقه را پس آفرید | کان است آب گنده و خون پلید

۳۴۵

هیچ کاری تو بدست تو نکرد | تا شناسی عجز خود ای نیک مرد
گر بیندیشی ز خود ناچیز تر | در جهان کس را نیابی ای سهیم
گاه گردی تنگ دل از حزن و برد | گه کنی آه و فغان از رنج و درد
از میانه کار خود آگه شدی | بر فکن از فرق خود تاج خودی
آخرین کار خود ای دل هم بدان | که به بندی رخت هستی زین جهان
نی سمع ماند نه قوت نی بصر | نی جهان و قالب و عضوی دگر
بلکه مرداری شوی ای بانیاز | که همه بینی ز تو گیرند باز
کرم و حشرات زمین اندر مزار | کرم عضوی تو خورند ای [illegible]
عاقبت آنکه شوی خاکی حقیر | کس بدان خواری بتو نبود نظیر
هم بدان خواری نباشد بس ترا | بلکه انگیزند در روز جزا
آورندت از برای احتساب | در مقام خوف و جای التهاب
آسمان بشگافته بینی عیان | هم فرو ریزیده بینی اختران
هم زمین بینی مبدل با دگر | شعله دوزخ برون آورده سر
سخت دوزخ را بقعرش بنگری | نامه اعمال در کف آوری
هرچه باشد از فضیحتها قسم | خوانی یک یک را بتشویر و ندم

این علاج از روی علت ای جوان ‏ ‏ لیکن از راه عمل بشنو چنان

کز ره کبر و غنا پرهیز کن ‏ ‏ خویشتن را در تواضع تیز کن

در همه احوال و افعال ای فتا ‏ ‏ قبلهٔ خود ساز خلق مصطفی

که تواضع پیشه بودی هر زمان ‏ ‏ نان خوردی بر زمین چون بندگان

اینچنین فرمودی آن شاه یقین ‏ ‏ که منم بنده نشینم همچنین

دست با درویش دادی تا نه آن ‏ ‏ برگرفتی دست بودی تا چنان

از تواضع آن رسول حق پرست ‏ ‏ جمله کار خانهٔ خود کردی بدست

خانه رفتی گاو را دادی علف ‏ ‏ هر زمان از کبر بودی بر طرف

هر کرا بیماری بودی چنان ‏ ‏ که ازو پرهیز کردندی جهان

مصطفی با او بهم خوردی طعام ‏ ‏ بود زینسان حال آن خیر الانام

هر که از ایشان بکردی دعوت ورا ‏ ‏ بی تکلف پیشدی آن با صفا

هر کسی را ابتدا کردی سلام ‏ ‏ نان میخوردی بخدام و غلام

هر گرفته بودی حبیب مصطفی ‏ ‏ که برد در خانهٔ خودی ریا

خواستی شخصی تا که برگیرد زوی ‏ ‏ زینهار او را ندادی آن نبی

اینچنین فرمودی آن حق پرست ‏ ‏ که اهل کالا بهر او اولیتر است

٣۴٦

گر ترا کبر است بر حسن عیان — بین چه قاذورات داری در نهان

در مثانه در رگ و بینی و گوش — در شکم در ناف قیح ای تیز هوش

زین نجاستهای خود ای نیکخو — میکنی هر روز خود را شست و شو

گر نشوئی چند روزی خویش را — پاک باشد از تو مسرز خانها

آن زمان حسن تو کی با تو بود — تا بدان فخری ترا پیدا شود

پس روا نبود تکبر بر جمال — که رود در هفته و یا ماه و سال

یا بیک بیماری گردد تباه — زشت تر آنگه شوی بی اشتباه

گر بود بر زور و قوت کبر تو — اینچنین اندیشه کن ای نیکخو

که اگر اندر رگی دردی شود — هیچ کس از تو نعاجز تر شود

گر رود موئی به بینی یا بگوش — عاجز آئی ای جوان تیز هوش

ثمره نبود بجز عجز و هلاک — همچو بسمل در طپی بر روی خاک

در درون پای تو خاری خلد — قوتت بر جا نماند ای ولد

گر چه بس باشد توانائی ترا — فخر چه بود ای جوان با صفا

که بسی گاو و خر و شیر و سگان — از تو بیش از ره سبقت در توان

گفت پیغمبر که آن قوت نه است — کافگنی کس را و سازی زیر دست

تا بهتر او را در بزرگی کافری
کو ز بی علمی برب ذوالمنن
تا هست معذور او بود و بهتر زن
ور کسی از تو بود در علم بیش
بهتر او را هم بدان ای پاک کیش

که بود شاید که از لطف کبریا | خاتمت ایمان باو سازد عطا
عاقبت آنکس ز من نیکو شود | کفر در انجام در نامم بود
پس بزرگی در نجات آخرست | وان بعلم حق بود ای خودپرست
گر تو بیم خاتمت داری به پیش | کبر کی زیبد ترا ای پاک کیش
باش هردم مشتغل در خوف آن | گه میا در خشم در خود یک زمان
که تکبر ذات حق را واجب است | چون دران شرکت کنی ای خودپرست
حق تعالی دشمنی گیرد ز تو | چون شود انجام تو ای نیکخو
همچنین در جمله اسباب جهان | محترز باش از تکبر هر زمان
گر ترا حاصل شود این معرفت | بنگری نوبه تواضع در ولت

در بیان سخاوت و کرم و ایثار که عبارت است از عطا بسهولت و بخوشدلی تمام نفس و مقدم داشتن حاجت دیگری بر حاجت خود

در جهان باب کرم مفتوح دار | از کرم بهتر نباشد هیچ کار
گر تو مال و زر نداری ای فتا | باش قانع دور کن حرص و هوا
ور تو داری مال و زر اندر جهان | بگذر از بخل و سخا ورز همچنان
در خبر گفت آن شه نیکو سرشت | این سخا نخلیست در باغ بهشت

در سخاوت هست بس فضل و ثواب
تا توانی روی خود را زو متاب

گر بهر انگشت داری صد هنر
کی بیابی بی سخا عز و قدر

صد کرامت هست در جود و عطا
منبع شیرین نباشد از سخا

تا توانی کار درویشان برآر
تا برآرد کار تو پروردگار

گر تو داری قوتی اندر جهان
از کرم برگیر دست عاجزان

تا توانی در جهان احسان بکن
مرغ دل را تابع فرمان بکن

هم چو حاتم در جهان مشهور باش
در ره جود و کرم مسرور باش

لطف کن تا همچو حاتم در جهان
نام نیک تو بماند جاودان

رو مپیچ از سائلان ای دین شعار
تا نپیچد روی از تو کردگار

سرزنش هرگز مکن با سائلان
مردمی کن آنچه باشد ز آب و نان

نعمت عقبی اگر باید ترا
نعمت دنیا صرف کن بهر خدا

گر بدست آری دلی را ای جوان
صد مفاخر یابی از رب جهان

گر دهی از دست محنت ارزنی
نزد حق بهتر بود از خرمنی

هر که یک نیکی کند اندر جهان
حق تعالی ده ببخشد مثل آن

گر تو هستی طالب راه خدا
هر زمان کن خدمت اهل صفا

گر تو خواهی از جوانمردان سبق / هرچه داری کن پریشان بهر حق

آنچه داری دوست ای مرد خدا / صرف گردان در رضای کبریا

کی ترا گردد نکوئی حاصلت / تا نسازی صرف محبوب دلت

هست در ام الکتاب ای نیکخو / لن تنالوا البر حتی تنفقوا

گر تو خواهی مشرب اهل دلان / تا توانی راحتی در دل رسان

باغ عالم سبز کن از آب جود / تا بیابی باغ جنت از ودود

مهر پروار ای غنی از کیسها / صرف کن اینست کار اسخیا

هر که باشد با سخاوت در جهان / بیند او از حق فتوحات گران

دل بدست آر و سخاوت پیشه گیر / تا شود راضی ز تو رب قدیر

حق تعالی دوست میدارد سخا / گرچه باشد نیمه خرما ترا

حکایت

رابعه بصری بصد شوق تمام / گشت روزی عازم بیت الحرام

چادری بر سر کشید از عز و شان / موزه در پای کرد و شد روان

چون بنزد خانه کعبه رسید / بهر طاعت زیر نخلی جا گزید

بود افتاده سگی تشنه دهان / رابعه را دید چون آن ناتوان

گفت کعبه با لکا شاهنشها ... صد هزاران بندگان با صفا
آمدند اینجا بصد شوق درون ... تا سعادتها برند از من کنون
رابعه را این چه لطف است و عطا ... که کنی محروم چندین خلق را
گشت فرمان از در حق ای چنین ... که مرا نیست ای کعبه درین
که لبیکا هر که آید سوی تو ... یک ثواب حج نویسم بهر او
در محل رابعه گر بعد ازین ... هر که سازد طوف کعبه با یقین
من بهانا از ره لطف و کرم ... بهر او هفتاد حج سازم رقم
پس بدان ای مؤمن نیکو شعار ... رابعه چون یافت چندین اعتبار
که سگ تشنه لبی را آب داد ... قلب او را زان ترحم گرد شاد
چون تو سازی در حق انسان کرم ... هفت صد یابی جزا ایش لاجرم
آفریدستان چو رب دوسرا ... کردهش در سخاوت در حیا
کفر را چون آفریده کبریا ... رهبر گردانید در بخل و جفا
گر تو داری ای پسر اوش بده ... هر که این خصلت ندارد مرده به
برگشا دست سخاوت برگشا ... تا شوی اهل زر باب سخا
دست خود بیرون کن اکنون جان من ... بعد مردن کی برآری از کفن

حکایت

صدقه و ایثار و انفاق و سخا
در مقام خود بجا آرای فتا
ار که در صدق محبت شد تمام
صدقه دادن کار او باشد مدام
پنج شرط آمد بصدقه اے امین
تا قبول افتد برب العالمین
جمله آن دو شرط آمد اے بانهم
اول آن باشد که از وجه حرام

از پے چندی با پستان فروش
گفت بیچ کردم تو واے تیز هوش
همچون در آمد این سخن اندر میان
گشت این مرده شتر را آنزمان
مرد چون بیدار شد از خواب خویش
دید گشته اشتر خود را به پیش
بر سر ویکش نهادند آن گروه
سر ببریدند و خوردند از شکوه
چون روان گشتند از انجا در زمان
کاروانی پیش آمد ناگهان
در میان قافله اے نیک خو
بود فرزندی ز فرزندان او
بانگ میکرد اهل اشترا بنام
نام او میگفت با صد احترام
که فلان مرد ز تو اشتر خرید
واقفی زین ماجراے اهل رید
گفت بفروشیده ام لیکن بخواب
قصهٔ خود را ازو گفته شتاب
گفت مرد آن اشتر انیست ایجوان
گیر از و ستم ز لطف بیکران
که بدیدم دوش والد را بخواب
کانچنین کرده بحال من خطاب
گر تو فرزند منی این بخت را
رو فلانکس را بده اے باوفا
خیر اید اے پسر از مردگان
حیف باشد مسکی از زندگان
تا توانی در جو اهل کوی بکوش
هر کسی را شاد دار از خورد و نوش
بهتری در هر دو عالم از سخاست
اے برادر زین تغافل کے رواست

آن بود ایثار ای مرد خدا — کانچه باشد احتیاج آن ترا
با وجود احتیاج خود وران — صرف گردانی بکار دیگران
چون سخا آید بجای خویشتن — نام او ایثار گردد بی سخن
اصل ایثار آن بود ای باکمال — که فدا باشی بحق از جان و مال
از ثواب و نام نیکو بگذری — جز رضای او خیالی ناوری
مال و زر را گر دهی بهر ثواب — نزد خاصان ممسکی ای کامیاب
نکته از ایثار ای اهل نعیم — فضل ایثار است نزد حق عظیم
گفت موسی با جناب سرمدی — که مرا بنما مقام احمدی
گفت یارا بیش نسپاری ولی — با تو بنمایم از آنجمله یکی
چون نمود او را یکی از ز نقش — رفت هوش از وی ز نور عظمتش
گفت یارب احمد خیر البشر — صدر بدر دو جهان نیکو سیر
یافت از چه این مقام ارتقا — گفت حق از فیض ایثار و سخا
ای پسر بر گفته من کار بند — کز فتوت نیست کاری ارجمند
زاهدان را کار طاعت کرده ست — کار مردان دل بدست آورده است
گر ترا حق داد ایمان ای جوان — راحتی با بندگان حق رسان

هم هوائے کز پس آن در شوی — همچنین عجبے که سوے خود دوی

گفت پیغمبر شر کون و مکان — دور باشید از بخیل اے مردمان

کان جماعت کز شما بودند پیش — در هلاکت پا زدند از بخل خویش

بخل ایشان را بخونریزی کشید — حل و حرمت را بیک جا آورید

ممسکان نیست سودے جز زیان — بهر ایشان در سقر باشد مکان

نقد را در بند مگذار اے پسر — از چنین کس تا توانی الحذر

جاهل اهل کرم نزدیک رب — زعالم مرد بخیل آید عجب

گرچه زاهد هم بود مرد بخیل — دشمن حق گوان بخواه از من دلیل

گفت شخصے از رسول حق پرست — گنج هم مال و زر بسیار هست

سائلے چون آشکارا میشود — آتشے دانم که بر من می فتد

گفت پیغمبر که بگریز از پیش — تا نسوزانی مرا از نار خویش

حاش لله که مرا بهر رشاد — حق فرستاد است در راه سداد

که اگر باشد بصر رکن و مقام — الف الف از تو صلوة با نظام

پاره وار چشم تو جوهاے آب — تا برویند نخلها زان انسکاب

وان زمان در بخل میری ناگهان — جز جهنم بهر تو نبود مکان

دور باش از صحبت این ناکسان — ورنه باشد بهر تو خسر و زیان
ممسکی از بدترین علت است — بهر ممسک صد هزاران ذلت است
گر تو میخواهی علاج بخل خویش — بگذر از شهوت قناعت ار پیش
حب مال از حب شهوتها بود — چون رود شهوت سخا پیدا شود
صبر بر شهوت طلب از ذو الجلال — تا شوی مستغنی از مال و منال
اعتبار زندگی کمتر کنی — تا رهائی یابی از بخل ای غنی
در نگه میدار دایم مرگ را — یاد کن پیشینیان را ای فتا
که بجز حسرت نبردند از جهان — مال و زر سودی نکرده بهرشان
گر ترا بر مرگ خود باشد خبر — سهل گردد بر تو خرج مال و زر
ور بهر فرزندگان در دل بود — که بقای تو بقای شان شود
بخل ممکن تر بود آندم ترا — کن علاج او بدینسان ای فتا
بیم فقر شان چو در دل آیدت — اینچنین اندیشه آندم بایدت
کافریده هر کرا رب جهان — روزیش تقدیر کرده بیگمان
گر به تقدیرش تهی دستی بود — پس ز بخل تو توانگر کی شود
ور غنی از بهر او باشد نصیب — بیگمان سامان او گردد نصیب

زانکه بیمار ریا آسان بود	سخنی طبعی آفت انسان بود
ورنه دل چون شنید حب زر	آنزمان بیمار باشد سخت شر
هم مثال مال را چون مار دان	که سم و تریاق باشد اندر آن
هر که بی افسون بگیرد مار را	بیگمان گردد هلاک ای باصفا
زین سبب گفتن نشاید آنچنان	که نباشد در غنا عیب و زیان
کز صحابه بوده اند اهل غنا	همچو ابن عوف و عثمان باحیا
این سخن زیشان بود بی اشتباه	که ببیند کودکی مار سیاه
دست خود را سوی او سازد دراز	گیرد چو مار گردد اندر فراز
چون کند قصد گرفتن در زمان	مار در دستش بپیچد ناگهان
بیگمان از زهر خود سازد هلاک	طفل مرده بر فتد بر روی خاک
پنج افسون هست بهر مار زر	تا شوی سالم ز زهرش ای پسر
اول آن باشد که دانی مال را	آفریده حق درین عالم چرا
بهر ساز قوت و مسکن بود	که ضروری تن مردم بود
قالب مردم شود بهر حواس	هم حواس از بهر عقل آمد اساس
عقل باشد از پی دل بیگمان	تا نمائی معرفت حاصل از آن

آنچه داری در نگارے بالیقین | که همی باشدت در راه دین
انتظار حاجتت باشد دران | تا نمائی خرج در وے ایجوان
گر برین جمله فنون داری نظر | مال بهر تو نمیدارد ضرر
بهره یابی زین تریاق آنزمان | هیچ تاثیرے نیارد زهر آن
بهر این گفت آن امیر المومنین | که اگر دارد همه مال زمین
تا هست آن نزد خلاق جهان | گر چه نبود کس توانگر تر ازان
ور کند ترک همه بهر حق | نیست زاهد گیر از من این سبق
پس نمائی قبلهٔ دل اے عمو | زاد راه طاعتت وود
هست بر نیت مدار جمله کار | کار بے نیت ندارد اعتبار
هر کسے را چون نباشد زین خبر | هم نباشد زین هنر بهره ور
گر بود بروے عمل مشکل شود | نزد و اهل عقل بهتر آن بود
کز فزون مال و زر گیری کنار | تا نگردد از پئے تو ناگوار
گر نیارد مال و زر غفلت ترا | ور چه تو کم کند پیش خدا
یافت چون فرمان ز حق آن ابن عوف | مال و زر بسیار ماند اے اهل خوف
گفت بعضے از صحابه اینچنین | که برو تسیم ازین مال پسین

گرچه با وی از جماعت نگذرم | سر نهم بر حکم رب ذو الکرم

مردمان گفتند از وی چون بود | گفت در موقف سوال از من شود

کای فلان ابن فلان این مال را | از کجا آوردی و خرجت کجا

من ندارم هیچ یارای جواب | تا حساب آن دهم روز حساب

آمده از مخبر صادق چنین | که بیاید مردمی در روز دین

کرده باشد مال را جمع از حرام | هم بهمت کرده خرج و اهتمام

جانب دوزخ فرستند آن زمان | هم یکی دیگر بیاید همچنان

کو بهمت جمع کردم مال و زر | در حلالش صرف کرده سر بسر

هم بسوی دوزخ برندش قدسیان | وان سوم کس را بیارند آن زمان

کرده باشد کسب از وجه حلال | نفقه کرده در حلال ذو الجلال

از جناب کبریا فرمان شود | که نگه دارید این را تا بود

که قصوری کرده باشد در طلب | در طهارت در صلوة و در ادب

در رکوع و در سجود و در قعود | یا بوقتش یا بشرطش ای عنود

گوید ای خلاق من رب تعال | جمع کردم مال از کسب حلال

خرج کردم هم بجا ای بی نیاز | هیچ تقصیری نکردم در نماز

تا ترا ماست کشف این معنی شود / که فقیری از غنا بهتر بود

گرچه میدانی فسون مار زر / بهتر آمد مر ترا از وی حذر

که بسی افسونگران هوشیار / عاقبت کشته شدند از دست مار

پس مخافت هرچه بینی اندران / چه نباشد گر بود گیری گران

حال مال و زر چو باشد اینچنین / بخل کی زیبد ترا ای مرد دین

علت بخل است بس مذموم تر / مرد را سازد ذلیل و بی وقر

مسهل بخل ست این علم و عمل / پاک سازد مر ترا از هر علل

مر سخاوت عزتت بالا کند / بخل در هر دو جهان رسوا کند

در بیان عدل و نصفت که بهترین اعمال است

تا توانی داد مظلومان بده / مرهم نصفت بر زخم شان بنه

عدل کن اندر جهان ای کامگار / تا مکان تو بود دار القرار

نیست کاری بهتر از عدل و سداد / نیست کاری بدتر از ظلم و فساد

حق ترا چون کرد والی در جهان / پس بده داد عدالت هر زمان

والی عادل بود روز جزا / تحت ظل عرش رب دوسرا

گر تو خواهی سایه عرش عظیم / از عدالت سر مپیچ ای ذی نعیم

ملکِ تو از عدل باید انتظام / تا توانی عدل کن ای شاه کام
عادلان را هر کسی تحسین کند / ظالمان را هر کسی نفرین کند
خلق را در سایهٔ نصفت بدار / تا شوی در ظلّ حق روزِ شمار
راهِ نصفت پیش گیر ای پاک کیش / خلق را دان همچو اهلِ بیتِ خویش
عدل فرما و رعایت پیشه کن / وز رهِ جور و ستم اندیشه کن
از کتابِ کبریا آیینه ساز / دار هر دم پیشِ خود ای بانیاز
از حدودِ شرع پا بیرون مکن / پیروی دیو و نفسِ دون مکن
در حدودِ خالقِ ارض و سما / بگذر از افراط و تفریط ای فتا
رایتِ ظلم ار تو گردانی بلند / زود یابی در سزا نقشِ گزند
دستِ ظلم هرگز میفراز ای ولد / تا نباشی موردِ لعنِ ابد
گر تو خواهی رفق در روزِ حساب / با رعیت رفق کن ای کامیاب
گر تو راهِ عنف گیری اختیار / عنف با تو آورد پروردگار
تا توانی دار راضی خلق را / لیک بر وفقِ شریعت ای فتا
گر تو خواهی نامِ نیک اندر جهان / دادخواهان را بده داد ای جوان
هان ز دستِ خود مده دامانِ داد / ور نه افتد بملکِ تو فساد

در بیان ترک خشم و غضب که باعث رضای حق تعالی است
بگذر ای جان از رهِ خشم و غضب
خوردن خشم است نزد حق احب
گر تو داری در دل خود نور علم
[illegible]

۳۶۱

سر کشد چون شعلهٔ نار غضب / سوخت گرداند همه رخت ادب

بر خلاف عقل و شرع ای دین شعار / تا توانی بر کسی خشمی میار

گفت در دوزخ دری باشد چنان / که از آن در کس نیاید لیک آن

که خلاف شرع خشم خویش را / در جهان راند بخلق کبریا

تا غضب اندر دل مومن شود / دور تر از رحمت مومن بود

حلم در وقت غضب بهتر بود / صبر در وقت طمع خوشتر بود

رخ میفروز از غضب اندر جهان / تا بخشم حق نیفتی ناگهان

گر خوری خشم خود امروز ای فتا / وارهی فردا ز خشم کبریا

مولوی در مثنوی خود نوشت / یاد باید کرد ای نیکو سرشت

گفت عیسی را یکی هوشیار سر / چیست در هستی ز جمله صعب تر

گفت ای جان صعب تر خشم خدا / که از آن دوزخ همی لرزد چو ما

گفت از خشم خدا چه بود امان / گفت ترک خشم خود اندر جهان

ترک خشم و شهوت و حرص آوری / هست مردی و رگ پیغمبری

خشم عقل مرد را زایل کند / در گروه دام و دد داخل کند

تا نسازی خشم را از خود جدا / دولتی هرگز نیابی از خدا

آنچنان سازد ورا تاریک تر / که نیاید هیچ جا اندر نظر

وین بود مذموم زان اهل دلان / خشم را گفتند غول عقل دان

گر بود خشمت ز ضعف ای پسر / بد بود این هم بر اهل نظر

که حیا در راه دین با کافران / خیزد از خشم و غضب اندر جهان

حق تعالی با رسول مجتبی / جَاهِدِ الْکُفَّارَ فرمود ای فتا

باشد این از ثمره خشم و غضب / پس چنین باید ترا ای با ادب

که نباشد قوت خشم آنچنان / که بود افراط و تفریط اندر آن

بلکه باید معتدل با عقل و دین / نی ز راه حرص و کبر و ظلم و کین

آدمی تا زنده ماند ای پسر / اصل خشم از قلب او ناید بدر

خور و نوش لیکن مهم است ای فتا / یاد کن اَلْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ را

خشم چون آید ترا ای پاک کیش / اختیار خود مده از دست خویش

تا خلاف شرع ناید از تو کار / بر زبان جز حق نیاری زینهار

از ریاضت خشم را مغلوب کن / جمله عالم را بحق منسوب کن

غرق شو در بحر توحید خدا / خلق را معذور دار ای باصفا

چون قلم آمد مسخر ای پسر / جمله حرکت را ز کاتب بر نگر

گر بروز بعث و نشر مردمان — کفهٔ حسنات من ناید گران

من از این که تو همی گوئی مرا — بدترم وین سقط را هستم سزا

ور سبکتر کفهٔ عصیان بود — از کلامت چه مرا نقصان بود

وان یکی صدیق را دشنام داد — در جوابش گفت کای عالی نژاد

آنچه بر من از تو پوشیده تر است — بیشتر هست ای عزیز حق پرست

بود چون حال بزرگان اینچنین — پس شعار حلم کن ای اهل دین

حلم باشد مایهٔ فهم و خرد — آنکه حلمش نیست باشد همچو دد

حلم باشد موجب جاه و جلال — حلم باشد باعث نور کمال

بردباری خصلت پیغمبر است — بردباری عادت دین پرور است

مالک نفس هر که باشد در غضب — مور رحمت بود از فضل رب

غایت حلم آن بود ای همنشین — آنکه زهرت داد بخشی انگبین

حلم و عفو آمد ز خلق نیکوان — خشم و قهر آمد ز اوصاف سگان

سر مپیچ از عفو ای مرد سلیم — فضل عفو آمد بنزد حق عظیم

عفو کردن خصلت میمون بود — لذت عفو از بیان بیرون بود

هر که داند لذت عفو گناه — جرم مجرم را نگیرد هیچگاه

گفت پیغمبر رسول محترم سر بسر

چون خلائق در قیامت ایستند — بانگ بر دارد منادی از قضا

که بخیزید ای عزیزان خدا — هر کرا مزد است بر رب کریم

بی حساب آیند در باغ نعیم — کرده باشید عفو از مردمان

عفو کردن در حد وی کبریا — باشد از جمله معاصی و خطا

انتقام عفو جای خود بدار / جای گل گل دار و جای خار خار

تا رهائی یابی از بیشی و کم / نگذری از حکم رب ذو الکرم

گفت پیغمبر سه چیز آمد چنین / که بدان سوگند گویم با یقین

اول آن باشد که مالی در جهان / ناقص از صدقه نگردد بیگمان

دوم آن که هیچکس ای جان من / عفو تقصیری نکرد از مرد و زن

که نه حق آن بنده را روز جزا / عزتی داد از ره فضل و عطا

سوم آنکه هیچکس باب سوال / در جهان نگشاد کان رب تعال

باب درویشی نه بر رویش گشاد / صدق الله و رسول پاک زاد

پس بکن عفو گنه بهر ودود / خشمگین شو دیر و خشنود باش زود

فرض دان بر خویشتن ترک غضب / تا نه بینی در سقر رنج و تعب

خشم کینه آورد در دل ترا / نیست مومن کینه ور پیش خدا

چون بود کینه حسد پیدا شود / از حسد هم صد بلا برپا شود

ترک خشم است از صفات اصفیا / ترک خشم است از خواص اتقیا

رفق کن با مردمان ای اهل دین / گفت پیغمبر رسول با یقین

بهره ور گردند از رفق هر کرا / بهره خود یافت در هر دو سرا

حکایت

تا فراغت کرده از کردار خویش | در زمان آیم برون ای پاک کیش
عهد از و تا گشتنش با خود بسبت | خود و در آنجا از برای او نشست
مرد چون رفت اندرون بیت خود | مشتغل در کار و بار خویش شد
گشت چون در کار و بارت مشتغل | یاد اسمعیل رفت از وی ز دل
خانه اش را بوده هم بابی دگر | زان طرف از بهر کاری شد بدر
بعد از سه روز آمد آنجوان | اندران موضع که بد موعود آن
دید اسمعیل را با صد صفا | همچنان بنشسته بر باب سرا
گفت ای سر حلقهٔ اهل الیقین | قدوهٔ ملت سرا ارباب دین
گرچه هنگامی درینجا جلوه گر | گفت از وقتیکه بنشاندی بدر
انتظار مقدمت بوده مرا | تا نمایم وعدهٔ خود را وفا
گفت من چون نادمم ای دین شعار | تو چرا کردی پی من انتظار
گفت با تو بوده پیمانی مرا | کی خلافش داشتم بر خود روا
نامدی گر عمرها ای باوقار | من نمی رفتم ز کویت زینهار
لاجرم حق در کتاب خویشتن | کرد اسمعیل را مدح حسن
که بعهد خویشتن کوشد بجان | صادق الوعده بود اندر جهان

٣٦٦

صحبت اهلِ وفا کن اختیار
بی وفایان را نباشد اعتبار

گر تو پیش آری رهِ عهد و وفا
من کنم ارزانیت شربِ شفا

خواجه آمد آن غلامِ خویشتن
کرد آزاد از سرِ خُلقِ حسن

وعدهٔ خود کرد چون با حق وفا
یافت در حال از خدا جامِ شفا

حالِ پاکان بود در وعده چنین
بی وفائی کی بود زائینِ دین

چون وفا با مردمان باشد پسند
لاجرم با حق بود بس سودمند

کوش در ایفای عهدِ کبریا
تا بیابی ای پسر نیکو جزا

روزِ میثاق آنچه بستی عهدها
نقضِ آن از مردمی باشد کجا

وعدهٔ قالوا بلیٰ چون کرده
پس با یفایش چرا افسرده

خیز و عهدِ خویشتن آور بجا
تا بیابی پیشِ حق عز و علا

گر وفا سازی بعهدِ کبریا
حق تعالیٰ عهدِ تو سازد وفا

وعده وای هست از روی خبر
تا نه بندی در خلافِ او کمر

گر تو داری ای پسر اوصافِ مرد
تا توانی از وفا داری مگرد

هر که بردارد سر از خطِ وفا
کی شود مقبولِ درگاهِ خدا

آمده در امتحان ای پر تمیز
گر وفاداری شود مردم عزیز

تا بعهدِ خود نباشی استوار
پیشِ کس هرگز نیابی اعتبار

صدق گنجی کذب مہلک یاد دار — کے شوی بے صدق ایجان رستگار

باخدا اخلاص کے گردد تمام — تا نباشد صدق در وے انضمام

ہمچنین صدق ایجوان باادب — کے شود کامل بجز اخلاص رب

چون رسد اخلاص بر حدِ تمام — صدق باشد نامِ او اے نیکنام

گر ترا باید صراط المستقیم — دامنِ صدق آر در کف ای حکیم

گفت پیغمبر کہ ہر کس در جہان — راستی ورزد بہر وقت و زمان

پیشِ حق آمد در اکرہ و بیان — مینویسند از گروہِ صادقان

از جنابِ کبریائے بایقین — وحی بر داؤد آمد اینچنین

ہر کہ با ما راست باشد در نہان — راست گردانم بظاہر در جہان

ظاہر و باطن بحق گردان درست — بلکہ از ظاہر بباطن باش چست

گفت پیغمبر چنین اے کبریا — سرِ من بہ از علانیت نما

ظاہرم را از سرِ لطفِ عمیم — نیک گردان ایخداوندِ کریم

خصلتے از صدق بالاتر کجاست — گو پسندِ خالقِ ارض و سماست

ہر کہ گردد از رہِ صدق و صفا — کے شود حاصل دل او را ضیا

صدق باشد موجبِ عز و ثواب — کذب باشد باعثِ ذل و عقاب

تا هوای مال و زر باشد ترا / بندهٔ سیم و زری ای باوفا
تا نه آزاد آیی از دنیای دون / بندهٔ حق کی شوی ای باسکون
این تمام آزادیست آنگه شود / کز خود آزادی ترا حاصل بود
تا نماند هیچ خواهش درمیان / جز خدا هرگز نخواهی در جهان
آنچه حق با تو کند از خیر و شر / راضی و شاکر بمانی ای پسر
هر که جز دیدار حق جویان بود / صادقی او را مسلم کی شود
کی بیابی لذت صدق و صفا / تا نگردی پاک از غیر خدا
هر که او واقف نگردد زین سبق / نام او صدیق نبود پیش حق
قسم دوم صدق در نیت بدان / که تقرب با خدا جویی از ان
هیچ شی آمیخته با حق مکن / پردهٔ اخلاص خود را شق مکن
هر کرا جز حق سری دیگر شود / نزد ارباب صفا کاذب بود
قسم سوم صدق اندر عزم دان / که کسی عزمی کند اندر جهان
که اگر ملکم ببخشد کردگار / پیشهٔ نصفت نمایم اختیار
ور بدست من فتد مال و درم / صرف گردانم بصدقه لاجرم
لیک باشد در تزلزل اندران / گه قوی گه سست باشد هر زمان

گفت آن پیغمبر اهل براق | کذب بابی هست از ابواب نفاق
جا بسجا در سوره والمرسلات | کاذبان را ویل بین ای نیکذات
بر نگردد هر که زاقوال زور | در عذاب سخت افتد بالضرور
آنکه گوید کذب و لاف اندر سخن | از دو جانب بر شگافندش دهن
گفت پیغمبر که من دیدم چنان | که مرا مردی بگفتا ناگهان
که بخیز ای شافع روز جزا | خاستم دیدم چنان دو مرد را
یک نشسته یک ستاده بر سرش | چون بحال شان نظر کردم دگر
آهنی گز نزد آن بر پای بود | در دهان این نشسته می ربود
می کشید آنرا بسوی آنچنان | که رسیدی تا بگوش آنجوان
بر کشیدی از دگر سو آنچنین | همچنین می کرد گفتم کیست این
گفت این کاذب بود تا این عذاب | باشدش در قبر تا یوم الحساب
کذب همچون ماه در هفته بدان | که بجز نقصان نیارد در جهان
صدق را آمد مثال ماه نو | که نیارد جز کمال ای نیکخو
گر تو میخواهی کمال اندر جهان | بگذر از کذب و گزاف ای مهربان
کذب و سوگند دروغ ای اهل دین | باشد از جمله کبائر بالیقین

در بیان خوف و خشیت

میبد هم از بهر تو اکنون خبر
که چه باشد از کبائر سخت تر

هست شرک و هم عقوق والدین
بود آنکه متکا جد الحسین

رد بنشست و بگفته این کلام
هم شماری قول زور ای نیکنام

بنده چون گوید دروغی از زبان
میرود میلی ملک از گند آن

از دروغ هر کس که مال کس برد
روز دین با خشم حق را بنگرد

هر که برگوید دروغ ای باوقار
لعنتش گویا ملک هشتاد هزار

کاذبان را مورد لعنت بدان
الحذر از قهر خلاق جهان

کذب ظن باشد حرام ای دین پناه
که نماید صورت دل را سیاه

گر بکذب بی مصلحت باشد ترا
دل ازو تاریک بود ای فتا

چون بقصد خیر گوئی بیگمان
بهر تو حرمت ندارد ای جوان

گر بگیرد ظالمی ای باوقار
راستی اینجا نشاید زینهار

بلکه کذب اینجا بود از واجبات
تا که جان تو ازو یابد نجات

ور بپرسد از زر و مالت ترا
گر نهان داری ازو باشد روا

همچنین پرسد چو از رازی اگر
که ترا باشد در و خوف و ضرر

ور ترا از معصیت پرسش بود
بهر تو انکار آن رخصت بود

فصل

۳۶۱

خایفان را وعدهٔ غفران بود — صد هزاران رحمت و رضوان بود

علم و عرفان باعثِ خوفِ حق است — زانکه خوف از علم و عرفان مشتق است

تا نه بینی در خود اسبابِ هلاک — کی دران زنهار باشی ترسناک

گر بکارِ آخرت داری نظر — از هلاکِ خود بترس ای باخبر

هر چه باشد بر خلافِ کبریا — جمله اسبابِ هلاک است ای فتا

آنکه بینا شد بعیبِ خویشتن — لاجرم ترسد ز ربِّ ذو المنن

هر که ترسد از خدای انس و جان — ترسد از وی جمله شی اندر جهان

وانکه ایمن باشد از درگاهِ حی — حق بترساند ورا از جمله شی

هر که در دنیا بترسد از خدا — ایمنش سازد بعقبی کبریا

وانکه در دنیا بود ایمن ازان — خائفش دارد بعقبی بیگمان

خانهٔ دل زود تر ویران شود — گر نه خوفِ حق دران پنهان بود

گفت آن صدر الصدورِ انبیا — راسِ حکمت هست ترسِ کبریا

گفت عاقل تر ز جمله مردمان — هست ترسنده تر از حق در جهان

گر تو میخواهی نجاتِ خود ز رب — گریه کن بر کردهٔ خود روز و شب

هر که بر یادِ گنه گریان بود — بیحساب اندر جنان داخل شود

دائما شوریدهٔ دل آب نیاز | تا شوی اندر قیامت سرفراز

باش ترسان از خداوند جلیل | گریه کن بسیار خندان شو قلیل

خنده چون آید ترا ای پاک کیش | چون مکافات عمل آری به پیش

آتش خوف هر کرا در جان بود | همچو شمع از سوز دل گریان بود

گر سعادت بایدت ای نیک خو | باش هر دم در خضوع و در خشوع

ظاهر و باطن بحق ترسنده باش | خواجگی بگذار و با حق بنده باش

خائف آن باشد که از بیم خدا | نفس خود را باز دارد از هوا

دل نگهدارد ز حب دنیوی | چشم خود دارد بکار آخروی

بر گناه خویشتن لرزان بود | وز هلاک خویشتن ترسان بود

سوز باشد در میان جان آن | گرید از خوف خدا روز و شبان

خواب و خور از دل فراموشش بود | در ره حق دیده و گوشش بود

بگذرد از بوی شبهات و حرام | عفت و تقوی بود کارش مدام

قلب او در فکرت و عبرت بود | کار او در حیرت و حسرت بود

ترسد از بیم قطیعت هر زمان | چشم وصلت دارد از رب جهان

بیشتر لرزان بود از بیم فصل | طامعش باشد همه بر بوی وصل

خوف مصباحِ دل آمد اے پسر | که بدان بینا شوی بر خیر و شر

گر نباشد نورِ خوفِ کبریا | کے تمیز خیر و شر باشد ترا

خوف باشد از شعارِ عالمان | ایمنی آمد ز وصفِ جاهلان

پس مشو ایمن درین دارِ فنا | باش خائف از عذابِ کبریا

عرش میلرزد ز ترسِ کبریا | آسمان می گرید از خوفِ خدا

خائف و خاشع ز حق هر شے بود | ایمنی بهر تو شایان کے بود

گفت پیغمبر رسولِ با خبر | عرض کرده شد بمن نارِ سقر

پس بدیدم من دران نار طپان | یک زنے از قومِ اسرائیلیان

که برائے گربه بُد در عذاب | زانکه بسته داشت او را او طناب

پس ندادش بهر خوردن هیچ شی | هم فرو نگذاشت او را تا که وی

از خشاشِ ارض و حشراتِ زمین | بر خورد آن گربهٔ اندوهگین

تا که مرد آن گربهٔ مسکین ز جوع | صدق الله و رسول با خشوع

پس مشو غافل چنین بر خورد و خواب | دار از هر جرم و عصیان اجتناب

که برائے گربه آن زن چه دید | لاجرم خود را بدوزخ در کشید

چون تو صد چندان از و داری گناه | از چه خوفت نیست از قهرِ اله

شغل بیهوده مکن ای نیکنام / نیست کس را اندرین عالم قیام
مرگ کس را در جهان نگذاشته / یک بیک را از میان برداشته
عاقبت کار تو افتد با اجل / یار غار تو نباشد جز عمل
چون بسوی حق نیاری روی دل / عاقبت گردی نهان در زیر گل
گر تو داری قصد رفتن زیر خاک / چون دل خود را نداری چاک چاک
هست پیش تو چگونه روز سخت / حیف قلبت چون نگردد لخت لخت
از نهیب روز محشر یاد کن / هر زمان اندر درد دل فریاد کن
یاد کن صور سرافیل ای پسر / گر شوی عریان ز گور خود بدر
رخ بمیدان قیامت آوری / نامه اعمال خود را بنگری
مهر بر یک نیزه تا بد آن زمان / زار باشد حال تو از سوز آن
غرق در آب عرق هر کس بود / همچو مس صحن زمین تفته شود
جمله اعمال تو بر میزان نهند / گر ده باشی انچه پاداشت دهند
پله نیکی اگر باشد گران / جانب جنت فرستند آن زمان
کفه عصیان اگر باشد ثقیل / جای تو دوزخ شود بی قال و قیل
رفتنت بر پل صراط افتد ضرور / یا بصد اندوه و یا باصد سرور

از غرور و ایمنی پرهیز کن   جام دل از خوف حق لبریز کن
ایمنی کس را نباشد جز خدا   هر که ایمن شد فتاد اندر بلا
ترس کار حق هر کرا در دل بود   در جهان از لطف حق واصل شود
خوف باشد باعث فضل اله   خوف باشد موجب ترک گناه
تا نگیرد خوف حق در دل قرار   لذت ایمان نیابی زینهار
ایمن از طاعت نشو ای اهل دین   خوف کن از مکر خیر الماکرین
فاسقی را گه نماید متقی   متقی را گه نماید از شقی
چون ندانی شقی را از سعید   حیف چون خائف نه ای اهل دید
هیچکس آگه نباشد زینهار   که چه خواهد کرد با او کردگار
بی نیازی هست وصف کبریا   ایمنی از وی کجا زیبد ترا
آن بود ایمن ز مکر کردگار   که بود از خاسران روزگار
ایمنی از مکر حق باشد خطا   بلکه باید داشت زو چشم عطا
گریه میکردند جبریل و رسول   وحی بر ایشان شده از حق نزول
که چرا در گریه آید دوستان   کرده ام ایمن شما را بیگمان
اینچنین گفتند با صد انتباه   که ایم ایمن ز مکرت ای اله

بیگرستی بسکه در روز و شبان / و وخطِ اسود بُد تنش پیدا بان
اینچنین گفتی ز ترس کبریا / که نزاده کاشکی مادر مرا
عائشه گفتی ز بیم حق چنان / کاشکی نام نبودی در جهان
از حسن بصری بگفتند اینچنین / که چسان حال تو هست ای اهلِ دین
گفت باشد حالِ آن مردم چسان / که بود بر کشتیِ بحرِ روان
بشکند کشتی بیکبار از قضا / هر یکی بر تختهٔ ماند جدا
همچنین حالِ من ست اندر جهان / من چه گویم از شما ای مردمان
بود بس حالِ بزرگان اینچنین / خوف ناید چون ترا ای اهلِ دین
بر سرست پیکِ اجل بسته کمر / حیف تو این چنین ای بیخبر
باش در خوفِ خدا زار و نزار / خطرهٔ خوف از کسی دیگر میار
خوف صافی آن زمان گردد ترا / که نترسی جز خدای دوسرا
چون ز حق باشد همه نفع و ضرر / کی موحد جز خدا دارد خطر
در حقیقت مومن آن باشد که آن / جز خدا خائف نباشد در جهان
در حقِ خاصانِ درگاهِ کریم / از صفاتِ نقص ان امید و بیم
التفاتِ دل اگر باشد در ان / باشد از جملهٔ حجاب از بهر شان

در بیان رجا

... از ترس و بیم

تا نویدی آید از درگاه رب — در مشام تو رسد بوی طرب

بر گناه خود چه لرزی هر زمان — فضل و رحمت هست بهر عاصیان

بخشش و بخشایش پروردگار — هست بیرون از حد فهم و شمار

گر بپرّی ارض میداری گناه — هم بپرّی ارض دان فضل اله

از ثری گر جرم باشد تا سما — بخشد از توبه اگر داری رجا

حق مهربان تر ازان باشد ترا — که بود مادر بفرزندی فدا

گر شود یک نیکی از تو ای ولد — حق کند زاید ورا تا هفتصد

ور گناهی در وجود آید ز تو — کی نویسد زاید از یک فضل او

نا امید از حق مشو بر جرم خویش — لطف حق باشد ز عصیان تو بیش

نا امید از لطف حق شیطان بود — بهر مومن وعدهٔ غفران بود

سر متاب هرگز ز امید خدا — وعدهٔ حق را یقین دان ای فتا

هر که شد از وعدهٔ حق نا امید — کی دلش از نور ایمان شد سفید

دل قوی دار ای عزیز با ادب — آیهٔ لا تقنطوا فرمود رب

گرچه داری جرم و عصیان بی شمار — توبه کن امید آمرزش بدار

کلمهٔ طیب با خلاص کریم — هر که گوید در رود اندر نعیم

هر که دارد حسن ظن با کبریا | بیگمان نزدیک او باشد خدا

آنکه دارد سوء ظن با لطف حق | اندر لای قهر باشد مستحق

بگذر از حسن گمان ای با صفا | بر گمان عبد خود باشد خدا

مالک دینار را شخصی بخواب | دید و پرسیدش که ای عالیجناب

لطف حق با تو چه کرده آشکار | گفت بودم با گناه بیشمار

پاک گردانیده شد عصیان من | که بحق می بود ما را حسن ظن

در خبر آمد که مردی در سقر | تا بده صد سال در یابد سقر

پس بگوید از سر آه و فغان | اسم یا حنان و منان از زبان

حق تعالی گوید از روح الامین | که بیارید آن مرد را با من قرین

پرسد از بنده چنین رب کریم | جای خود چون یافتی اندر جحیم

گوید ای رب بدترین جایها | باز فرمان سقر گردد ورا

چون برندا ورا پس نگران شود | حق به بینایی او پرسان شود

گوید ای پروردگار دوسرا | بود حسن ظن بفضل تو مرا

که برون آری چو از نار جحیم | باز پس در وی نگرانی مقیم

حق کند از بهر او حکم جنان | بر گمانی که نمود آن زمان

[illegible]

بوده یک قطرهٔ ناچیز تر | نے خبر از پا و نے هوشت ز سر
از عناصر قالب تو آفرید | روح پاک خویش را در وے دمید
پس ترا سمع و بصر گشته عیان | حس و مس جنبش و درک و توان
کرد پیدا بعد ازان با صد جمال | داد عقل و فهم و عرفان و کمال
نور ایمان در دلت تابان نمود | صد در حکمت بروے تو کشود
هرچه پیدا کرد رب دوسرا | برگزید از جملهٔ عالم ترا
داد بر جمله شرف از فضل خویش | لطف بر تو کرد از اندازه بیش
طینت تو بر رهِ اسلام کرد | نام تو در مومنان ارقام کرد
صاحب انوار ایمانیت ساخت | واقف اسرار پنهانیت ساخت
قدسیان را کرد بر تو پاسبان | تا نگه دارند ز آفات جهان
میل طاعت در دل و جانت نهاد | مژدهٔ لا تقنطوا با تو بداد
اسپ و پیل و اشتر و گاو و خران | جمله را در حکم تو کرده روان
آسمان بهر تو در گردش مدام | مهر و مه بهر تو در تابش مدام
ابر را از بهر تو گریان نمود | برق را از بهر تو خندان نمود
خوان الوان نعم کرده عیان | تا غذاهاے خود کنی اندر جهان

در پناه ظل خود سازد جدا
نقد مقصود ترا بر کف نهد
قطع سازد عقبهاے ره پیش
داخل جنت کند از فضل خویش

[illegible]

اینچو شا روزے کہ بینی سوے حق — چشم جان تو فتد بر روے حق

در رسی بر اصل مقصود و دولت — فرحت جاوید گردد حاصلت

کے شود دشوار از فضل خدا — گر شب حرمان و صبح رجا

اینهمه آسان بود از لطف رب — کار بے سامان تو یابد سبب

هرچه نبود اندران وهم و گمان — ناگهان از غیب می آرد عیان

هر کہ آن کوبد در اهل کرم — بهر او مفتوح باشد لاجرم

آنکہ هر دم میکند لطف و عطا — ناامیدی کے ازو شاید ترا

حلقه زن بر باب امید ای عطوف — باش خواهان قرب و دیدار رءوف

غایت امید قرب کبریاست — دیدن دیدار رب دوسراست

تا رجا صادق نباشد در دلت — کے لقاے دوست گردد حاصلت

هر کہ دارد چشم سوے کبریا — حق بحفظ خویشتن گیرد ورا

بدگمان از حق مشو امیدوار — باش بر حکمش روان لیل و نهار

تا درآرد در گلستان جنان — برخوری از نخل طوبی بیگمان

چون نسازد حق چنین اے با یقین — ذات پاکش هست خیر الراحمین

ذرهٔ خیر ار کرا در دل بود — از جهنم بیگمان بیرون شود

۳۸۰

از تعهد نگذری اندر جهان — تا شود ایمان تو کامل ازان
گر کشی دست از تعهد ای پسر — حکم آن نومیدی آمد مستمر
گر نباشد تخم ایمان سلیم — کان بود خالی ز ایقان کریم
که فضای سینه از خلاق بد — پاک تر داری نه چون کبر و حسد
هم نپاشی آب طاعات خدا — از حماقت وان بدان چشم رجا
کانچنان فرمود ختم انبیا — هر که باشد تابع نفس و هوا
چشم رحمت دارد از حق اندران — بیگمان احمق بود اندر جهان
این همه آثار نومیدی بود — ثمرهٔ او جز حماقت کی شود
پس ترا در هر چه باشد اختیار — چون کنی سامان آن ای دین شعار
چشم خود بر ثمرهٔ آن داشتن — باشد این حکم رجا از ذوالمنن
ورنه سازی هیچ سامان ای فتی — احمقی باشد دران چشم رجا
چون ز امر حق دلت باشد نفور — چشم رحمت از خدا باشد غرور
ابله است آن کو بامید عطا — سر فرو نارد بطاعات خدا
زان سبب گفت آن رسول نیکخو — راست ناید کار دین بی آرزو
گر تو سازی توبه از راه خطا — دار امید قبول از کبریا

ور منادی گر و از حق آنچنان | که کسے جز یک نباشد در جهان

نگذری از راهِ حزم و احتیاط | سر نه پیچی از رجا و انبساط

نسبتِ هر دو بسوے خود کنی | راجی و خائف بسانِ ازغنی

بهر مومن نعمتِ خوف و رجا | لازم و ملزوم آمد اے فتا

چون شنو خوف و رجا یکجا بهم | لذتِ ایمان بیابی لا جرم

هر کرا خوفِ خدا حاصل بود | بر رجائے حق دلش واصل شود

هر کرا باشد رجا با فضلِ حق | هم برائے خوف باشد مستحق

در خطر امید و در امید بیم | گنج اندر رنج و رنج اندر نعیم

لطف اندر قهر و قهر اندر کرم | ظلمت اندر نور و نور اندر ظلم

وصل اندر فصل و فصل اندر وصال | کامل اندر نقص و نقص اندر کمال

شغل اندر عزل و عزل اندر نصب | شب درون روز و روز آمد بشب

از رموز خوف و اسرار رجا | با تو گفتم این بیانِ دلربا

فهم کن بر قدرِ فهمِ خویشتن | ورنه خاموشی گزین ای جانِ من

هر زمان میباش در امید و بیم | تا بیامرزد ترا ربِّ کریم

در بیان اختیار حیا که عبارت از شعبهٔ ایمان است

در بیان علم

هر که شرمش نیست از خلق خدا ... شرم کے دارد ز رب دوسرا

چون رسد نزدیک تر و در زبان ... او لین گیرند شرم از مردمان

بر نگیرند از کسے شرم و حیا ... لیک از حیضی و از و لد الزنا

گفت پیغمبر که در آخر زمان ... دیو با مردم بود شرکت کنان

گر بفرزندانِ شان شرکت کند ... شرکت خود را بصلبِ شان برد

مجتمع سازد بخونِ خویش را ... با بخونِ مردم از روے دغا

عرض کردند اے رسولِ مهربان ... که شناسد دیو را از مردمان

کرد ارشاد آن رسولِ محترم ... دو علامت باشد او را لاجرم

اولاً شرمے ندارد در جهان ... ثانیاً رحمے نیارد بر کسان

سنتِ پیغمبرانِ با صفا ... عطر و مسواک و نکاح است و حیا

چون هلاکِ کس بخواهد کبریا ... پاک بستاند از و شرم و حیا

چون شود بے شرم گردد خشمگین ... مبتلا باشد بفسق و ظلم و کین

رحم کمتر آورد بر مردمان ... وز خیانت نگذرد اندر جهان

هیچ از دست و زبانش خلق را ... عافیت نبود درین دارِ فنا

چون بدینسان قلب او قاسی شود ... جبۀ اسلام از قدش کشد

پس فرموده آن شفیع المذنبین
علم را جوئید گر باشد بچین
هر که علم دین را جویان شود
بهر طالب کفارۀ عصیان شود
علم شد چون فرض بر تو اے ولد
زین تغافل پس ترا کے می سزد
بهر تحصیل علوم اے جان من
تا توانی دست و پاے خود بزن

علم دین آموز گر خواهی صفا — عالمان را دوست دارد کبریا

هرکه با عالم کند بغض و فساد — جای او دوزخ کند رب العباد

آنکه در اکرام عالم پا نهد — حق تعالی در بهشتش جا دهد

دولت علمست بی نقص و زوال — قدر این دولت شناسی با کمال

درجهٔ او هرکه داند در جهان — گردد از هر کار خود مشغول آن

علم باشد همچو ابر لاجرم — که نبارد غیر باران کرم

هرکه دست خود زند آن ابر را — پاک گردد از همه لوث خطا

بند ایدل بهر تحصیلش کمر — کآدمی از علم گردد بهره ور

هرکه در تحصیل علم آید برون — در ره حقست تا آید درون

طاعتی افضل تر از تحصیل علم — نزد حق هرگز مدان ای اهل حلم

بهترین چیزها علمست و بس — کی شرف حاصل کند بی علم کس

علم شی بهتر ز جهل شی بود — زانکه جاهل مرده عالم حی بود

علم مصباحیست در قندیل دل — گر تو خواهی نور دل شو غافل جهل

آفتاب علم بر هر دل که تافت — نور دین مصطفی در خویش یافت

علم در دل پرتو ایمان دهد — علم در دل ثمرهٔ عرفان دهد

گر نشینی با چنین عالم قرین — دور تر سازد ترا از راه دین

گفت پیغمبر رسول با سپاس — بحر عالم زهر آلوده شناس

هر که علمش از عمل عاطل بود — کی تمیزش در حق و باطل بود

کور سازد چشم جانش کردگار — نیک را از بد نداند زینهار

شرع باشد بهر او بازیچه گاه — قلب او هرگز نیابد انتباه

در گذر از قیل و قال اندر جهان — علم دل به آمد از علم زبان

علم دین آموزی بهر جدال — کی لسان قال باشد همچو حال

از زبان گفتن ز دل دانستن است — علم دانستن بود نه گفتن است

هر که خواند علم را بهر جدال — حاصلش هرگز نگردد جز نکال

علم دل نور است بهر مومنان — شد ظلام مردمان علم زبان

هر که علمش نیست در دل استوار — نزد حق قدری ندارد زینهار

هر که در دل تافت نور علم پاک — در جهان او را ز تاریکی چه باک

عالم علوی و سفلی در نظر — پیش او باشد هویدا سر بسر

گر نشینی در چشم خاک پای او — چشم تو روشن شود ای نیک خو

علم نافع هر کرا در دل بود — صد هزاران برکتش حاصل شود

نماید از جاهل بجز فسق و فساد
کم از و بیند کسے راهِ سداد

جهل سازد ایمن از حق مرد را
بلکه پیچد سر ز ربّ و سزا

کارِ جاهل سرکشی و غفلت است
کارِ عالم بندگی و عفت است

کاینچنان فرمود آن ربِّ قدیر
کے برابر باشد اعمی و بصیر

در بیانِ ادب که باعثِ قربِ حق است

اے پسر هرگز مکن ترکِ ادب
تا بیابی از مقامِ قربِ رب

مرد باید از ادب راهِ هدیٰ
بلکه یابد از ادب قربِ خدا

از ادب زندیق صدیقے شود
بے ادب صدیق زندیقے شود

گر کنی ترکِ ادب با کبریا
از علا افتی سوے تحت الثریٰ

ور تو آموزی ادب اندر جهان
رایت تو بگذرد از آسمان

هر که از راهِ ادب گیرد کنار
بهره کے یابد ز لطفِ کردگار

پس بتحقیق ایجوانِ حق طلب
اصلِ جمله بندگی آمد ادب

از ادیبِ شرع حاصل کن ادب
تا توانی برمگرد از حکمِ رب

از ادب غفلت مکن اے باصفا
هم بخلق آر و ادب هم باخدا

آن ادب با خلق باشد ایجوان
که میانِ خلق باشی همچنان

حرمتِ حق گر بدل داری نهان   ظاهرت آراسته گردد عیان
هرچه در آوندِ دل باشد درون   لاجرم آرد ترشّح از برون
چون شود شاهِ دلت حرمت طلب   جمله عضوِ تو درآید با ادب
مَحفل را دان گنجِ سرِّ کبریا   سرّ را دان گنجِ عرفانِ خدا
هست عرفان سرِّ ربِّ ذوالمنن   گر تو خواهی سرِّ حق ای جانِ من
بر درِ دل باش دایم پاسبان   تا نیاید خطرهٔ غیر اندران
در همه کردار با اخلاصِ رب   استقامت دار در راهِ ادب
گر ادب در جمله شے داری نگاه   بیگمان گردی ز خاصانِ آله
هرچه فرماید ترا شرعِ رسول   یکسر مو زان نمی باید عدول

در بیان خاتمهٔ کتاب

اشهر فاخاموش اکنون زین سخن   مغفرت خواه از خدای ذوالمنن
تا بکے پیچی درین گفتارها   تا بکے باشی درین آزارها
تا ردیف و قافیه جویان شوی   تا حدیث این و آن گویان شوی
کن تو فکرِ خود چه حاصل زین کلام   ده بدین اوراق همت اختتام
عاقلان را این نصیحت بس بود   هر که نارد در عمل ناکس بود

اے خدائے من گناهم درگذار   چه جز تو نبود کس مرا آمرزگار

انتخاب غزلیات از دیوان جنید وقت و بایزید زمن حضرت سید شاه محمد حسن اشرف قادری الہ آبادی علیہ الرحمہ مصنف مثنوی معدن فیض

در خیال قامت آن سرو بستان ... — سر کشند آه و فغان از سینهٔ بریان ما

ای طبیب از بهر علاج ما مکوش — زانکه هرگز نیست جز وصل صنم درمان ما

سگان کوی صنم بسکه نفرتی دارند — نمیخورند کهی اشرف استخوان مرا

از سر لطف گذر کن سوی کاشانهٔ ما — تا منور کنی از جلوهٔ خود خانهٔ ما

سر بسر رنگ ختن گردد و گلزار ارم — گر قدم رنجه کند یار بویرانهٔ ما

گر متاع دو جهان با من مسکین بخشند — جز رخ یار نخواهد دل دیوانهٔ ما

منم آن بلبل سودازده کز روز ازل — آب شد خون دلم عشق شده دانهٔ ما

گر بوقت سحر آهی زنم از جوش درون — چرخ صد چاک شد از نالهٔ مستانهٔ ما

اشرفا از نالهٔ من سنگ در آید بفغان — نیست هرگز اثری در دل جانانهٔ ما

دوشینه شب چو آمد آن مه تابان بخواب ما — وا ماند همچو آینه چشم پر آب ما

در زلف تیره آن رخ تابان نهفته — گم شد بچشمهٔ ظلمات آفتاب ما

دامن بعشق او ز دو عالم فشانده ایم — ای محتسب چه کار ترا با حساب ما

تا کی کنیم گریه و زاری که از غمت — خون شد دل و چکید ز چشم پر آب ما

حضرت غوث الاعظم میفرمایند

حافظ شیرازی میفرماید

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را

۳۸۸

پیشه ایثار بباید ترا چون شیر حق / خلق نیکو چون رسول کبریا می بایدت
خوف با انسبت هر گز غصه بر پاکان مبر / اعتقاد حسن ظن با اولیا می بایدت
وقف مهر آل و اصحابش ولیکن اشرفا / گر نسب ظل لوای مصطفی می بایدت

دل آنیست که مرآت رخ دلبر ما نیست / جان نیست که جا در آن جلوه نما نیست
اندر طلب کعبه وصل تو نگارا / جان من دلخسته کم از قبله نما نیست
نزدیک تر ای جان من از حبل ورید / افسوس که کس محرم این سر خفا نیست
صد محنت و صد آفت و صد گونه بلاها / در راه غمت بر من بیچاره جفا نیست
آن زلف هما یون بسرم سایه فگن شد / هرگز بدل من هوس ظل هما نیست
یارب که طلب اشرف کرد با تو جاوید / حاشا که کسی را بجهان مهر و وفا نیست

فکر تو شب و روز مرا ورد زبان است / وز بهر تماشای تو هم چشم نگران است
ترسم که جهان غرق بیکبار نگردد / کز هر مژه ام بس که خوناب روان است
قاتل چه درنگست پی کشتن اشرف / موجود بدست تو کنون تیر و کمان است

دلم پیوسته در شوق جمالش گریه دارد / بلوح خویشتن هر دم خیالش می نگارد
بگلزار جهان اشرف بسی گردیده ام لاکن / بهار گلشن جانان عجایب رنگ و بو دارد

تا نقاب از رخ آن دلبر رعنا افتاد / عالمی در پی او بهر تماشا افتاد

باز غیرت چشم خود بین دوختم در عشق تو
تا شکستم در غمت تسبیح و زنار خودی
حاجتی اکنون مرا با افسر و دیهیم نیست
گنج قارون کی قبول همت من اوفتد
من نه تنها در غم عشق تو آری گو شدم
چشمها دیدم ز درد هجر تو زار و نزار
قمریان تنها نه بر سرو قامت مفتون شدند
اثر فنا بیرون ندیدم ذره از حکم تو
شکر لله کاشکارا شد مرا سر نهان
زنگ اثنینیت از قلبم شده یکسر برون
من حجاب خویش بودم کس حجاب من نبود
کیف و کم بی کیف و کم بینم ز چشم بیخودی
چشم پیدا کن که بینی جلوهٔ رخسار یار
جهد کن تا ره نیابد خطرهٔ جز فکر دوست

هر طرف حسن ترا پیدا و پنهان یافتم
خویشتن را فارغ از گبر و مسلمان یافتم
فقر خود را بهتر از تخت سلیمان یافتم
من درون سینه و جان گنج عرفان یافتم
همچو موسی عالمی دیدار جویان یافتم
سینها از آتش عشق تو سوزان یافتم
بلبلان با برگ گل ویست ثنا خوان یافتم
سرو عالم را به زیر طوق فرمان یافتم
نور الا الله در آمد رفت لا از درمیان
شاهد وحدت ز چشم نمود در مرات جان
چون نهان گشتم ز خود دیدم رخ جانان عیان
کیف و کم باشد کجا اندر جهان بی‌نشان
چشم خورشید را خفاش کی بیند عیان
هر زمان میباش شرف بر در دل پاسبان

ای از جمالت منفعل خورشید رخ خاوری
وی از رخت گردد خجل ماه نیر و مشتری

إن وليّ الله الذي نزّل الكتاب وهو يتولّى الصالحين

بعونہ تعالیٰ

نسخہ معرفت شمامہ

یعنی

مثنوی غریب نامہ

مصنفہ

حضرت شاہ غلام احمد قادری مرید و فرزند رشید حضرت حافظ شیخ محمد ابن الجعفر الطیاری القادری النہٹوری
خلیفہ ارشد مرشدم مرشدان حضرت سید شاہ بلاقی قادری سہواری ثم المرادآبادی اولاد خاص
حضرت قطب عالم غوث اعظم سیدنا ابو محمد شیخ عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی قدس سرہ العزیز

بتصحیح

جناب مولائی و مرشدی مولوی احمد حسین خان صاحب قادری نقشبندی امروہی ثم الحیدرآبادی دامت فیوضہم

محمودی پریس حیدرآباد میں طبع ہو کر شائع ہوا

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد بیحد در جناب کبریا | زانکه آدم را بسجود کرد آشنا
وصف او هرگز نگنجد در زبان | او که گفته کن بشد هر کون و مکان
در صفات ذات او حیران شدند | جن و انسان و ملائک هوشمند
بی پدر پیدا کند فرزند را | کی کند این غیر ذات کبریا
نام پاک او علاج عاشقان | زنده شد از وی همه خورد و کلان
نام او دارو‌ی دردمند | دردمند از نام او خوشدل شوند
شکر او کی می‌شود از من ادا | هست از وی آدم خاکی بپا

در نعت حضرت سرور کائنات

بعد حمد حق بگو نعت نبی | زانکه روشن شد دو عالم روشنی

مناجات بدرگاه رافع الدرجات

۳۹۲

کاہلی را دور کن اے ہوشیار | تا ببینی نورِ دل اندر کنار
خویش را گر یکنفس بینی عیان | حق تعالی را ببین در ہر زمان
صحبتِ مردان اگر کردی بدل | روح در جوش آید و نفست خجل
درد را درمان بود اے مردِ کار | ہر کہ را درد نشد درمان چہ کار
رتبۂ خود را اگر بشناختی | غیرِ ذکرِ حق ز دل انداختی
اے پسر بردینِ خود ہشیار باش | تا توانی قاتلِ کفار باش
عاقل آن باشد کہ خاموشی کند | ماسوی اللہ را فراموشی کند
مردِ عاقل آن بود نزدِ خدا | کز کثافتہا کند خود را جدا
بے تعلق باش اے جانِ پدر | تا نہ بینی در جہان خوف و خطر
خواہشِ خود اے پسر کن زود گم | گر تو خواہی امرِ حق [illegible]
نامرادی جو اگر خواہی مراد | نامرادی بہر سازد بر مراد
یکدم از شکرِ خدا غافل مشو | بعد ازان افزونیِ نعمت بجو
مدح و ذم یکسان نماید گر ترا | تو یقین میدان کہ شد فضلِ خدا
ہر کہ از مدحِ کسان مسرور شد | او ز راہِ پارسایان دور شد
حرص را بگذار و نفست را بسوز | بعد شمعِ شوق را در دل فروز

ذکر عامان نیست جز ذکر لسان	ذکر خاصان می شود از قلب جان
موسنان باشند در خوف و رجا	کار اوشان نیست جز ذکر خدا

در بیان پیر و شیخ

پیر کامل جو اگر خواهی کمال	هر که بی پیرست او را نیست حال
پیش درویش خدا بی کیش باش	بعد ازان از کیش لا بی کیش باش
خدمت درویش دایم کن بجان	تا که گردی کامیاب دو جهان
هر که دارد دوست مر درویش را	مسکن او می شود خلد صفا
ای پسر در مجلس مردان نشین	تا شود حاصل ترا عین الیقین
هر کرا عین الیقین حاصل شود	بی گمان در ذات حق واصل شود
باش دایم در حضور اولیا	تا نه بینی خویشتن را در بلا
عارفان گشتند پیش از موت لا	لا یموتون ست زان از مصطفی
عارفان را خوف و خطره نیست چون	هست در قرآن و لاهم یحزنون
هر که دارد دوستی دوستان	او شود مقبول در هر دو جهان

در بیان حذر کردن از هفت چیز

دور باش از هفت چیز ای هوشیار	تا که مانی از عقوبت در حصار

برخلافِ شرع کارِ خود مکن / خویش را تابع بہ نفسِ بد مکن

نفسِ بد را کش تو اے مردِ جلیل / گر تو خواہی قربِ آن ربِّ جلیل

نفسِ بد را اے پسر دشمن شمار / تا ترا باشد بسوے حق گذار

نفسِ رہزن را بکش بہرِ خدا / تا نیندازد ترا اندر بلا

نفسِ سرکش را اگر زندان کنی / او بسازد میلِ دنیاے دنی

منفعل کن نفسِ بد را اے پسر / تا کہ گردد با طینت مثلِ قمر

در بیانِ روحِ پُر فتوح

روحِ تو نفسیست از نورِ خدا / لیک در دامِ خودی شد مبتلا

دامِ خود بینی گسل تو اے جوان / تا پرد در روحِ تو سوے لامکان

اے برادر در خودی جوئی خدا / مرد را باید ز خود گشتن جدا

از خودیِ خود اگر گردی خلاص / پس شوی نزدیکِ مردانِ خاص

دامِ ہستی را شکستن واجب است / قلبِ ہر دانا بدین سو راغب است

خویش را از دامِ ہستی کن رہا / مرغِ روحت تا پرد سوے خدا

از خودیِ خود اگر بیخود شوی / تا بیابی از خدا خود آگہی

ہر کرا از خود خدا آگاہ کرد / ہستیِ او را ز او تباہ کرد

گر براند او ترا همچون ذباب — تو مرو از پیش او به هیچ باب

در خیال او بمان لیل و نهار — تا شوی محرم ز سر کردگار

صورتش را نقش کن بر لوح دل — تشنه‌ای مهر از غیرش گسل

کار کن ای مرد حق بر حکم پیر — تا شوی از امر حق روشن ضمیر

در دلت نورش اگر گردد منیر — خود ببینی نور حق در نور پیر

هستی خود را بکن بروی نثار — تا نماید جلوهٔ حق آشکار

هر کسی بی پیر است ای مرد جوان — هست او گمره ز جمله گمرهان

در بیان فنا کردن خودی

چیست حاصل ای جوان این و آن — تا که گردی دور از حق بهر آن

این دو آن را دور کن آزاد شو — همچو مردان زود وصل یار جو

هرچه آید پیش تو غیر از خدا — قطع کن از راه مردی جمله را

آنچه باشد غیر مولی ای پسر — جمله را بگذار گر داری خبر

کار کن بر حکم ختم المرسلین — گر تو خواهی قرب رب العالمین

مشرکی چون گفت از زبان نبی — پس چرا مشغول غیر حق شوی

هر که میرد در خیال این و آن — کافر مطلق شود او بی گمان

شد زنگ آئینهٔ قلبت سیاه
کی نظر آید ترا نور اله

زنگ هستی را برون کن ای پسر
غیر حق را همچو شیر نر بدر

روز و شب اندر خیال یار باش
وز پی وصلش ز خود بیزار باش

چیست هستی از حبیب خویش دور
هستیت شد موجب رنج و سرور

ای برادر بندهٔ معبود شو
در پی حرص و هوا هرگز مرو

در خیال یار خود ... باش
گر تو خواهی وصل از خود دور باش

در بیان مذمت دنیا

زهر قاتل هست دنیا ای پسر
گر بقا خواهی بکن از وی حذر

نیست حاصل هیچ از دنیای دون
الغرض او را ز دل خود کن برون

هست دنیا رهزن راه خدا
خویش را ای مرد کن از وی جدا

کار دنیا ای پسر بی حاصل است
دور از وی گشت هر کو عاقل است

ای پسر در کار دنیا دل مبند
چشم خود از دیدن دنیا ببند

ظاهرش گر می نماید خوب تر
لیک دارد در درون نار سقر

اهل دنیا بارکش مثل خرند
زیر بارش همه جاهل خوش اند

مبتلا در کار دنیا مانده اند
از خدا غافل و لی شرمنده اند

٣٩٦

صبر بخشد مرا خویش را	صبر گردد همه دل ریش را
گرچه بی تلخ منساید بتو	لیک یابی عاقبت راحت از او
هرکه در راه خدا گردد صبور	عاقبت گردد دل او پر ز نور

در بیان نصایح متفرقه

رتبه خود پیش کس ظاهر مکن	وز عبادت خویش را اظهار مکن
بی ریا در راه حق شو ای وحید	باش خود آزاد از گفت و شنید
مرد ره را از ملامت ننگ نیست	چونکه او را جز به نفسش جنگ نیست
گر دلت پر ذوق حق کامل بود	غیر حق از قلب تو زائل شود
تا به کی باشی تو در حرص هوا	از ره مردی بشو از وی جدا
هرکه در حرص و هوا ماند ای پسر	نیست در راه خدا او را گذر
ای برادر تنهائی خویش یاب	از ره حرص هوا مکن بتاب
نیست شو از آرزوهای جهان	تا که روشن گردد چشم روان
چشم باطن روشنت گردد اگر	که نه بینی جز خدا چیزی دگر
گر دلت فارغ شود از ماسوا	حاصلت نبود بجز ذات خدا
زود کن تجرید ای مرد جلیل	پاک کن دل از غیرش ای خلیل

دربیان استقامت

استقامت اے پسر اول ازین ‏ ‏ از درخت وصل بعدش میوہ چین
مرد باید در رہ حق مستقیم ‏ ‏ تا رسد او بمراد خود سلیم
استقامت اے پسر آید بکار ‏ ‏ استقامت میرساند نزد یار
استقامت ہر کہ را بخشد خدا ‏ ‏ بیشک او واصل شود با دلربا
استقامت اولا اے مرد جو ‏ ‏ در روی در راہ حق از خود مگو
استقامت ہر کہ را حاصل نشد ‏ ‏ ہیچ با مقصود خود واصل نشد
استقامت میدہد قرب خدا ‏ ‏ استقامت بیشود خود رہنما
استقامت فتح باب مقصدت ‏ ‏ استقامت بینا یدر ہمت

دربیان نقص چہار چیز

طالب حق را بباید چہار چیز ‏ ‏ بشنو از من تا بگویم اے عزیز
اولا شو از ہوا و حرص دور ‏ ‏ باز کن پرہیز از عجب و غرور
از ہوا و حرص روے خود بتاب ‏ ‏ ورنہ رسوائی کشی روز حساب
روے خود از حرص بگردان فتی ‏ ‏ نعمتے از قرب منعم یافتی
ہر کہ دارد عجب مغروری بدل ‏ ‏ او شود شیطان صفت خوار و خجل

کبھی ہیں وحدت کو کثرت کرن — کبھی نقش کثرت مٹاؤں والا

کبھی حق کو آئینہ انکا کرن — قبا وصف حق کی بناؤں والا

سے حرف وحدت کرون نوش — خودی میں خدائی کو پاؤں والا

حجاب دوئی کو اٹھادوں کبھی — تو قطرہ میں دریا دکھاؤں والا

کبھی عشق و معشوق و عاشق — کبھی عبد اور رب کہاؤں والا

احد کو جو ڈھونڈوں تو احمد ملے — عجب بھید ہے کیا بتاؤں والا

یہی ہے تمنا کہ روح فدا — کہ عبد محمد کہاؤں والا

ولہ

چشم کشا و خوش نگر بے سہا گو — ورنہ دگر بے مشو زانکہ توئی خدا تو

بحر توئی موج تو قطرہ توئی حباب تو — بے بہت بے نیز تو خود توئی آشنائے تو

ظاہر و باطنی خود شد اول آخری تو — صادق کا [illegible] وز

اصل کلام تو صورت جا لست تا — کہ [illegible] کوہ دان [illegible]

بندگی صاحبی مطلق و مقیدی — [illegible]

ولہ

خسرو دو عالم میں کیا نہیں ملتا — خسرو کا پتہ نہیں ملتا

٣٠٠